35/-

دُنیائے نجدیّت میں تہلکہ مچا دینے والی کتاب

راہِ جنّت

بجواب

راہِ سُنّت

مُصنّف

صاحبزادہ مُفتی اقتدار احمد خان نعیمی

مع

کتاب مقیاس جنّت بجواب "باب جنّت"

ناشر: نعیمی کتب خانہ
مفتی احمد یار خان روڈ گجرات

Marfat.com

دنیائے نجدیّت میں تہلکہ مچا دینے والی کتاب

راہِ جنّت

بجواب

راہِ سُنّت

مُصنّف

صاحبزادہ مُفتی اقتدار احمد خان نعیمی

مع

کتاب مقیاس جنّت بجواب "باب جنّت

نعیمی کتب خانہ

ناشر: مفتی احمد یار خان روڈ گجرات

Marfat.com

Marfat.com

پیش لفظ

بندہ گنہگار ہیچ مداں محمد اقتدار خان ناظرین والا شان کی خدمت میں عرض پرداز ہے کہ میں نے کتاب "راہ سنت مولفہ مولوی سرفراز خانصاحب صفدر گکھڑوی کا بغور مطالعہ کیا اور انکا آخر کتاب میں دس ہزار روپے کا اعلان بھی دیکھا۔ وہ کتاب کیا ہے۔ مکڑی کا جالا ہے جس کا دیکھنے میں بہت پھیلاوا مگر حقیت کچھ بھی نہیں اس کا دارومدار دوسری کتب دیوبندیہ کی طرح دھوکوں اور خیانتوں پر ہے۔ میں نے اس کا جواب یعنی یہ کتاب جو آپکی پیش نظر ہے۔ بہت پہلے لکھ لی تھی جس کا اشتہار بھی دے دیا تھا۔ مگر مجھے پتہ یہ لگا کہ کتاب راہ سنت ایسی گمنام سی کتاب ہے جس سے اہل سنت تو کیاخود نجدی دیو بندی وہابی بھی بے خبر ہیں جس سے بھی اس کتاب کا تذکرہ ہوا اس نے یہ ہی پوچھا کہ راہ سنت کونسی کتاب ہے اور کس نے لکھی ہے چنانچہ اشتہار دینے پر بھی اس کے بہت کم طلب کے آرڈر آئے اس لئے میں نے اس کا جواب چھاپنے کا ارادہ ترک کر دیا اور سمجھا کہ اس کا جواب دینا درحقیقت راہ سنت کو مشہور کرنا ہے۔ کچھ قلمی سوالات میں نے مولوی صاحب مذکور کو بھیجے جن کا جواب تو وہ نہ دے سکے مگر انہوں نے نہایت تکبرانہ انداز میں مجھے لکھاکہ تم میرے شاگرد در شاگرد کے برابر بھی نہیں ہو لہٰذا میں تمہیں منہ نہیں لگا سکتا ایک بار گجرات میں میری مصنف مذکور سے ملاقات ہوئی اور میں نے ان سے زبانی جوابات کا مطالبہ کیا تو نہایت لاپرواہی سے فرمایا کہ جاؤ تم جیسے میں نے بہت دیکھے ہیں اس کتاب کا جواب لکھنے والے کسی ماں نے جنے ہی نہیں تم سے جو ہو سکتا ہے کرلو پھر بعض دیوبندی وہابیوں کو کہتے سنا گیاکہ اہل سنت سے اس کتاب کا جواب ناممکن ہے مجبوراً" یہ کتاب چھپانا پڑی اس کا نام لطمہ شیر ببر بر نجدی زادہ گکھڑ تھا۔ مگر والد صاحب کے فرمانے پر اس کا نام راہ جنت رکھا رب تعالے قبول فرمائے۔

اقتدار احمد خان عرف مصطفے میاں

Marfat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ وکفی والصلوۃ والسلام علی سید الانبیاء وسند الاصفیاء
محمد المصطفے وعلی الہ واصحابہ البر التقی

آج سے قریبا اکیس سال پہلے میرے ولی نعمت استاد برحق والد ماجد حضرت حکیم الامت مولانا الحاج المفتی احمد یار خاں صاحب شیخ الحدیث مدرسہ . . . پاکستان نے ایک مبسوط کتاب لکھی جاء الحق زہق الباطل جس میں مذہب دیو بندیت کے ہر مسئلے کی ایسی پرزور تردید کی کہ بفضلہ تعالے دیوبندیت نجدیت وہابیت بسمل کی طرح تڑپنے لگی اور دم توڑنے لگی اللہ تعالیٰ کے فضل اور حضور شفیع یوم النشور باعث ایجاد عالم مالک کون ومکان حضرت محمد ﷺ کے کرم سے وہ کتاب ایسی مقبول ہوئی کہ عرصہ میں بار بار چھپی۔ ہندو پاکستان کے علاوہ دیگر ممالک حتی کہ مدینہ منورہ افریقہ انگلستان (لندن) تک پھیلی۔ اسے اہل سنت نے آنکھوں سے لگایا۔ علماء کرام نے پسند فرمایا صوفیاء عظام نے مقبول کیا۔ حضرت قطب الوقت امیر ملت پیر سید جماعت علی شاہ صاحب علی پوری قدس سرہ العزیز نے حضرت مصنف کو خلعت وانعامات سے نوازا اور فرمایا کہ اس کا اصلی صلہ ان شاء اللہ قیامت میں اللہ تعالیٰ ورسول ﷺ سے دلوایا جائیگا حضرت مصنف کے پیر مرشد حضرت صدر الافاضل فخر الاماثل مولانا سید محمد نعیم الدین صاحب قدس سرہ العزیز مراد آبادی نے حضور مجدد دین وملت اعلی حضرت مولانا شاہ احمد رضا خاں صاحب بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا جبہ مبارک حضرت حکیم الامت کو عطا فرمایا غرض یہ کہ بزرگان دین نے اس کتاب کو بہت ہی پسند فرمایا اس کے مطالعہ سے بہت سے پکے نجدی دیوبندی وہابی پلپلے پڑ گئے اور پلپلے نجدی دیوبندی توبہ کرکے پختہ سنی مسلمان ہوگئے والحمد اللہ علی ذلک نجدی دیوبندی بہت پیچ وتاب کھاتے سر سہلاتے رہے مگر بجز انگلیاں چبانے غم کھانے کے کچھ بن نہ آتی تھی آخر کار اکیس سال کے بعد گکھڑ ضلع گوجرانوالہ کے ایک جوشیلے دیوبندی عالم مولوی سرفراز خاں صاحب صفدر نے اس کتاب کا جواب لکھنے کی کوشش کی اور ایک کتاب مسمی بہ راہ جنت لکھی اس کتاب میں مصنف مذکور نے اہل سنت کو جواب نہ دیا بلکہ اپنے مذہب کو جواب دے دیا ہے جیسا کہ انشاءاللہ ناظرین ملاحظہ فرمائیں گے میں کتاب راہ

Marfat.com

سنت پر کچھ لکھنے سے پہلے مذہب دیوبندیت کے متعلق کچھ عرض کرتا ہوں۔

دیوبندیت اور دیوبندی

دیوبندیت کو خود نجدی دیوبندی وہابی ہی اپنے ہاتھوں گہری قبر میں دفن کر چکے ہیں اب دیوبندیت عیسائیت کی طرح صرف کتابوں کی زینت رہ گئی ہے رہا دیوبندیوں کا عمل وہ بالکل برعکس ہو چکا اب دیوبندیوں کا قلمی مذہب اور ہے قولی مذہب اور مگر عملی مذہب کچھ اور ہے۔ آپ دیوبندیوں کی تحریر تقریر و عمل میں انتہا درجہ کا فرق بلکہ تضاد پائیں گے بطور نمونہ چند چیزیں پیش کی جاتی ہیں۔

مزارات پر عمارات

دیوبندی دھرم میں مزارات اولیاء اللہ پر عمارات بنانا حرام کفرو شرک ہے اور بنی ہوئی عمارتوں کو ڈھا دینا عین فرض اور رکن ایمان ہے بلکہ مولوی سرفراز خان صاحب نے اس کتاب راہ سنت کے صفحہ ۱۷۲ پر لکھا کہ مزارات اولیاء اللہ کے پاس جو مسجدیں ہوں انہیں بھی ڈھا دینا ضروری ہے چنانچہ وہ اس جگہ بحوالہ مرقات فرماتے ہیں ویجب الھدم وان کان مسجد" اور خود ہی یوں ترجمہ فرماتے ہیں گرانا واجب ہے اگرچہ مسجد ہی کیوں نہ ہو اسی جگہ فرماتے ہیں کیونکہ مسجد ضرار بھی آخر مسجد ہی کے نام سے تعبیر کی گئی تھی نتیجہ ظاہر ہے کہ اولیاء اللہ کے مزارات کے پاس جو مساجد ہیں ان سب کا گرا دینا ڈھا دینا جائز یا مستحب نہیں بلکہ واجب ہے رہے قبور اور قبور پر عمارات ان کے متعلق تو کچھ پوچھئے ہی نہیں فرماتے ہیں۔

تجب المبادرة الی ھدمھا و ھدم القباب التی علیھا — ان اونچی قبروں کو اور ان قبروں پر جو قبے اور گنبد بنائے گئے ہیں انکو گرا دینا واجب ہے راہ سنت صفحہ ۱۷۶

اور فرماتے ہیں۔

لایجوز بقائھا و یجب ھدمھا — ان کا چھوڑنا جائز نہیں ان کا گرا دینا واجب ہے۔ راہ سنت صفحہ ۱۷۷

مسلمانوں شکر کرو کہ پاکستان میں نجدیوں دیوبندیوں کا راج نہیں ورنہ بھارت میں تو

Marfat.com

ہزار دو ہزار مسجدیں ہندوؤں نے گرائی ہونگی' یہ نجدی پاکستان کی لاکھوں مسجدیں ڈھا دیتے خدا گنجے کو ناخن نہ دے کہ گنج کھجلائے خون بہائے حالانکہ خاں صاحب نے مرقات کی عبارت نقل کرنے میں بہت ہی خیانت کی کیونکہ مرقات کی پوری عبارت یہ ہے۔ وللحرمة فی المسبة ویجب الهدم وان کان مسجدا یعنی یہ ممانعت وقف قبرستان میں ہے کہ وہاں بنی ہوئی عمارت کا ڈھانا اگرچہ مسجد ہی ہو کیونکہ تبدیلی وقف ہے خانصاحب نے اگلی پچھلی عبارت چھوڑ دی

عمل

مزارت کے قبوں و مسجدوں کے متعلق دیوبندی نجدی تحریریں آپ دیکھ چکے اب دیو بندی عمل ملاحظہ فرمائیں ابھی کچھ عرصہ ہوا کہ ۲۹ جولائی 1960 کو قائداعظم بانی پاکستان محمد علی جناح کی قبر پر حکومت پاکستان نے عظیم الشان قبہ مقبرہ کی عمارت بنانے کے لئے ہزار ہا روپیہ کا تخمینہ لگایا جب سنگ بنیاد رکھنے کی رسم صدر مملکت پاکستان فیلڈ مارشل محمد ایوب خاں نے ادا کی تو اس وقت دیوبندیوں کے شیخ الشیوخ مولانا احتشام الحق صاحب تھانوی بھی وہاں پر براجمان وتشریف فرما تھے بلکہ شمع محفل نظر آرہے تھے آن موصوف نے نہ یہ کہ اس موقعہ پر حق کی تبلیغ کی نہ یہ کہ خاموش رہے بلکہ ایک بلیغ تقریر فرمائی جس میں حکومت کے اس قبہ سازی کی بہت تعریف کی اور گذشتہ حکومتوں پر اعتراض کیا کہ انہوں نے اس کار خیرمیں دیر لگائی مولانا کی یہ تقریر اخبارات جنگ کوہستان وغیرہ میں شائع ہوئی مسلمانو! غور کرو مولانا سرفراز صاحب مزارت کے قبے بلکہ وہاں کی مسجدوں کو گرانا واجب وضروری فرمارہے ہیں اور مولانا احتشام الحق قبے بنانے کو کار خیرفرمارہے ہیں وہ تھا قول یہ ہے عمل دیکھو اخبار جنگ راولپنڈی ۱۴ اگست ۱۹۶۰ء اور گجرات کے دیوبندیوں نے گجرات کے قبرستان بھٹیاں کے جنازہ گاہ پر قبضہ کرنے وہاں وہابیت کا اکھاڑہ بنانے کے لئے اس جنازہ گاہ میں رمضان ۱۳۶۲ھ کو تراویح وجمات پنجگانہ باقاعدہ جماعت سے ادا کرنی شروع کردی حالانکہ اس جنازہ گاہ کے چہار طرف قبریں ہیں اور اس کی غربی جانب ایک بزرگ چولے والے کا مزار ہے خود جنازہ گاہ کے صحن میں بہت قبریں ہیں یہ ہے دیوبندی عمل کہ قبروں کی طرف سجدے کررہے ہیں۔

Marfat.com

کیافرماتے ہیں حضرت مولوی سرفراز خاں صاحب

برادر تمام علماء دیوبند اس مسئلہ میں کہ ازروئے شریعت دیو بندیہ مولانا احتشام الحق صاحب واجب الہدم چیز کو خیر فرما کہ مشرک کافر فاسق ہوئے یا نہیں۔ بینوا توجروا۔

مزارات اولیاء اللہ پر حاضری

دیوبندی عقیدہ یہ ہے کہ مزارات اولیاء اللہ پر جانا وہاں جاکر اللہ تعالیٰ سے دعا کرنا قتل وزنا سے بھی بدتر گناہ ہے چنانچہ مولوی سرفراز خاں صاحب اپنی اس کتاب راہ سنت میں ۱۶۲ پر بحوالہ شاہ ولی اللہ صاحب تحریر فرماتے ہیں جو شخص اجمیر میں خواجہ چشتی کی قبر پر یا سالار مسعود غازی کی قبر پر یا ان کی مانند کسی اور قبر پر اس لئے گیا کہ وہاں دعا کرے گا اور اس کی دعا وہاں مقبول ہوگی تو اس نے ایسا گناہ کیا جو گناہ قتل وزنا سے بھی بدترین گناہ ہے مسلمانو! شکر کرو کہ پاکستان میں نجدیوں ' دیوبندیوں۔ وہابیوں کی بادشاہت نہیں ورنہ بھارت میں تو ہندوؤں نے ہزارہا مسلمانوں کو شہید کیا یہ دیوبندی پاکستان میں لاکھوں مسلمانوں کو قتل بلکہ رجم وسنگسار کردیتے کیونکہ تمام دنیا کے مسلمان زیارت قبور وہاں دعائیں مانگنے پر عامل ہیں۔ اور یہ حرکت دیوبندیوں کے ہاں قتل وزنا سے بدتر ہے تو یقیناً" یہ سارے مسلمان اس سزا کے مستحق ہوئے جو زنا وقتل کی سزا ہے بلکہ ابھی حال ہی میں ایک دیوبندی صاحب عبدالقادر نامی نے حضور داتا گنج بخش قدس سرہ لاہوری کے مزار پر انوار کے متصل تمام گلی کوچوں میں قلمی اشتہار لگائے کہ مردوں میں دعا قبول کرنے کی طاقت نہیں ان کے مزارات پر فیض مانگنا شرک وبدعت ہے پھر رات کے آخری حصہ میں تمام آستانہ اور زائرین کو زندہ جلا دینے کی کوشش کی زائرین کے کپڑوں اور آستانہ کے درو دیواروں پر مٹی کا تیل چھڑک دیا تیلی جلائی تھی کہ کسی کو حرکت کا پتہ لگ گیا۔ اور وہ پکڑا گیا۔ اگر ایک سیکنڈ کا موقعہ اسے مل جاتا تو یہ بد نصیب تمام مسلمانوں کو زندہ جلا دیتا دیکھو اخبار کوہستان وغیرہ مجریہ ۲۶ دسمبر ۱۹۶۱ء یہ ہے ان ظالم دیوبندیوں کی اسلام دشمنی اور مسلم کش توحید ممکن ہے کہ اس عبدالقادر نے ہمارے مولوی گکھڑوی کے اس فتوے پر عمل کرنا چاہا ہو۔

Marfat.com

عمل

یہ تھا دیوبندیوں کا تحریری مذہب اب انکا عملی مذہب بھی دیکھ لو۔ شیخ الہند مولوی محمود الحسن صاحب دیوبندی اپنے پیشوا مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی کی قبر کے متعلق مرثیہ گنگوہی میں فرماتے ہیں

تمہاری قبرانور کو میں دے کر طور سے تشبیہ
کہوں ہوں بار بار ارنی مری دیکھی بھی نادانی

مولانا احتشام الحق صاحب قائداعظم کے مزار پر سنگ بنیاد رکھتے وقت بڑی عقیدت سے حاضر ہوئے اور تعمیر مزار کے کام کو کار خیر فرمایا۔

دیوبندیوں کی مشہور کتاب ارواح ثلثہ صفحہ ۳۲۲ پر اپنے مذہب کے ایک بزرگ مولوی محمد یعقوب صاحب کی کرامت لکھی کہ ایک بار نانوتہ میں جاڑہ بخار کی بہت وبا پھیلی جو شخص مولانا کی قبر کی مٹی لے جاکر باندھ لیتا اسے شفا ہوجاتی اس کثرت سے لوگ مٹی لے گئے کہ جب بھی مٹی ڈلواؤ ختم تب ان کے صاجزادہ صاحب نے عرض کیا کہ آپ کی تو کرامت ہوگئی ہماری مصیبت آگئی اگر اب کوئی اچھا ہوا تو ہم مٹی نہ ڈلوائینگے ایسے ہی پڑے رہیو لوگ جوتہ پہن کر تمہارے اوپر چلیں گے بس اس دن سے کسی کو آرام نہ ہوا۔ ارواح ثلثہ صفحہ ۳۲۲ مسلمانو! یہ ہے دیوبندیوں کا عملی مذہب کہ اپنے بزرگوں کے قبر کی مٹی کو بھی دافع بلاشافی الامراض جانتے ہیں پھر سماع موتی اور مردوں سے عرض معروض کرنا سب ہی درست سمجھتے ہیں۔

کیا فرماتے ہیں مولوی سرفراز خاں صاحب

اور تمام علماء دیوبند اس مسئلہ میں کہ احتشام الحق محمد طیب صاحب مہتمم مدرسہ دیوبند مولف ارواح ثلثہ اشرف علی صاحب محشی کتاب ہذا روئے شریعت دیوبندیہ مشرک کافر بدعتی ہیں یانہیں اور ان کے یہ اعمال قتل وزنا سے بدتر تھے یانہیں۔

Marfat.com

پنجتن پاک

عام مسلمان یہ شعر پڑھا بھی کرتے ہیں اور مکانوں کی چوکھٹوں پر بھی کندہ کراتے ہیں

لی خمسة اطفی بها حرا الوباء الحاطمه
المصطفی والمرتضی وابناهما والفاطمه

اور عموماً مسلمان مسافر کو وداع کرتے وقت کہتے ہیں جا اللہ رسول کی امان پانچ پیروں کا سایہ بعض لوگ مسافر کے بازو پر امام ضامن کے نام کا روپیہ باندھتے ہیں کہ امام حسین کی ضمان میں جائے۔ خیریت سے آئے۔ واپسی پر اس روپیہ کی حضرت شہید کربلا دافع کرب و بلا کی فاتحہ کرتے ہیں ان اعمال کو دیابند شرک اکبر کہتے ہیں۔ ہمارے خاں صاحب گکھڑوی بھی اس سے بہت ناراض ہیں انہوں نے اس شعر میں یوں ترمیم کی ہے۔

لی واحد اطفی بہ حر الوباء الحاطمه

یہ ہے دیوبندیوں کا مذہب کہ امام ضامن باندھنا شرک ہے کفر ہے ارتداد ہے، آیئے اب ہم آپ کو ان کا عمل دکھاتے ہیں۔

عمل

صدر مملکت پاکستان فیلڈ مارشل محمد ایوب خاں صاحب جب جان کینڈی صاحب کی دعوت پر امریکہ کے دورہ پر گئے تو کراچی سے روانگی کے وقت ان کے بازو پر دیوبندیوں کے پیشوا مولانا احتشام الحق نے امام ضامن باندھا چنانچہ یکشنبہ ۹ جولائی ۱۹۶۱ء کے جنگ راولپنڈی میں یہ خبر شائع ہوئی اور ۱۰ جولائی کے جنگ میں مولانا موصوف کا فوٹو شائع ہوا جس میں آپ صدر مملکت کے بازو پر امام ضامن باندھ رہے ہیں یہ عمل معمولی دیوبندی کا نہیں بلکہ ان کے امام و پیشوا مولانا احتشام الحق صاحب کا ہے۔

کیا فرماتے ہیں مولوی سرفراز خانصاحب

اور تمام علماء دیوبند اس مسئلہ میں کہ احتشام الحق صاحب ازروئے شریعت

Marfat.com

دیوبندیہ اس عمل کی وجہ سے مشرک کافر مرتد۔ بدعتی ہوئے یا نہیں مولوی ثنائی ہمت کیجئے جو فتوے آپ ہم لوگوں پر دیا کرتے ہیں حضرت مولانا پر بھی وہی شائع فرمادیں۔

حاضر ناظر عرس وغیرہ

عام مسلمان عرس بزرگان نذر نیاز کیا کرتے ہیں اور حضور ﷺ کے متعلق عقیدہ رکھتے ہیں کہ سرکار ابد قرار باذن پروردگار تمام عالم کو اس طرح دیکھ رہے ہیں جیسے آئینہ دار آئینہ کو اور ارواح قدسیہ "آنا" فانا" مشرق و مغرب کی سیر فرمالیتی ہیں اور متوسلین کی مدد کرتی ہیں اس کو مسئلہ حاضر ناظر کہتے ہیں حضرات علماء دیوبند خصوصا" گکھڑوی اس کو کفر و شرک بدعت وغیرہ فرماتے ہیں خاں صاحب گکھڑوی نے اس کی تردید میں کتب تحریر فرمائی ہیں۔ یہ ہے ان کا قلمی و قولی مذہب۔

عمل

اب دیوبندیوں کا عملی مذہب ملاحظہ فرماویں دیوبندیوں کے مایہ ناز عالم واعظ عنایت اللہ شاہ صاحب گجراتی نے والد صاحب کو تحریر دی جس میں انہوں نے عرس بزرگان نیاز فاتحہ کو جائز مانا اور مانا کہ حقیقت محمدیہ عالم کے ذرہ ذرہ میں جلوہ گر ہے یعنی مسئلہ حاضر وناظر درست ہے اشتہاری شکل میں جھگڑے کا خاتمہ کے عنوان سے چھاپا گیا پھر پندرہ ۱۵ برس کے بعد اس سے پھر گئے اور شائع کیا کہ مجھ سے غلطی ہو گئی تھی۔ میں ان مسائل سے رجوع کرتا ہوں۔ دیکھو ان کا اشتہار اعلان حق"

دیوبندیوں کے شیخ الشیوخ رشید احمد صاحب اپنی کتاب امداد السلوک کے صفحہ ۱۰ پر تحریر فرماتے ہیں۔

ہم مرید بہ یقین داند کہ روح شیخ مقید	نیز مرید یقین سے جانے کہ پیر کی روح
بہ یک زماں نیست پس ہرجاکہ مرید	ایک وقت کسی جگہ میں قید نہیں تو
باشد قریب یا بعید اگرچہ از شیخ دور	مرید جہاں بھی ہو دور یا نزدیک اگرچہ پیر
است اما روحانیت او دور نیست	سے دور ہو مگر پیر کی روح دور نہیں

Marfat.com

کیا فرماتے ہیں مولوی سرفراز خانصاب

اور تمام علماء دیوبند کہ ازروئے شریعت دیوبندیہ مولانا عنائت شاہ صاحب گجراتی اور مولانا رشید احمد صاحب گنگوہی کافر مشرک بدعتی وغیرہ ہیں یانہیں ان بزرگوں نے نبی کریم ﷺ کو بلکہ مولوی رشید احمد صاحب نے تو پیروں کو ہرجگہ حاضرو ناظرمانا۔

میلاد شریف

عام مسلمان ہمیشہ خصوصا شادی غمی کے موقعہ پر اور بارہ ربیع الاول شریف کے دن میلاد شریف بہت اخلاص سے کرتے ہیں دنیا کے ہر خطہ میں خصوصا حرمین طیبین میں اس مجلس شریف کا عام رواج ہے مگر دیوبندی اسے بھی حرام وکفر وشرک قرار دیتے ہیں اور سارے مسلمانوں کو اس کی وجہ سے مشرک ومرتد مانتے ہیں ان دیوبندی نجدیوں کا مشہور مقولہ ہے کہ کفرو شرک کی محفل ہے محفل میلاد ہمارے مولوی سرفراز صاحب بھی اس سے بہت ناراض ہیں چنانچہ انہوں نے اپنی کتاب راہ سنت میں اس کی حرمت پر بہت زور دیا ہے یہ ہے دیوبندیوں کا قلمی مذہب۔

عمل

اب ذرا ان کا عملی مذہب ملاحظ ہو دیوبندی نجدیوں کے حکیم الامت مولوی اشرف علی صاحب تھانوی مدرسہ جامع العلوم کانپور میں عرصہ تک نوکر رہے وہاں عام مسلمان اہل سنت تھے میلاد شریف کا عام رواج تھا مولانا بھی میلاد شریف اور قیام کرتے رہے خواہ اچھا سمجھ کر یا تقیہ کے طور پر رب جانے اسے ہمارے گکھڑوی صاحب نے بھی تسلیم کیاہے چنانچہ راہ سنت کے صفحہ ۱۵۸ پر فرماتے ہیں اور حضرت تھانوی اپنے زندگی کے ابتدائی دور میں اس کے (میلاد شریف) جواز کے قائل تھے پھر رجوع کرلیا تھا۔ اب گکھڑوی صاحب فرمائیں کہ اتنے دن تک تمہارے حکیم الامت صاحب مشرک وکافر رہے یا نہیں اگر رہے تو پھر تجدید ایمان وتجدید نکاح کیا یا نہیں اگر نہیں کیا تو آپ نے ان کے خلاف فتوی کیوں نہ دیا بہت سوچ سمجھ کر فتوی دیں۔

شاہ ولی اللہ صاحب درثمیں فی مبشرات النبی الامیں میں اپنے والد ماجد شاہ عبدالرحیم صاحب سے نقل فرماتے ہیں۔

Marfat.com

اخبرنی سیدی والدی قال کنت
اصنع فی ایام المولد طعاما
صلهً للنبی صلی الله علیه
وسلم فلم یفتح فی سنته من
السنین شیئی اصنع به طعاما
فلم اجد الاحمیصا مشویا
نفسمته بین الناس فراینه
صلی الله علیه ولم بین یدیه
هذه الحیص [illegible] شاشاه

میرے والد صاحب نے مجھے خبردی کہ میں
میلاد شریف کے زمانہ میں بارہویں ربیع
الاول نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں
حاضر کرنے کے لئے کھانا پکایا کرتا تھا۔ ایک
سال مجھے صرف بھنے ہوئے چنے ملے میں
نے وہ ہی لوگوں میں تقسیم کردیئے میں نے
حضور ﷺ کو دیکھا کہ آپ کے سامنے یہ
بھنے چنے تھے اور آپ بہت خوش تھے۔

اسی طرح شاہ ولی اللہ صاحب فیوض الحرمین میں فرماتے ہیں۔

وتدکنت قبل ذالک بمکة
العظمه فی مولد النبی صلی
الله علیه وسلم فی یوم ولادته
والناس یصلون علی النبی
صلی الله علیه وسلم یذکرون
ارهاصاته التی ظهرت فی
ولادته ومشاهده قبل بعثته
فرایت انوار ساطعته دفعته
واحدة فوجدتها من قبل
الملئکته الموکلین بامثال
مشاهد هذه
المجالس

میں اس سے پہلے مکہ معظمہ میں تھا۔
حضور ﷺ کی جائے ولادت پاک میں
پیدائش شریف کے دن اور لوگ حضور پر
درود شریف پڑھ رہے تھے اور آپکے وہ
معجزات بیان کر رہے تھے جو ولادت پاک
کے وقت اور ظہور نبوت سے پہلے ظاہر
ہوئے کہ اچانک میں نے چمکتی ہوئی
روشنیاں دیکھیں میں نے یہ روشنیاں ان
فرشتوں کی دیکھیں جو ان جیسے موقعوں اور
ان جیسی مجلسوں کے لئے مقرر ہیں۔

غور فرماؤ کہ مکہ معظمہ میں تاریخ ولادت میں مقام پیدائش شریف میں میلاد شریف ہورہا ہے اور نجدی دیوبندیوں کے مانے ہوئے پیشوا شاہ ولی اللہ صاحب اس میں شریک ہوتے ہیں اور وہاں فرشتوں کے انوار دیکھتے ہیں اور فرماتے ہیں کہ بعض

Marfat.com

فرشتے میلاد شریف جیسی مجلسوں میں شرکت کے لئے مقرر ہیں۔

کیا فرماتے ہیں مولوی سرفراز صاحب

اور تمام علماء دیوبند کہ شاہ ولی اللہ صاحب ان مجالس میلاد میں شرکت کی وجہ سے مشرک بدعتی تھے یا نہیں اگر تھے تو آپنے ان کے خلاف اب تک فتوے کیوں نہ دیئے انہیں اپنا پیشوا کیوں مانتے ہیں۔

ہماری پیش گوئی

ہم اللہ رسول کے بھروسے پر پیش گوئی کرتے ہیں کہ ان کے خلاف فتوے دینے کے لیئے نہ سرفراز صاحب سے قلم اٹھے گا نہ کسی اور دیوبندی صاحب سے ان کے پیشوا کتنے ہی شرک وبدعت کریں ان کے لئے ان بزرگوں کے قلم ٹوٹے ہوئے ہیں زبانیں خاموش ہیں شرک وکفر کی دو دھاری تلوار صرف ہم اہلسنت کے لئے ہے اگر یہ حضرات مبلغ اسلام کے سچے توحیدئیے ہیں تو ہمت کرکے ان پر قلم کیوں نہیں اٹھاتے معلوم ہوا کہ ان کے فتوے اخلاص سے نہیں بلکہ عناد سے ہیں ہم دعوے سے کہتے یں کہ مزعومہ شرک وبدعت ان کے تمام پیشوا کرتے ہیں علم غیب حاضر وناظر استمداد باالاولیاء وغیرہ سب کچھ مانتے ہیں مگر ان کے فتوے صرف ہم اہل سنت پر ہیں ان پر نہ فتوے دیئے ہیں نہ دیں گے۔

لطیفہ

مولوی سرفراز صاحب اذان قبر سے بہت ناراض ہیں وہ اس کا مذاق اڑاتے ہوئے راہ سنت ۲۱۹ پر فرماتے ہیں کہ اگر اذان سے شیطان کو بھگانا مقصود ہے جو اس وقت میت کو بہکا کر امتحان قبر میں ناکام بنانے کی کوشش کر رہاہے تو بریلوی پیروں مولویوں کو چاہیئے کہ اپنی زوجہ سے صحبت کرتے وقت بھی مریدوں سے اذان کہلوایا کریں تاکہ اس وقت شیطان صحبت میں دخل نہ دے اذان قبرمیت کی امداد ہے تو اذان مجامعت میں اس بھائی بہن اور اس کی ہونے والی اولاد کی امداد ہے کہ اذان کی برکت سے وہ سب شیطان سے محفوظ رہیں گے۔ نیز چاہیۓ کہ پاخانہ جاتے وقت بھی اذان

Marfat.com

کہلوایا کرو تاکہ اس کی برکت سے وہ شیطان بھاگ جائے جو پاخانے پر مسلط ہے پاخانہ یوں جایا کرو کہ تم پاخانہ کرتے ہو اور تمہارے مریدین وہاں اذان دیتے ہوں اگر تم بیوی سے مجامعت کرتے وقت اور پاخانہ جانے وقت اذان دینا گوارا نہیں کرتے تو اذان قبر اور ان دونوں اذانوں میں فرق بتاؤ۔

مسلمانو! دیکھا یہ ہے بخدی تہذیب ان بدلگاموں کی زبان و قلم سے نہ خدا تعالی بچا نہ رسول ﷺ نہ اسلامی احکام یہ اعتراض ہم پر نہیں بلکہ حضور ﷺ کی ذات گرامی اور حضرات فقہاء عظام پر ہے کیونکہ حدیث پاک میں وارد ہوا کہ اذان سے شیطان چھتیس ۳۶ میل تک بھاگ جاتا ہے ختم ہونے پر آجاتا ہے تکبیر پر پھر بھاگتا ہے ختم ہونے پر آتا ہے اس لئے بچہ کی پیدائش پر اس کے کانوں میں اذان تکبیر کا حدیث شریف میں حکم ہے تاکہ بچہ شیطان سے محفوظ رہے مولوی سرفراز صاحب حضور ﷺ پر اعتراض کر رہے ہیں کہ جب جب بچہ پیدا ہونے پر اس کے کان میں اذان کہی جاتی ہے تاکہ شیطان سے محفوظ رہے تو بچہ رہتے وقت یعنی ماں باپ کی مجامعت کے وقت اذان کیوں نہیں دی جاتی تاکہ بچہ شیطان سے محفوظ رہے نیز فقہا فرماتے ہیں کہ آگ لگنے راہ بھولنے غم واندوہ طاری ہونے جنات کے غلبہ پر اذان دی جاوے۔ مولانا سرفراز صاحب فرماتے ہیں کہ اے امام ابوحنیفہ وغیرہم حضرات جو ان موقعوں پر اذان دینے کا حکم دیتے ہو تو عورت سے صحبت کرنے اور پاخانہ کرتے وقت اذان کا حکم کیوں نہیں دیتے مولوی صاحب اسلام اور بانی اسلام اور فقہا عظام پر چوٹ کر رہے ہیں نہ کہ ہم پر۔ اچھا مولوی صاحب تم نبیوں ولیوں علماء فقہا پر چوٹ لگانے کے لئے ہو اور یہ گنہگار ان کے ہی دین کی حمایت کے لئے ہے شعر

پسند اپنی اپنی مقام اپنا اپنا
کئے جاؤ مے خوارو کام اپنا اپنا

فرق ہم سے سنو مجامعت اور پیشاب پاخانہ شرم وحیاء کے کام ہیں اس لئے تنہائی میں پردہ کے ساتھ کئے جاتے ہیں کتوں گدھوں کی طرح کھلم کھلا علانیہ نہیں کئے جاتے ہمارے نبی ﷺ نے ہم اہل سنت کو ان جیسے موقعہ پر شیطان سے بچنے کے لئے اور اعلے دعائیں تعلیم فرمائی ہیں ۔ آہستہ پڑھ لی جاتی ہیں مگر یہ اہل سنت کے لئے ہے

Marfat.com

ہاں چونکہ نجدی دیوبندی ملت میں یہ کام علانیہ مریدوں کے سامنے بھی ہوتے ہیں انہیں چاہیے کہ ایسے موقوں پر اعلان کے ساتھ یہ کام کیا کریں شاید ناظرین تعجب کریں کہ دیو بندیوں کے ہاں مجامعت علانیہ کیسے ہوتی ہے تو ہم ان کی کتابوں سے دکھاتے ہیں کہ یہ لوگ کیسے مہذب ہیں۔ دیوبندیوں کی مشہور کتاب ارواح ثلثہ مولفہ مولوی محمد طیب صاحب مہتمم مدرسہ دیوبند محشی مولوی اشرف علی صاحب تھانوی میں ۲۶۸ پر مولوی محمد قاسم صاحب بانی مدرسہ دیوبند کے حالات وکمالات بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں اور جلال الدین صاجزادہ محمد یعقوب صاحب سے جو اس وقت بالکل بچے تھے۔ بڑی ہنسی کیا کرتے تھے۔ کبھی ٹوپی اتارتے کبھی کمر بند کھول دیتے تھے۔ غور فرماؤ کہ لڑکوں کے کمر بند کھولنا وہ بھی مجمع میں جسے سب دیکھیں اور اس کا چھاپ کر شائع کرنا مولوی محمد قاسم صاحب کے کمالات عالیہ میں سے ہے اب دیوبندیوں کو چاہئے کہ مجامعت کے وقت اعلان کیا کریں آگے تہذیب اجازت نہیں دیتی کچھ عرض کرنے کی۔ اگر ناظرین فرمادیں کہ یہ تو نابالغ کے کمر بند کھولنے کا ذکر ہے اس میں کیا حرج ہے تو آیئے ہم ان کے بالغوں کا عمل دکھاتے ہیں دیکھو اور عبرت پکڑو ارواح ثلثہ ۲۸۹ میں پیرو مرید کے فیض دینے لینے کی عجیب حکایت لکھی ہے ایک دفعہ گنگوہ کی خانقاہ میں مجمع تھا۔ حضرت گنگوہی اور حضرت نانوتوی کے مرید و شاگرد سب جمع تھے اور یہ دونوں حضرات بھی وہیں مجمع میں تشریف فرما تھے کہ حضرت گنگوہی نے حضرت نانوتوی سے محبت آمیز لہجہ میں فرمایا کہ یہاں ذرا لیٹ جاؤ۔ حضرت نانوتوی کچھ شرما سے گئے۔ مگر حضرت نے پھر فرمایا تو بہت ادب کے ساتھ چت لیٹ گئے۔ حضرت بھی اسی چار پائی پر لیٹ گئے اور مولانا کی طرف کروٹ لے کر اپنا داہنا ہاتھ ان کے سینہ پر رکھ دیا جیسے کوئی عاشق صادق اپنے قلب کو تسکین دیا کرتا ہے مولانا ہر چند فرماتے ہیں کہ میاں کیا کر رہے ہو یہ لوگ کیا کہیں گے حضرت نے فرمایا کہ لوگ کہیں گے کہنے دو انتہی بلفظہ ہم تو سنا کرتے تھے کہ شعر

طیبہ سے منگائی جاتی ہے سینوں میں چھپائی جاتی ہے
توحید کی مئے پیالوں سے نہیں آنکھوں سے پلائی جاتی ہے

صوفیا کرام نگاہوں سے فیض دیا کرتے ہیں۔ مگر ان بزرگوں کے ہاں پیچھے سے

Marfat.com

خاص طرح فیض دیا جاتا ہے۔ وہ بھی سب کے سامنے تاکہ قیامت تک کے نجدی دیو بندی اپنے مریدوں شاگردوں کو فیض دینا سیکھ لیں۔ اب ان بزرگوں کے ہاں فیض دینے اور لینے کے یہ طریقے اعلانیہ کئے جاتے ہیں تو مجامعت کے وقت بھی آپ حضرات اعلان کیا کریں تو کوئی مضائقہ نہیں۔

دوسرا لطیفہ

مولوی گکھڑوی صاحب نے راہ سنت کے ۲۴۸ پر اعلی حضرت قدس سرہ کی وصیت نامہ کا وہ حصہ نقل فرمایا جس میں اعلی حضرت نے اپنی فاتحہ کے متعلق کچھ اعلی وعمدہ کھانوں کی فہرست دی ہے کہ فلاں فلاں چیز پر بہ طیب خاطر ہماری فاتحہ کردی جایا کرے۔ اور اس پر خوب طنز کئے۔ دیگر دیوبندی حضرات بھی اس وصیت کا مذاق اڑاتے ہیں کہ اعلی حضرت کو مرتے وقت بھی کھانے کی ہی فکر ہے۔ مگر ہم کو حیرت ہے کہ اس میں مذاق دل لگی یا طنز کی کیا بات ہے۔ یہ تو آیت کریمہ پر عمل ہے لن تنالو البرحتی تنفقو مماتحبون تم بھلائی نہیں پاسکتے۔ تاوقتیکہ اپنی پیاری چیز خیرات کرو۔ اعلی حضرت کو اللہ کی نعمتیں مرغوب تھیں ان کی خیرات کرنے کی وصیت فرمائی کہ میرے بعد اعلے درجہ کے کھانے ان فقراء ومساکین کو کھلانا جنہیں روٹی بھی میسر نہیں ہوتی۔ سبحان اللہ بوقت وفات بھی صدقہ وخیرات کی فکر ہے اور غرباء پروری کی شان کا ظہور۔

شاید مولوی سرفراز صاحب ودیگر دیابند کو شکایت ہوگی کہ اس فہرست طعام میں دیوبندیوں کی مرغوب غذا بھنے ہوئے کوؤں کا ذکر نہیں اور ان بزرگوں کو کوے پسند ہیں مسلمانو! خیال رکھنا کہ دیوبندیوں کے مذہب میں کوا کھانا صرف حلال ہی نہیں بلکہ ثواب ہے۔ چنانچہ فتاوی رشیدیہ جلد دوم صفحہ ۱۴۰ پر کتاب التفسیر والحدیث سے کچھ پہلے ایک سوال وجواب ہے جو ہم بعینہ نقل کرتے ہیں۔

مسئلہ جس جگہ زاغ معروفہ کو اکثر حرام جانتے ہوں اور کھانے والے کو برا کہتے ہوں تو ایسی جگہ اس کوا کھانے والے کو کچھ ثواب ہوگا یا نہ ثواب ہوگا نہ عذاب۔

الجواب ثواب ہوگا فقط رشید احمد

Marfat.com

اب بھلا مولوی سرفراز کیوں ناراض نہ ہوں کہ اس فہرست میں کوے کا ذکر نہیں نمعلوم سرفراز صاحب نے کبھی یہ کار ثواب کیا یا نہیں اگر نہ کیا ہو تو ہم یہ ادب سے عرض کریں گے کہ کوا ضرور کھایا کریں۔ مفت کا شکار مفت کا ثواب ہے کھاؤ بھی اور ثواب بھی کماؤ اور پاکستان سے کوے بھی کم ہوئے ۔شعر

خبیث بھر خبیثہ خبیثہ بھر خبیث
کلاغ لیکے چلے یا الاغ لیکے چلے

یا اس وصیت سے اس لئے ناراضگی ہے کہ دیوبندیوں کے پیشواء مولوی اشرف علی صاحب نے مرتے وقت وصیت فرمائی تھی۔ جس میں اپنے مریدین خاص سے اپیل کی تھی ہ تم لوگ ۲۰ آدمی مقرر ہو جاؤ اور فی کس ایک روپیہ ماہوار اپنے ذمہ کرلو جو میرے مرے بعد میری بیوی کو دیتے رہو چنانچہ دیو بندیوں کی کتاب تنبیہات وصیت مولوی اشرف علی صاحب تھانوی کے صفحہ ۲۱ سطر ایک میں ہے میرے بعد بھی تعلق کا لحاظ غالب ہو وصیت کرتا ہوں کہ بیس آدمی مل کر اگر ایک ایک روپیہ ماہوار ان (میری بیوی) کے لئے اپنے ذمہ رکھ لیں (از رسالہ دیوبندی مذہب صفحہ ۲۰۸ ماشاء اللہ مرتے مرتے بھی مانگنا نہیں چھوڑتے بلکہ اشرف علی صاحب اپنی کتاب افاضات یومیہ جلد اول صفحہ ۲۹۶ سطر ۲۱ میں فرماتے ہیں میری ساری عمر مفت خوری میں گئی پہلے تو باپ کی کمائی کھائی بس بیچ میں بہت تھوڑے دنوں تنخواہ سے گذارہ ہوا پھر اس کے بعد سے وہ ہی سلسلہ مفت خوری کا جاری ہے یعنی مدت سے نذرانوں پر گذر (از دیو بندی مذہب صفحہ ۲۰۴)

ناظرین فرق دیکھ لیں کہ اعلی حضرت قدس سرہ جدی رئیس تھے۔ عمر بھر لوگوں کو کھلایا مرتے وقت بھی کھلانے کی وصیت کی مولانا اشرف علی صاحب کا معاملہ بالکل برعکس ہے عمر بھر دوسروں کے نذرانوں سے گذر کی مرتے وقت مانگتے ہی گئے اب دیوبندیوں کو اعلیٰ حضرت کی وصیت بری کیوں نہ معلوم ہو یہ مانگنے کھانے کے عادی اعلی حضرت دینے کھلانے کے عادی مولانا سرفراز صاحب دادی ونانی ہمیں یاد آئی یا تمہیں۔

نہ تم بیدادیوں کرتے نہ ہم فریادیوں کرتے

مولانا! ہوش کرو اگر تم نے ایسی پھکڑ بازی سے کام لیا تو بندہ نواز تمہارے

Marfat.com

بزرگوں کی وہ پولیں کھلیں گی جو تمہیں پڑنانی یاد کرادیں گی۔ ان کے عشق و محبت کی داستانیں جو تمہاری کتب میں لکھی ہوئی ہیں سب منظرعام پر آجاویں گی۔ اس لئے بہتر یہ ہی ہے کہ اپنے منہ کو لگام دو اور تہذیب کے دائرہ میں رہو۔

پردہ رہنے دو کہ اس پردہ میں رسوائی ہے

قبروں کے چڑہاوے

دیوبندیوں کے نزدیک بزرگوں کے مزارات کے چڑھاوے حرام ہیں۔ مااھل بہ لغیر اللہ میں داخل ہوکر غیر خدا کے نام کی چیز ان بزرگوں کے ہاں حرام ہیں۔ اسی قاعدے سے یہ لوگ گیارہویں بارہویں وغیرہ کی شیرنی کو حرام کہتے ہیں۔

عمل

اب ان بزرگوں کے عمل ملاحظہ کریں محکمہ اوقاف نے آمدنی والی مساجد ومزارات پر قبضہ کیا اور ان کی آمدنی کے متعلق مشہور ہوا کہ مدراس دینیہ پر خرچ ہوگی بس پھر کیا تھا خفیہ کوششیں شروع ہوگئیں کہ ہمارے مدارس کو اس آمدنی سے حصہ ملے۔ ہندوستاں میں بھی یہ ہی کوشش رہی اور پاکستان میں بھی مسلمان تجربہ کرلیں اگر آج یہ وظیفے ملنے لگیں تو حضرات دیوبندیہ آگے بڑھ کر ہاتھ ماریں گے اور وظیفہ لیں گے۔ صرف جاری ہونے کی دیر ہے فرمایئے اگر یہ چڑھاوے حرام ہیں تو ان کا مدارس دیوبندیہ میں خرچ کرنا کیسا۔

دیوبندیت اور سائنس

موجودہ زمانہ میں سائنسی ایجادات دیوبندیوں کے لئے قرالہی ہیں ایجادات نے دیوبندیوں کے شرک وکفر کو زندہ درگور کردیا۔ اب تو یہ حضرات اپنی حیاداری سے ہی اپنے مذہب پر ڈٹے ہوئے ہیں آج تک دیوبندی کہتے تھے کہ خدا کے سوا کسی کے متعلق یہ عقیدہ رکھنا کہ وہ دور سے سن لیتا دیکھ لیتا ہے صریحی شرک وکفر ہے ایسے اعتقاد رکھنے والے مشرک ہیں اب دوربین ٹیلی فون ریڈیو وغیرہ نے دکھا دیا کہ ناری طاقت یعنی بجلی کے ذریعہ ہر جگہ کی آواز سنی بھی جاسکتی ہے اور دور کی چیزیں دیکھی بھی

Marfat.com

جاسکتی ہیں بولو دیوبندیو کیا نور نبوت کی طاقت سائنسی طاقت سے کم ہے۔ آپ لوگوں نے سنا ہوگا کہ روس نے راکٹ چھوڑا۔ جس میں لائیکا کتیا" بٹھائی۔ یہ لائیکا کتیا زمین سے تیس ۳۰ ہزار میل بلندی پر اڑ رہی ہے اور ایک روسی زمین پر بیٹھے ہوئے خبر دے رہا ہے کہ اب لائیکا کھارہی ہے۔ اب سو رہی ہے اب بھونک رہی ہے اب اس کے خون کا دباؤ اتنا ہے اس کے دل کی حرکت کی یہ حالت ہے ایک روسی آدمی ناری آلہ کے ذریعہ تیس ۳۰ ہزار میل کے فاصلہ سے ایک جانور کی نبض معلوم کر رہا ہے تو رسولوں کے شاہنشاہ حضور محمد ﷺ اگر مدینہ پاک سے ہم سب کے ایمان کی نبض پر ہاتھ رکھے ہمارے ہر حال سے خبردار ہوں تو اس سے تم کو بخار کیوں آتا ہے کیا روس پر ایمان ہے رسول پر ایمان نہیں بولو کہاں گئی دیوبندیت۔ آج تک دیوبندی کہا کرتے تھے کہ کسی کو ہر جگہ حاضر وناظر ماننا صریحی شرک ہے حتی کہ میں نے ایک دیوبندی سے کہا آصف بن برخیا آن واحد یعنی پلک جھپکنے سے پہلے تخت بلقیس یمن سے شام میں لے آئے جیسا کہ قرآن کریم فرما رہا ہے۔ انا اتیک بہ قبل ان یرتد الیک طرفک میں وہ تخت آپ کے پلک جھپکنے سے پہلے لادونگا۔ دیکھو اس میں علم غیب حاضر وناظر ولی کی تیز رفتاری ولی کی طاقت وقدرت سب ہی بیان ہوگئیں تو وہ دیوبندی نہایت دلیری سے کہنے لگا کہ یہ کام حضرت جبرائیل نے کئے تھے نہ کہ آصف برخیا انسان نے اور قرآن کریم جبرائیل کی گفتگو کا ذکر کر رہا ہے یہ سن کر مجھے تو حیرت ہوگئی ان کی اس دلیری وہمت پر مجھے سخت افسوس ہوا کہ دیوبندی اپنے مذہب کی خاطر قرآن مجید کی تحریف بھی گوارا کر لیتے ہیں اگر رب تعالی اس کی حفاظت نہ فرماتا تو یہ حضرات کبھی کا اسے بدل چکے ہوتے۔ مگرفی زمانہ سائنسی ایجاد ٹیلی وژن نے یہ مسئلہ بھی حل کر دیا ہم کہا کرتے تھے کہ یہ بیک وقت حضور ﷺ ہر مدفون مردے کی قبر میں جلوہ گر ہوتے ہیں جن کے متعلق فرشتے پوچھتے ہیں کہ تو انہیں کیا کہتا تھا۔ انہیں رسول نبی مرسل کہتا تھا یا اپنے جیسا بشر بڑا بھائی وغیرہ۔ تو دیوبندی اس کی لایعنی تاویلیں کیا کرتے تھے کہ ذہنی اشارہ ہے یا حضور کا فوٹو دکھایا جاتا ہے ایک شخص کو بہ یک وقت چند جگہ موجود ماننا شرک اکبر ہے مگر اب سائنس نے ٹیلی وژن کے ذریعہ ایک شخص کو بہ یک وقت ہزار ہا جگہ حاضر وناظر کردیا بولو دیوبندیو کہاں گیا تمہارا شرک۔ اس آفت ناگہانی

Marfat.com

سے ان کے ہوش وحواس بگڑ گئے تو مافوق الاسباب کی دم لگائی کہ مافوق الاسباب یہ طاقت غیراللہ میں ماننا شرک ہے اور سائنسی آلات چونکہ اس کے اسباب ہیں لہٰذا ایسا ہوسکتا ہے ہم نے کہا کہ نبوت اور نور رسالت بھی ان تمام کمالات کا سبب ہی ہیں تب ان بزرگوں کا حاضر ناظر ہونا اسباب کے ماتحت ہی ہوا تب لگے بغلیں جھانکنے غرض کہ اس سائنسی ایجادات کے زمانے میں دیوبندیوں کا دیوبندیت پر ڈٹا رہنا د ۔ ۔ زامی ہی ہے۔

علم غیب اور دیوبندی عقیدہ

مسئلہ علم غیب کے متعلق دیوبندیوں کا مشہور عقیدہ ہے کہ رب تعالےٰ نے کسی نبی ولی کو علم غیب نہیں بخشا یہ خاص صفت الٰہی ہے کسی کیلئے علم غیب عطائی بھی ماننا شرک ہے خصوصاً علوم خمسہ کہ ماں کے پیٹ میں لڑکا ہے یا لڑکی اور کل کیا ہوگا۔ یہ تو کسی نبی کو معلوم ہوسکتے ہی نہیں یہ حضرات ہم اہل سنت کو مسئلہ علم غیب کی وجہ سے مشرک وکافر کہتے ہیں۔

عمل

اب ان کا اپنا عمل ملاحظہ کرو۔ یہ لوگ اپنے پیروں پیشواؤں کو بڑے دھڑلے سے عالم غیب مانتے ہیں چنانچہ ان کی کتاب ارواح ثلثہ میں صفحہ ۴۸ پر مولانا شاہ عبدالقادر کے متعلق لکھا ہے۔ اصل واقعہ یہ ہے کہ اگر عید کا چاند تیس ۳۰ کا ہونے والا ہوتا تو عبدالقادر صاحب اول روز تراویح میں ایک سیپارہ پڑھتے اور اگر انتیس کا چاند ہونے والا ہوتا تو اول روز دوسیپارے پڑھتے تھے۔" مسلمانو! غور فرماؤ کہ یہ ہی دیوبندی جو حضور ﷺ کو علم غیب عطائی ماننے والوں کو کافر ومشرک کہتے ہیں اپنے مولوی عبدالقادر صاحب کے متعلق ایسا ڈبل علم غیب مانتے ہیں کہ انہیں پہلی رمضان کو ہی پتہ چل جاتا تھا کہ یہ چاند انتیس ۲۹ کا یا ۳۰ ہوگا اور ملاحظہ فرمایئے۔ اسی کتاب ارواح ثلثہ کے صفحہ ۲۵۴ میں اپنے بزرگ راؤ عبدالحق خاں صاحب خلیفہ شاہ عبدالرحیم کے متعلق ہے۔ "حالت کشف کی یہ تھی کہ کوئی لڑکا لڑکی کے لئے تعویذ لینے آتا بے تکلف فرمادیتے جاتیرے لڑکا ہوگا یا لڑکی لوگوں نے عرض کیا کہ حضرت یہ کیسے آپ بتاتے ہیں فرمایا کہ کیا کروں بے حجابانہ مولود کی صورت سامنے آجاتی ہے"

Marfat.com

غور فرماؤ یہ ہے علم مافی الارحام کہ دیوبندیوں کے پیشوا کو بچہ پیٹ میں رہنے سے پہلے پتہ لگ جاتا تھا کہ اس کے ہاں کیا ہوگا۔ لیکن اگر ہم اہلسنت اپنے پیارے نبی ﷺ کے لئے یہ علم مانیں تو مشرک ہیں گردن زدنی ہیں۔ مگر ان کی توحید ایسی مضبوط ہے کہ یہ اپنے بزرگوں کے لئے کچھ بھی عقیدہ رکھیں نہ توحید جائے نہ ایمان میں کچھ فرق آئے۔

بیڑا پار لگانا

دیوبندیوں کا عقیدہ ہے کہ کسی بزرگ کے متعلق یہ عقیدہ رکھنا کہ وہ دور سے لوگوں کے ڈوبتے بیڑے ترا دیتے ہیں۔ بالکل شرک ہے اعلیٰ حضرت کا نعتیہ شعر ہے۔

ہلتی نیویں جماتے یہ ہیں

ڈوبی ناؤ تراتے یہ ہیں

اس پر شرک کے فتوے لگاتے ہیں جو مسلمان کہتا ہے کہ حضرت غوث پاکؒ نے ڈوبی کشتی ترادی اس کو مشرک وکافر کہتے ہیں۔

اپنا عمل

مگر ان کا اپنا عقیدہ یہ ہے کہ ہمارے اپنے بزرگ مکہ شریف میں بیٹھے ہوئے سمندر میں ڈوبتے ہوئے جہاز کو بچا دیتے ہیں چنانچہ ارواح ثلثہ کے صفحہ ۱۷۱ پر حاجی امداد اللہ صاحب کے حالات میں ایک عجیب واقعہ لکھا ہے کہ بھلوا ودھ کے رہنے والے ایک رئیس حج کو چلے راستہ میں جہاز طغیانی میں آگیا۔ انہوں نے خواب میں دیکھا کہ ایک صاحب لنگی پہنے ہوئے آئے اور کہا کہ جہاز ڈوبے گا نہیں بے فکر رہو اور میرا نام امداد اللہ ہے کچھ آگے مولف کتاب فرماتے ہیں کہ جہاز کو طغیانی سے نکالنے کے لئے لنگی ہی مناسب تھی اس لئے آپ نے لنگی پہنے دیکھا غور فرماؤ کہ ان کے پیر حاجی امداد اللہ صاحب ڈوبتے جہاز کو لنگی باندھ کر بچالیں۔ مگر حضور غوث پاک کے متعلق اگر ایسی حکایت بیان کی جاوے تو شرک ہوجاوے غرض کہ دیوبندیوں کے مذہب تین قسم کے ہیں قلمی مذہب اور ہے زبانی اور عملی مذہب کچھ اور شعر

Marfat.com

دہرا مکان بنایا ہے رہنے کو یار نے
جب میں گیا ادھر وہ ادھر سے نکل گیا

اگر ہم کو طوالت کا خطرہ نہ ہوتا تو ہم دکھاتے کہ دیوبندی حضرات اپنے بزرگوں کے متعلق تمام وہ عقیدے رکھتے ہیں جن کی بناپر اہل سنت کو مشرک کہتے ہیں اس کتاب ارواح ثلثہ کے صفحہ ۲۴۲ میں تو یہاں تک لکھا ہے کہ مولانا قاسم نانوتوی بعد وفات زندہ لوگوں سے بیداری میں ملاقاتیں کرتے ہدایتیں دیتے تھے۔ فرق صرف اتنا ہے کہ ہم اہل سنت ان بزرگوں کے لئے یہ کمالات مانتے ہیں جنہیں تمام دنیاء اسلام مانتی ہے اور یہ حضرات اپنے گھریلو پیروں کے لئے۔

دیوبندیت سے فائدے

قانون قدرت ہے رب تعالے جسے فروغ دینا چاہتا ہے اس کے مخالف پیدا فرما دیتا ہے وہ مخالف اشاعت ذکر کا ذریعہ بن جاتا ہے آدم علیہ السلام کا مقابل ابلیس موسی علیہ اسلام کے مقابل فرعون حضرت ابراہیم علیہ السلام کے مقابل نمرود کو پیدا فرمایا ہمارے حضور ﷺ کے مقابل ابوجہل پیدا ہوا۔ ان مخالفوں کے ذریعے نبی کی قوت وطاقت کا پتہ لگتا ہے اکھاڑے میں جب تک مدمقابل نہ ہو پہلوان کی طاقت وقوت کا پتہ نہیں لگتا۔ آج کسی قوم میں اپنے پیشواؤں کے مقابل پیدا نہ ہوئے۔ سارے ہندو کرشن ورام چندر کے نام پر قربان سارے عیسائی عیسیٰ علیہ السلام کی شان بیان کریں سارے یہودی موسیٰ علیہ السلام پر صدقے ہیں ان میں کوئی اپنے نبی کی نہ تنقیص کرے نہ توہین نہ ان کے ذکر کو روکے مگر مسلمانوں میں دیوبندی وہ ہیں جو کلمہ گو ہونے کے باوجود ہمیشہ نبی ﷺ کی شان گھٹانے میں کوشاں ہیں ہزار بہانوں سے حضور کا ذکر روکنے کے درپے ہیں۔ شعر

ذکر روکے فضل کاٹے نقص کا جویاں رہے
پھر کہے مردک کہ ہوں امت رسول اللہ کی

حتی کہ مولوی اسمٰعیل دہلوی نے تقویت الایمان میں یہاں تک حکم دیا کہ حضور ﷺ کی نعت نہ کہو صرف کہہ دیا کرو کہ وہ اللہ کے بندے اور رسول ہیں اس روک

Marfat.com

وتھام کا فائدہ یہ ہوا کہ حضور ﷺ کا ذکر آپ کا نام اور بلند ہوگیا ہمارے گجرات میں میلاد شریف گیارہویں شریف ختم غوثیہ ختم خواجگان کہیں خال خال ہوتے تھے جب سے دیوبندیوں کی طرف سے مخالفت زیادہ ہوئی دیکھ لو آج تقریباً" گھر گھر گیارہویں بارہویں ختم غوثیہ وختم خواجگان کی مجلسیں دھوم دھام سے ہورہی ہیں کہ پڑھنے والے بمشکل ملتے ہیں یہ ان روکنے والے دیوبندیوں کی برکت ہے دیوبندیو! خوب روکے جاؤ محبوب کے چرچے خوب ہیں اور رہیں گے شعر

رہے گا یوں ہی ان کا چرچہ رہے گا
پڑے خاک ہو جائیں جل جانے والے

دیوبندیوں کی بے اصولی

اگر آپ حضرات غور فرماویں تو دیوبندیت کوئی مذہب نہیں بلکہ ایک قوم ہے جس کا نہ کوئی اصول نہ قاعدہ دین حق کی پہچان یہ ہے کہ ربانی قاعدے واصول ٹھوس اور نہ ٹوٹنے والے ہوتے ہیں رب فرماتا ہے لاتبدیل لکلمات اللہ اور فرماتا ہے ولاتجد لسنۃ اللہ تبدیلا اور دین باطل کی پہچان ہی یہ ہے کہ اس کے اصول مقرر نہیں کہیں کچھ اور کہیں کچھ اگر دیوبندیت کی چھان بین کی جاوے تو ان کے تمام قواعد کا یہ ہی حال ہے۔ تقویۃ الایمان کی دیوبندیت دیکھو تو وہ کچھ اور ہی ہے بعد والے دیو بندیوں کی دیوبندیت دیکھو تو وہ کچھ اور ہے ان میں زمین وآسمان کا فرق ہے بلکہ تقویۃ الایمان اور صراط مستقیم کی دیوبندیت میں بہت فرق ہے اس بے اصولی کے کچھ نمونے ملاحظہ ہوں۔ دیوبندیوں نے پہلے تو فرمایا کہ خدا کے سوا کسی سے مدد مانگنا شرک ہے رب فرماتا ہے ایاک نعبد وایاک نستعین جیسے ماسوی اللہ کی عبادت شرک ہے ایسے ہی استمداد غیر شرک ہے جب سوال ہوئے کہ جناب ماسوی اللہ سے مدد تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام ذوالقرنین بلکہ خود ہمارے حضور ﷺ نے مانگی ہے اور قرآن کریم نے اس کا حکم دیا ہے۔ اور حضرات دیوبند حاکموں۔ حکیموں امیروں سے دن رات مدد مانگتے رہتے ہیں جتنے چندے جائز وناجائز دیوبندی کرتے ہیں اتنے دوسری قومیں نہیں کرتیں چندہ بھی استمداد ہی ہے تو آنکھیں کھلیں بولے کہ نہیں نہیں مردوں

Marfat.com

سے مدد مانگنا شرک ہے زندوں سے جائز ہے عرض کیا گیا ہے کہ قبلہ آپ کی پیش کردہ آیت میں تو مردہ زندہ کا فرق نہیں نیز آپ کے پیشوا مولوی قاسم صاحب فرماتے ہیں شعر

مدد کراے کرم احمدی کہ تیرے سواء
نہیں ہے قاسم بیکس کا کوئی حامی کار

یہ تو تمہارے خیال میں مردوں سے استمداد ہے تو بولے یہ ایک شاعرانہ خیال ہے یہ جائز ہے عرض کیا گیا کہ شرک بہرحال شرک ہے نثر میں ہو یا نظم میں فرمانے لگے نہیں نہیں یہ اور بات ہے یہ ہیں انکے اصول۔

دوسری مثال

دیوبندی ملت میں غیر خدا کو پکارنا شرک ہے آیت یہ پیش کرتے ہیں۔

() ومن اضل ممن یدعون دون اللہ — اس سے بڑھ کر گمراہ کون جو ماسوی اللہ کو پکارے

() هوالحی لا اله الا هوفادعواه — وہ اللہ ہی ہے زندہ اس کے سوائے کوئی معبود نہیں۔

جب عرض کیا گیا کہ جناب ہم دن رات ایک دوسرے کو پکارتے ہیں قران کریم نے رب کے بندوں کو پکارا ہے تو بولے نہیں نہیں بلکہ دور سے پکارنا یہ سمجھ کر وہ سن رہا ہے شرک ہے۔ عرض کیا گیا کہ ٹیلی فون وغیرہ پر بیٹھ کر دور سے پکارتے ہیں اور یہ سمجھ کر پکارتے ہیں کہ وہ سن رہا ہے بولے نہیں نہیں بلکہ مردوں کو پکارنا شرک ہے۔ عرض کیا گیا کہ جناب قبرستان میں جاکر کہتے ہیں السلام علیکم قوم من المسلین اے مسلم قوم تم پر سلام ہو یہ حدیث پاک میں سکھایا گیا بولے نہیں نہیں بلکہ مردوں کو دور سے پکارنا شرک ہے جیسے غوث پاک کی قبر شریف تو بغداد میں ہے اور تم پاکستان سے پکارتے ہو یا غوث عرض کیا گیا کہ جناب التحیات میں ہر نمازی کہتا ہے اسلام علیک ایہا النبی اے نبی آپ پر سلام اور تمہارے پیرو مرشد حاجی امداد اللہ نے فرمایا۔

Marfat.com

جہاز امت کا حق نے کر دیا ہے آپ کے ہاتھوں
تم اب چاہے ڈباؤ یا تراؤ یا رسول اللہ

دیکھو حضور ﷺ کا مزار مبارک مدینہ پاک میں ہے اور تم یہاں سے پکار رہے ہو تب لگے بغلیں جھانکنے غرض یہ کہ ان کا نہ کوئی اصول نہ قاعدہ

تیسری مثال

دیوبندیوں نے لوگوں کو سمجھایا کہ جو کام حضور ﷺ کے زمانہ پاک میں نہ ہو وہ بدعت ہے اور ہر بدعت حرام ہے عرض کیا گیا کہ جمع قرآن حضور کے زمانہ میں نہ ہوا تھا کیا یہ بھی بدعت ہے بولے نہیں نہیں جو زمانہ صحابہ کے بعد پیدا ہوا وہ بدعت ہے عرض کیا گیا کہ اعراب قرآن حجاج ابن یوسف نے لگوائے وہ صحابی نہیں کیا یہ حرام ہے بولے نہیں نہیں بلکہ جو تین زمانوں کے بعد پیدا ہو وہ بدعت ہے صحابہ تابعین تبع تابعین عرض کیا گیا کہ جناب قرآن مجید کے تیس ۳۰ پارے بنانا اور قادری نقشبندی چشتی وغیرہ بننا اور صوفیاء کرام کے اشغال جیسے حبس دم پاس انفاس علم صرف ونحو وغیرہ۔ یہ تو ان تینوں زمانوں کے بعد ہوئے تو کیا یہ حرام ہیں اب ہوش اڑ گئے اس کا جو جواب دیا سننے کے قابل ہے۔ چنانچہ ارواح ثلثہ ۱۵۱ میاں جی عظیم اللہ صاحب کی حکایت کے ضمن میں اس کا جواب یوں دیا یہ اشغال رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں نہ تھے اس لئے بدعت تھے۔ مگر بدعت فی الدین نہ تھے بلکہ بدعت للدین تھے یعنی ان امور کو دین میں داخل نہیں کیا گیا تھا بلکہ جو امور شرعاً مامور بھی تھے ان کو ان کی تحصیل کا ذریعہ بنایا گیا۔

دیکھی آپ نے کھینچ تان کہ کہیں فی الدین کہیں للدین یہ ہے بے اصولی مولوی سرفراز تو ہر بدعت کو حرام فرماتے ہیں مگر مولوی رشید احمد صاحب بعض بدعات کو کار ثواب بتاتے ہیں۔ چنانچہ فتاوی رشیدیہ جلد اول صفحہ ۸۸ میں عرس برسی کے متعلق فرماتے ہیں کھانا تاریخ معین پر کھلانا کہ پس وپیش نہ ہو بدعت ہے اگرچہ ثواب پہنچے گا۔ اور صفحہ ۸۹ پر فرماتے ہیں قرون ثلثہ میں بخاری تالیف نہ ہوئی تھی۔ مگر اس کا ختم درست ہے کہ ذکر خیر کے بعد دعا قبول ہوتی ہے" اور فتاوی رشیدیہ جلد دوم صفحہ ۱۲۱

Marfat.com

پر ہے "کہ گیارہویں کی شیرنی صدقہ ہوتی ہے مساکین کو اس کا کھانا درست ہے اور جو شیرنی کہ قبضہ اس کا خود رکھتے ہیں اس میں وہ صدقہ نہیں ہوتا وہ سب درست ہے۔ اسی طرح جواب طعام پنجشنبہ و محرم کا ہے۔ غور فرماؤ حد ہوگئی بے اصولی کی ہر جگہ لکھتے ہیں کہ گیارہویں محرم وغیرہ کی شیرنی حرام ہے اور یہاں کہتے ہیں درست وحلال ہے غرض یہ کہ دیوبندیت ایک بے اصولا مذہب ہے۔

لطیفہ

جب حرمین شریفین میں نجدیوں نے حضرات صحابہ کرام کے مزارات گرائے تو ہندوستان کے دیوبندیوں نے انہیں مبارکباد کے تار دیئے اور اسے مجاہد اعظم کہا اور جب پاکستان میں قائداعظم کے مزار کی عمارت کا سنگ بنیاد رکھا تو مولوی احتشام الحق صاحب نے اس کو مبارک کام فرمایا یعنی قبریں ڈھانا بھی مبارک ہے اور قبریں بنانا بھی مبارک یا مطلب یہ ہے کہ ایک ہی کام عرب میں حرام ہے پاکستان میں حلال واہ ری دیوبندیت تیری بے اصولیت کا کیا کہنا۔ یہ ہی حال دیوبندی حضرات کے فتوؤں کا ہے کہ ان کا ایک ہی مفتی ایک چیز کو ایک جگہ حلال کہتا ہے دوسری جگہ اسی چیز کو حرام۔ ابھی آپ معلوم کرچکے کہ فتاوی رشیدیہ میں گیارہویں کی شیرنی کو حلال کہا اسی فتاوی رشیدیہ جلد دوم ۱۲۳ میں ہے مسئلہ ہندو تہوار ہولی یا دیوالی میں اپنے استاد یا حاکم یا نوکر کو کھیلیں یا پوری یا اور کچھ کھانا بطور تحفہ بھیجتے ہیں ان چیزوں کا لینا اور کھانا استاد حاکم نوکر مسلمان کو درست ہے یا نہیں" الجواب درست ہے فقط

اسی فتاوی رشیدیہ جلد سوم صفحہ ۱۱۳ پر ہے کہ محرم میں ذکر شہادت حسنین کرنا اگرچہ بروایات صحیح ہو یا سبیل لگانا شربت پلانا یا چندہ سبیل یا شربت میں دینا دودھ پلانا سب نادرست اور تشبیہ رفض کی وجہ سے حرام ہیں۔

فرمائیے گیارہویں شریف کی شیرنی اور محرم کے شربت میں فرق کیا ہے کہ ایک حلال ہے اور دوسری حرام غرض یہ کہ دیوبندیوں کے اقوال اعمال فتاوی ملاحظہ فرماؤ اور یہ آیت کریمہ پڑھو۔

Marfat.com

مثل کلمة خبیثة کشجرة خبیثة اجتثت من فوق الارض مالها من قرار — خبیث کلمہ کی مثال اس خبیث درخت کی سی ہے جو زمین پر سے اوکھیڑ پھینکا جاوے جس کے لئے قرار نہیں۔

یہاں تک تو ہم نے دیوبندی عقائد دیوبندی اعمال دیوبندی اقوال کی بے اصولی بتائی کہ ان بزرگوں کا نہ کوئی مستقل مذہب ہے نہ مستقل عمل ایک ہی عقیدے کو کہیں شرک کہتے ہیں کہیں درست ایک ہی چیز کو کہیں حلال کہتے ہیں کہیں حرام اب اصل کتاب راہ سنت کی طرف توجہ فرماؤ۔

کتاب راہ سنت کی سیر

ہم نے کتاب راہ سنت کا بغور مطالعہ کیا اور ہم اس نتیجہ پر پہنچے کہ اس کتاب میں کوئی نئی تحقیق نہیں وہی پرانی باتیں دہرائی گئی ہیں جن کا اہل سنت بار ہا جواب دے چکے ہیں اور راہ سنت کا کوئی سوال ایسا نہیں جس کا جواب کتاب جاء الحق میں نہ دیدیا گیا ہو بلکہ جاء الحق میں ہر مسئلہ کے دوسرے باب اعتراض وجواب کے اعتراضات کو ہی اکثر جگہ نقل کیا گیا ہے ہاں اس کتاب میں چند باتیں نئی ہیں۔ ایک یہ کہ بہت جگہ اپنے دلائل میں دیوبندیوں کی ہی کتب کا حوالہ دیا گیا ہے جیسے کتاب الاعتصام وغیرہ۔ بعض ایسی گمنام کتب کے حوالے جن کے متعلق پتہ نہیں چلتا کہ یہ کن کی ہیں اور ان کے مصنف کس عقیدے کے تھے بعض جگہ نقلی عبارات میں ایسی خیانت سے کام لیا ہے کہ خدا کی پناہ ایک مضمون کی عبارت نقل فرمائی اور اس جگہ اس کی تردید موجود ہے۔ اس کا ذکر نہ کیا لا تقربو الصلوٰة لکھا وانتم سکارٰی چھوڑ دیا خود مولوی گکھڑوی صاحب کا ضمیر اس حرکت پر انہیں ملامت کرتا ہوگا مگر الحیاء شعبہ من الایمان شرم وحیا تو ایمان کا شعبہ ہے جہاں ایمان نہیں وہاں شرم وحیا کس راستہ سے آوے ہم کتاب راہ سنت کی کچھ اصولی باتوں پر محققانہ تنقید کرتے ہیں فروعی مسائل کا جواب وتحقیق جاء الحق میں کافی موجود ہے۔

Marfat.com

اصل اشیاء میں اباحت ہے

چیزیں تین قسم کی ہیں ایک وہ جن کا حلال ہونا کتاب اللہ یا سنت رسول اللہ ﷺ میں مذکور ہے وہ حلال ہیں جیسے جائز تجارات ومعاملات کی حلت رمضان شریف کی راتوں میں اپنی بیویوں سے مباشرت رب فرماتا ہے واحل اللہ البیع اللہ تعالی نے تجارت کو حلال قرار دیا۔ دوسری وہ جن کا حرام ہونا کتاب وسنت میں صراحتہ موجود ہے جیسے شراب سور سود کہ ان کی حرمت کتاب وسنت میں صراحتہ موجود ہے۔ یہ یقینی حرام ہیں۔ تیسری وہ جن سے کتاب و سنت میں خاموشی ہے نہ ان کا حلال ہونا مذکور ہے نہ حرام ہونا جیسے آج کل کے دینی مدارس اور تا قیامت دینی ودنیاوی ایجادات ان کے متعلق جمہور علماء کا مذہب یہ ہے کہ وہ حلال ہیں اگر وہ حرام ہوں تو انسانی زندگی دشوار ہو جائے کیونکہ ایجادات تا قیامت ہوتی رہیں گی جو ضروریات زندگی میں شامل ہونگی اگر وہ سب حرام ٹھہریں تو مسلمان زندگی کیونکر گزاریں۔ خلاصہ یہ ہے کہ ہر چیز شرعی ممانعت سے حرام ہوگی اگر شرعی ممانعت نہ وارد ہو تو حلال وجائز ہوگی۔ مگر مولوی سرفراز صاحب اس پر بہت اینچ پیچ کرتے ہیں کہیں فرماتے ہیں۔ کہ اصل اشیاء میں حرمت ہے کہ ایسی تمام چیزیں حرام ہیں کہیں فرماتے ہیں ہیں کہ اس میں خاموشی چاہئے نہ انہیں حلال کہو نہ حرام جاء الحق میں اس مسئلہ پر کافی روشنی ڈالی گئی ہے۔ اب مولانا کی تسلی کے لئے کچھ عرض کیا جاتا ہے۔ یہ مسئلہ اصل اشیاء میں اباحت ہے۔ بہت سی آیات متعدد احادیث علماء کرام کے اقوال سے ثابت ہے بلکہ مذہب حنفی کا بڑا اہم اصولی مسئلہ ہے جس پر صدہا مسائل مبنی ہیں مولوی سرفراز صاحب نے اس اصولی مسئلہ کا انکار تو کر دیا مگر انہیں اس پر کوئی قرآنی آیت نہ مل سکی ایک حدیث نقل کی اس میں بھی مجرمانہ خیانتیں کیں اور بغیر سوچے سمجھے کچھ علماء کے اقوال نقل کئے اب اس مسئلہ کے متعلق اولا آیات قرآنی ملاحظہ کرو۔

Marfat.com

قل لا اجد فیما اوحی الی محرما علی طاعم یطعمه الا ان یکون میتہ	تم فرماؤ میں نہیں پاتا اس میں جو میری طرف وحی کی گئی کسی کھانے والے پر کھانا حرام مگر یہ کہ مردار ہو الخ

دیکھو اس آیت کریمہ میں چیزوں کے حرام نہ ہونے کو حلال ہونے کی دلیل قرار دیا گیا اگر اصل اشیاء میں حرمت ہوتی یا سکوت ہوتا تو یہ آیت بالکل بے معنی ہو جاتی۔

ومالکم الاتاکلوامما ذکر اسم اللہ علیہ وقد فصل لکم ماحرم علیکم	تمہیں کیاہوا کہ اس میں سے نہ کھاؤ جس پر اللہ کا نام لیا گیا وہ تو تم سے مفصل بیان کرچکا۔ جو کچھ تم پر حرام ہے۔

اس آیت سے معلوم ہوا کہ قران حکیم نے حرام چیزوں کو تو تفصیل وار بیان فرمایا رہی حلال چیزیں اس کی تفصیل بیان کی ضرورت نہیں کہ جو حرام نہ ہو وہ حلال ہے کہ اصل اشیاء میں اباحت ہے۔

قل ھلم شھدا کم الذین یشھدون ان اللہ حرم ھذا	تم فرمادو لاؤ اپنے وہ گواہ جو گواہی دیں کہ اللہ نے اسے حرام کیا۔

دیکھو مشرکین عرب بحیرہ سائبہ وغیرہ جانوروں کو حرام سمجھتے تھے۔ ان سے فرمایا گیا ان چیزوں کے حرام ہونے کے دلائل وگواہ لاؤ یعنی اگر حرمت کی دلیل نہ ملے تو سمجھ لو کہ یہ حلال ہیں یہ نہ فرمایا گیا کہ اے محبوب آپ انہیں حلال ہونے کے دلائل دکھاؤ پتہ لگا کہ چیزیں بذات خود حلال ہیں کسی دلیل سے حرام ہونگی۔ یعنی اشیاء میں اباحت ہے۔

قل من حرم زنتہ اللہ التی اخرج بعبادہ والطیبات من الرزق	تم فرماؤ کس نے حرام کی اللہ کی وہ زینت جو اس نے اپنے بندوں کے لئے نکالی اور پاک رزق۔

کفار عرب حج کے زمانہ میں گوشت اور لذیز غذائیں قریبا" چھوڑ دیتے تھے لباس نہایت معمولی پہنتے تھے ان کی تردید میں یہ آیت کریمہ نازل ہوئی جس میں فرمایا گیا کہ چونکہ چیزین حج کے زمانہ میں ہم نے حرام نہیں کیں تو تم انہیں حرام کیوں کہتے ہو

Marfat.com

معلوم ہوا کہ جو چیز اللہ رسول حرام نہ فرمادیں وہ حلال ہے اصل اشیاء میں اباحت ہے۔

یاایھا الذین امنو لاتحرموا من طیبات ما احل اللہ لکم ولا تعتدو ان اللہ لا یحب المعتدین	اے ایمان والو وہ پاکیزہ چیزیں حرام نہ سمجھو جو اللہ نے تمہارے لئے حلال کیں حد سے آگے نہ بڑھو بیشک اللہ حد سے بڑھنے والوں کو پسند نہیں فرماتا۔

یعنی جو چیزیں اللہ نے حلال فرمائیں اس طرح کہ انہیں حرام نہ فرمایا اے مسلمانو تم انہیں حرام نہ سمجھو یہ حد اسلام سے آگے بڑھنا ہے۔ اللہ تعالے حد سے آگے بڑھنے والوں کو ناپسند کرتا ہے اگر اصل اشیاء میں حرمت ہوتی تو عام چیزوں کو حرام جاننے پر مسلمانوں کو عتاب نہ ہوتا

حرموما رزقھم اللہ افتراء علی اللہ قد ضلوا وماکانو مھتدین	اور حرام ٹھہراتے ہیں جو انہیں اللہ نے روزی دی اللہ پر جھوٹ باندھنے کو بیشک وہ گمراہ ہو گئے اور راہ یافتہ نہ ہوئے۔

معلوم ہوا کہ جو کوئی کسی چیز کو بغیر دلیل حرام مانے وہ گمراہ بھی ہے اور ہدایت سے دور بھی۔

قل ءالذکرین حرم ام الانثیین الی قولہ ام کنتم شھدا اذ وصکم اللہ بھذا	تم فرمادو کیا اس نے دونوں نر حرام کئے یا دونوں مادہ یہاں تک کہ ارشاد فرمایا کیا تم موجود تھے ۔ جب اللہ نے تمہیں یہ حکم دیا۔

غور کرو کہ کفار جو بعض جانوروں بحیرہ سائبہ وغیرہ کو حرام سمجھتے تھے ان پر عتابانہ طور سے ارشاد ہوا کہ کیا تم نے اللہ کو حرام فرماتے ہوئے دیکھا ہے اور یہ حرمت کہاں سے آئی ہے نر کی طرف سے یا مادہ کیطرف سے دیکھو جن چیزوں کو رب حرام نہ کرے اسے حرام سمجھنا جرم ہے۔ اصل اشیاء میں اباحت ہے۔

Marfat.com

یاایھا الذین امنوا لا تسئلوا عن اشیاء ان تبدلکم تسؤکم وان تسئلو اھا حین ینزل القرآن تبدلکم عفا اللہ عنھا	اے ایمان والو ان چیزوں کے متعلق نہ پوچھو کہ جو اگر تم پر ظاہر کردی جاویں تو تمہیں ناگوار ہوں اور اگر تم ان کی بابت پوچھو گے جبکہ قرآن اتر رہا ہے تو تم پر ظاہر کردی جاویں گی اللہ نے ان کو معافی دے دی۔

معلوم ہوا کہ جو چیزیں ظاہر نہ کی جائیں اس طرح کہ ان کا ذکر ہی نہ ہو۔ وہ معافی میں ہیں۔ یعنی حلال ہیں۔

خلق لکم ما فی الارض جمیعا"	اللہ نے زمین کی تمام چیزیں تمہارے لئے پیدا فرمائیں

جب تمام چیزیں ہمارے لئے پیدا ہوئیں تو سب چیزیں حلال ہی ہیں۔ ہاں جنہیں رب تعالیٰ نے حرام فرمادیا وہ اس عارضہ سے حرام ہوں گی۔

یا الھا النبی لما تحرم ما احل اللہ لک	اے غیب بتانے والے محبوب تم اپنے پر وہ چیزیں کیوں حرام کئے لیتے ہو۔ جو رب نے تمہارے لئے حلال کیں۔

معلوم ہوا کہ تمام چیزیں بذات خود حلال ہیں قسم کھانے سے حرام ہوجاتی ہیں حرام ہونے کے لئے قسم وغیرہ کی ضرورت ہے حلال ہونے کے لئے صرف اتنا ہی کافی ہے کہ حرام نہ کی گئی ہوں۔ اس کے متعلق اور بھی آیات ہیں یہاں صرف دس آیتیں پیش کی گئی تلک عشرۃ کاملۃ چونکہ آپ گیارہ کے عدد سے بہت چڑتے ہیں لہٰذا گیارہویں آیت اور سن لیجئے۔

ان تجتنبوا کبائر ماتنھون عنہ نکفر عنکم سیأتکم	اگر تم بچے رہو ان بڑے گناہوں سے جن سے تم کو منع کیا جاتا ہے تو ہم تمہارے چھوٹے گناہ مٹادیں گے

Marfat.com

اس آیت سے معلوم ہوا کہ گناہ وہ ہے جس سے منع فرمایا جاوے کوئی چیز بغیر ممانعت گناہ نہیں گناہ پھر دو قسم کے ہیں صغیرہ وکبیرہ گناہ کبیرہ سے بچنا صغیرہ کی معافی کا ذریعہ ہے۔

احادیث شریفہ

نمبرا مسلم بخاری ومشکواۃ باب الاعتصام بالکتاب السنہ میں حضرت سعد ابن ابی وقاص ؓ سے ہے۔

قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم ان اعظم المسلمین فی المسلمین جرما من سئل عن شی لم یحرم علی الناس تحرم من اجل مسئله

فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کہ مسلمانوں میں سب سے بڑا مجرم وہ ہے جو کسی ایسی چیز کے متعلق پوچھ گچھ کرے۔ جو لوگوں پر حرام نہ کی گئی تھی۔ اس کی پوچھ گچھ کی وجہ سے حرام کردی گئی۔

صاف معلوم ہوا کہ اس شخص کے سوال سے پہلے اس کا ذکر قرآن وحدیث میں نہ تھا۔ لہٰذا وہ حلال تھی۔ اس نے پوچھ پوچھ کر ممانعت کا حکم نازل کرالیا۔ اگر وہ سکوت والی چیز پہلے ہی سے حرام تھی تو اس کے پوچھنے پر حرام ہونے کے کیا معنی۔

نمبر ۲ صفحہ ۵۵۴ مسلم شریف میں بروایت جریر ابن عبد اللہ ؓ ہے کہ فرمایا نبی ﷺ نے۔

من سن فی الاسلام سنة حسنة فله اجرها واجر من عمل بهامن بعده من غیران ینقص من اجورهم شی ومن سن فی الاسلام سنة سئیه کان علیه وزرها ووزرمن عمل بها من غیران ینقص من اوزار هم شی مشکوة کتاب العلم

جو کوئی اسلام میں اچھا طریقہ ایجاد کرے تو اس کو ایجاد کا ثواب بھی ملے گا اور جتنے لوگ اس کے بعد اس پر عمل کریں گے ان سب کا ثواب ملے گا عاملین کے ثوابوں سے کچھ کم نہ ہوگا۔ اور جو کوئی اسلام میں برا طریقہ ایجاد کرے تو اس پر اپنا گناہ بھی ہوگا۔ اور جتنے لوگ اس پر عمل کریں گے ان سب کا گناہ بھی اور ان عاملوں کے گناہ سے کچھ کم نہ ہوگا۔ مشکوۃ کتاب العلم

معلوم ہوا کہ بدعت حسنہ کا موجد بڑے ثواب کا مستحق ہے اور ظاہر ہے کہ بدعت حسنہ وہ ہی ہوگی جس کا ذکر کتاب وسنت میں نہ ہو۔ ورنہ وہ بدعت کیسی اگر خاموشی والے کام حرام ہوتے تو ان کے ایجاد پر ثواب ملنے کے کیا معنی۔

Marfat.com

نمبر۶ تا ۸ ابن ماجہ وترمذی ومشکوۃ شریف کتاب الاطعمہ میں بروایت حضرت سلمانؓ فارسی ہے کہ کسی نے حضور انور ﷺ سے گھی اور پنیر کے متعلق پوچھا کہ یہ حلال ہیں یا حرام تو حضور انور نے فرمایا۔

الحلال ما احل الله فی کتابه	حلال وہ ہے جسے اللہ تعالے اپنی کتاب میں حلال فرمادے
والحرام ما حرم الله فی کتابه	اور حرام وہ ہے جسے اللہ تعالیٰ اپنی کتاب میں حرام فرمادے
وماسكت عنه فهو مما عفی	اور جس سے خاموشی ہو وہ معاف ہے۔

یہ حدیث تو اس قدر واضح اور صاف ہے کہ اس میں کسی قسم کی تاویل اور اینچ پیچ کی گنجائش نہیں کہ جن چیزوں کا ذکر کتاب وسنت میں نہ ہو وہ معاف یعنی حلال ہیں۔ معلوم ہوا کہ اصل اشیاء میں اباحت ہے۔ اس حدیث کی تائید ہماری پیش کردہ آیات سے ہورہی ہے۔ لہٰذا یہ حدیث قرآن کریم کی تائید کی وجہ سے بہت قوی ہوگئی ترمذی نے اس حدیث مرفوع کو غریب فرمایا۔ مگر حدیث موقوف کو صحیح تر کہا اور ظاہر ہے حدیث ضعیف بھی قرآن کریم کی تائید سے قوی ہو جاتی ہے اس بارے میں احادیث شریفہ بہت ہیں مگر صرف ان ہی حدیثوں پر کفایت ہے۔

اقوال فقہاء

ردالمحتار جلد اول صفحہ ۹۸ سنن وضو کی بحث میں ہے۔

نمبر ۱ وصوح فی التحریر بان المختار ان الاصل الاباحة عند الجمهور من الحنفية والشافعية	تحریر میں صراحتہ بیان فرمایا کہ پسندیدہ تر یہ ہی ہے جمہور حنفیہ وشافعیہ کے نزدیک اصل اشیاء میں اباحت ہے۔

معلوم ہوا کہ یہ ہی صحیح تر ہے کہ اصل ہر چیز میں اباحت ہے حرمت تو ممانعت کے عارضہ سے ہوگی اسی ردالمحتار میں اس جگہ کچھ آگے ہے۔

نمبر۲ وبه علم ان قول الشارح فی باب استیلاء الکفار ان الاباحته رای المعتزلة فيه نظر	اس سے معلوم ہوا کہ شارح (صاحب درالمختار) کا یہ قول کہ اصل اشیاء میں اباحہ معتزلہ کا قول ہے۔ اس میں سخت اعتراض ہے یعنی صحیح نہیں

نمبر۳ امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے ایک عجب مسئلہ بیان فرمایا کہ اگر کسی شخص کو شراب پینے یاسور

Marfat.com

کھانے پر کسی ظالم نے مجبور کیا مگر اس نے نہ مانا ظالم نے اسے قتل کر دیا تو یہ شخص گنہگار ہو گا۔ عبارت یہ ہے۔

خفت ان یکون اثما لان اکل المیته وشرب الحمر لم یحرما الابالنہی عنہا	مجھے خوف ہے کہ گنہگار ہو گا۔ کیونکہ مردار کھانے اور شراب پینے کی حرمت اس کی ممانعت کی وجہ سے آئی

معلوم ہوا کہ تمام محرمات اس لئے حرام ہیں کہ شریعت میں ان کی ممانعت آگئی خود حرام نہ تھیں۔

نمبر۴ علامہ شامی نے عبارت نقل فرما کر فرمایا۔

فجعل الاباحته اصلا والحرمة بعارض النہی ص ۹۸	امام محمد نے اباحت کو ہر شے میں اصل مانا اور حرمت کو ممانعت کے عارضہ سے مانا

نمبر۵ اصول بزدوی میں اباحت اصلیہ کی بہت صاف تصریح ہے فرماتے ہیں۔

بعد ورود الشرع الاموال علی الاباحة بالاجماع مالم یظهر دلیل الحرمة لان الله تعالی اباجها بقوله جعل لکم ما فی الارض جمیعا	شریعت کے آنے کے بعد بالاتفاق تمام مال اصلی اباحتہ پر ہیں جب تک کہ حرام ہونے کی دلیل نہ ملے کیونکہ اللہ تعالی نے انہیں اپنے اس قول سے مباح فرمایا کہ جعل لکم ما فی الارض جمیعا از شامی جلد سوم

اس سے معلوم ہوا کہ تمام امت مسلمہ اس پر متفق ہے کہ شریعت اسلامیہ کے نزول پر تمام چیزیں اصل میں مباح ہیں جب تک کہ حرمت کی دلیل نہ ملے ہاں اختلاف نزول شریعت سے پہلے کے متعلق ہے کہ اسلام آنے سے پہلے چیزیں بذات خود حرام تھیں یا حلال یا مسکوت۔

نمبر۶ تحریر ابن ہمام میں اس مسئلہ کی اور وضاحت ہے فرماتے ہیں۔

المختار الاباحة عند الجهور الحنفیه والشافعیه (ازشامی جلد سوم)	جمہور حنفیہ وشافعیہ کے نزدیک یہ ہی مختار ہے کہ اصل اشیاء میں اباحت ہے۔

Marfat.com

نمبرے شرح اصول بزودی میں علامہ اکمل فرماتے ہیں۔

اکثر اصحابناو اکثر اصحابُ الشافعیہ ان الا شیاء التی یجوز ان یرد الشرع بابا حتہاو حر متہا قبل ورودہ علی الا باحۃ وھی الاصل فیہا حتی ابیح لمن لم یشرع ان یاکل ماشاء والیہ اشارمحمد فی الاکراہ حیث قال اکل لمیتۃ وشرب الخمرلم یحرمابالنہی فجعل الاباحۃ اصلا والحرمۃ بعارض النہی وقال اصحابناو بعض اصحاب الشافعی و المعتزلی بغداد انہا الحذروقالت الا شعریۃ وعامۃ اھل الحدیث انہا علی الوقف حتٰی ان من لم یتنا ولہ الشرع یتوقف الا ینا ول شیئا" فان تنا ول لم یوصف فعلہ بحلی ولا حرمۃ ملخصا (از شامی)

ہمارے اور شوافع کے اکثر حضرات فرماتے ہیں کہ جن چیزوں کے متعلق شریعت حرمت یا اباحت کا حکم دے سکتی ہے وہ چیزیں شریعت کے آنے سے پہلے مباح تھیں۔ حتی کہ جس کو احکام شرعیہ نہ پہنچے ہوں اسے جائز ہے کہ جو چاہے کھائے۔ اس کی طرف امام محمد نے کتاب الاکراہ میں اشارہ فرمایا کہ فرمایا مردار کھانا شراب پینا ممانعت شرعیہ کی وجہ سے حرام ہوئیں انہوں نے اباحتہ کو اصل اور حرمت کو ممانعت کے عارضہ سے مانا اور ہمارے وشوافع کے بعض حضرات اور معتزلہ بغداد انہیں ممنوع کہتے ہیں اور عام اہل حدیث واشاعرہ توقف فرماتے ہیں۔ کہ جس کو احکام شرعیہ نہ پہنچے وہ کچھ نہ کھائے اگر کچھ کھائے گا۔ تو اس کا یہ کھانا حرام و حلال نہیں کہا جاوے گا۔

سبحان اللہ اس عبارت نے پردے اٹھادئے۔ اس سے معلوم ہوا کہ نزول شریعت کے بعد تمام مسلمانوں کا اس پر قطعی اجماع ہے کہ تمام چیزیں بذات خود حلال ہیں۔ ممانعت کی وجہ سے حرام ہونگی۔ اختلاف اس میں ہے کہ شریعت کے نزول سے پہلے یا جسے احکام شرعیہ نہ پہنچے ہوں اس کے لئے چیزیں حلال ہیں یا حرام اکثر علماء فرماتے ہیں کہ حلال ہیں کہ وہ جو کچھ بھی کھائے مجرم نہ ہوگا۔ اور بعض فرماتے ہیں حرام ہیں اور بعض توقف فرماتے ہیں۔ غور فرماؤ کہ مسئلہ کیا ہے سرفراز صاحب کا دماغ کدھر جا رہا ہے خدا جب دین لیتا ہے تو عقل بھی چھین لیتا ہے۔

نمبر۸ نور الانوار بحث تعارض صفحہ ۲۰۱ میں ہے۔

Marfat.com

وذالک لان الاباحة اصل فی الاشیاء

محرم کا مبیح پر ترجیح پانا اس لئے ہے کہ اصل اشیاء میں اباحت ہے۔

نمبر۹ اسی نور الانوار میں کچھ آگے ہے۔

وھذا اصل کبیرلنا یتفرع علیہ کثیر من الاحکام

یہ اصل اشیاء میں اباحتہ ہونا احناف کا بڑا قاعدہ کلیہ ہے جس پر بہت سے احکام جاری ہوتے ہیں۔

نمبر۱۰ اصول کی مشہور کتاب تفسیرات احمدیہ صفحہ ۱۲ میں ہے۔

انما جعلناالمبیح اصلا والمحرم ناسخابناء علی زمان الفترة بین عیسی ومحمد علیهما السلام قبل شریعتنا فانه کان الاباحة اصلا ثم بعث نبینا علیه السلام یبین الاشیاء الحرمة وبقی ماسواها حلا لا مباحا

ہم احناف نے اباحت کو اصل اور محرم کو ناسخ اس زمانہ کے لحاظ سے مانا ہے جو حضرت عیسیٰ و محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان ہے کہ ہماری شریعت سے پہلے اصل حالت اباحت تھی۔ پھر ہمارے نبی بھیجے گئے انہوں نے حرام چیزوں کو ظاہر فرمایا ان کے ماسواء حلال ومباح رہیں۔

اس عبارت نے بھی وہ ہی بتایا جو تحریر ابن ہمام سے معلوم ہوا تھا۔ کہ اماموں کا اختلاف اسلام کے تشریف لانے سے پہلے کے متعلق ہے کہ اس وقت تمام چیزیں حلال تھیں یا حرام بعض نے یعنی ہم احناف نے فرمایا حلال تھیں۔ بعض نے انہیں حرام مانا مگر اسلام کے تشریف لانے کے بعد تو ساری امت مسلمہ اس پر متفق ہے کہ ہر چیز حلال ہے سوا ان اشیاء کے جو شریعت نے حرام فرمادیں۔

نمبر۱۱ شامی نے جلد سوم باب استیلاء الکفار میں فرمایا ص ۳۴۷

انما الخلاف المذکور فیه انما هوقبل ورود الشرع و صاحب الهدایة انما اثبت الاباحة بعد ورود الشرع بمقتضی الدلیل۔

اماموں کا مذکور اختلاف شریعت اسلامیہ آنے سے پہلے ہے اور صاحب ہدایہ نے اباحت ثابت فرمائی۔ شریعت کے تشریف لانے کے بعد مطابق دلیل کے۔

اقوال فقہاء اس کے متعلق بہت زیادہ ہیں مگر ہم گیارہویں شریف کے عدد کے مطابق صرف گیارہ حوالے پیش کرتے ہیں۔

Marfat.com

تتمہ   ابھی میں نے عرض کیا تھا کہ اصل اشیاء میں اباحت کا مسئلہ ایسا عظیم الشان ہے جس پر بہت سے شرعی مسائل مبنی ہیں۔ اس کے متعلق صرف ایک مسئلہ عرض کرتا ہوں۔ وہ یہ کہ اصول فقہ کا مسئلہ ہے کہ جب دلائل حرمت ودلائل اباحت میں تعارض ہو تو ترجیح حرمت کو ہوتی ہے اس قاعدہ کلیہ کی وجہ بھی یہ ہی مسئلہ ہے کہ اصل اشیاء میں اباحت ہے اگر اصل اشیاء میں حرمت یا سکوت ہو تو یہ قاعدہ ہی ختم ہوجاوے گا۔ چنانچہ علم اصول کی مشہور کتاب نور الانوار مبحث تعارض میں صفحہ ۱۲۷ پر ہے۔

کالحاظر والمبیح فانهما اذا اجتمعا فی حکم واحد یعملون علی الحاظر و یجعلون موخرا دلالة عن المبیح وذالك لان الاباحة اصل فی الاشیاء فلو عملنا با لمحرم کان المبیح موافقا۔ لا باحة الاصلیته او جتمعنا ثم یکون النص المحرم نا سخاً للاباحتین و هومعقول بخلاف ما اذا عملنا المبیح لا نه حینئذیکون النص المحرم نا سخاً للا باحة الا صلية ثم یکون المبیح ناسخاً للمحرم فیلزم تکرار النسخ و هوغیر معقول و هذا اصل کبیرلنایتفرع علیه کثیر من الاحکام و هذا علی قول من جعل الاباحة اصل" فی الاشیاء

جیسے دلیل محرم اور دلیل مبیح جب دونوں ایک حکم میں جمع ہوجاویں تو علماء محرم پر عمل کرتے ہیں اور اسے دلیل مبیح سے پیچھے مانتے ہیں اور یہ اس لئے ہے کہ اباحت اصل ہے تمام چیزوں میں تو اگر ہم محرم دلیل پر عمل کریں تو اباحت کی دلیل اباحت اصلیہ کے موافق ہو جائے گی اور دونوں جمع ہوجائیگی پھر حرمت کی دلیل ان دونوں اباحتوں کی ایک دم ناسخ ہوجائیگی یہ بات عقل میں بھی آتی ہے بخلاف اس صورت کے کہ ہم اباحت کی دلیل پر عمل کرلیں چونکہ اس وقت حرمت کی دلیل اباحت اصلیہ کی ناسخ بنے گی پھر اباحت کی دلیل حرمت کی ناسخ ہوگی تو نسخ کی تکرار لازم آئیگی اور یہ خلاف عقل ہے اور یہ ہمارا بڑا قاعدہ ہے جس پر بہت سے احکام نکلتے ہیں اور یہ قاعدہ انہیں کے قول پر درست ہوگا جنھوں نے اشیاء میں اباحت کو اصل مانا۔

Marfat.com

مسلمانو! خیال کرو کہ علم اصول والوں نے اصل اشیاء میں اباحت کو مانا اور اسے اپنا بڑا قاعدہ قرار دیا اور اس پر بہت سے احکام شرعیہ متفرع مانے غرض کہ مذہب احناف کا اصل اصول یہی قاعدہ ہے جو اس کا انکار کرتا ہے وہ حنفیت کی جڑ کاٹتا ہے اسی نورالنوار میں اسی جگہ بڑی پر لطف بات وہ ہے جو اس کے متصل بیان فرمائی چنانچہ فرماتے ہیں۔

وقیل الحرمت اصل فیہا — اور کہا گیا ہے کہ اشیاء میں حرمت اصلی ہے

وقیل التوقف اولی حتی یقوم دلیل الاباحۃ اوالحرمۃ — اور کہا گیا ہے کہ توقف کرنا بہتر ہے تا آنکہ اباحت یا حرمت کی دلیل قائم ہو جاوے۔

غور کرو ان دونوں قولوں کو صاحب نور الانوار نے احناف کے قول کے مقابلے میں بیان فرمایا معلوم ہوا کہ حرمت اور توقف کا قول کسی حنفی کا نہیں اور نہ سارے معتزلہ کا ہے۔ بلکہ بعض بے وقوف معتزلہ نے آیات قرآنیہ اور احادیث نبویہ سے ایک دم آنکھیں بند کرکے یہ کہہ دیا ہے اور آج حنفیوں کی بد نصیبی سے خود حنفیت کا دعوے کرنے والے بعض جہلانے اس مسئلے کو اپنالیا۔ محض اپنے مذہب نا مہذب کو ثابت کرنے کے لئے والی اللہ المشتکی۔

خیال رہے کہ شریعت کے معنی ہیں ظاہر اور کھلا عام راستہ شرعۃ سے شریعت بنا ہے۔ طریقت وطریق خاص راستہ جس پر ہر شخص نہ چل سکے خاص واقف آدمی ہی چلے عام راستہ چلنے ہی کے لئے ہوتا ہے اگر راستہ بند کرنا ہو تو کنارے پر ممانعت کا بورڈ لٹکا دیا جاتا ہے بغیر ممانعت کوئی شخص راستہ پر چلنے سے روک نہیں سکتا۔ اسی طرح بغیر شریعت کی ممانعت کے کوئی کسی کو کسی چیز سے منع نہیں کرسکتا۔ اگر کوئی شخص کسی مسافر کو جرنیلی سڑک پر چلنے سے روکے تو مسافر کو حق ہے کہ اس سے سرکاری ممانعت کا مطالبہ کرے کہ دکھاؤ چلنے کی ممانعت کا آرڈر کہاں ہے اگر وہ منع کرنے والا کہے کہ دکھاؤ اس سڑک پر چلنے کا آرڈر کہاں ہے تو بے وقوف ہے سڑک بنی ہی چلنے کے لئے ہے روک کے لئے آرڈر کی ضرورت ہے چلنے کے لئے آرڈر کی ضرورت نہیں دیو بندیوں کی عجب منطق ہے کہ ہر کار خیر کو بغیر شرعی ممانعت کے حرام تو خود کہیں اور جواز کا ثبوت ہم سے مانگیں خود حرمت کا ثبوت نہ دیں یہ ہے الٹی منطق۔

Marfat.com

عقلی دلیل

ہم مقدمہ میں عرض کر چکے کہ دیو بندی مذہب بھی عیسائیت کی طرح ناقابل عمل ہے یہ صرف زبانی و قلمی مذہب ہے عملی مذہب صرف اہل سنت کا ہے آج کوئی شخص دیوبندی بن کر دنیاوی ودینی زندگی نہیں گذار سکتا۔ اگر آج جہاد پیش آجائے تو ہمارے دیو بندیوں کے ہاں ٹینک راکٹ ہوائی جہاز سے جہاد کرنا حرام ہوگا۔ کیونکہ یہ چیزیں قرون ثلثہ میں نہ تھیں لہٰذا بدعت ہیں اور بدعت حرام ہے تو جہاد جیسی عبادت میں یہ بدعات کیسے استعمال ہوسکتی ہیں۔ اسی طرح سرفراز صاحب کا یہ مسئلہ کہ ہر چیز میں اصل اباحت نہیں بلکہ حرمت ہے یا سکوت بالکل ناقابل عمل ہے مولوی سرفراز اور ان کے تمام ہمنوا لوگوں سے عرض کرتا ہوں کہ جب دیو بندیوں کا عقیدہ یہ ہے کہ ہر چیز حرام ہے سواء ان کے جن کی مباح ہونے کی آیت یا حدیث مل جاوے تو براہ کرم ذرا جواب دیں کہ قرآن وحدیث میں صرف چند پھلوں چند لباسوں کا ہی ذکر ہے فرمایئے۔ ہندوستان کا مشہور پھل آم۔ مالٹا۔ اناس وغیرہ پھل اور اچکن' واسکٹ نئے نئے ڈیزائن کی قمیض۔ ململ۔ لٹھا۔ نشہ۔ بنارسی ساٹن وغیرہ کپڑے اس ہی طرح نئی نئی قسم کی بلڈنگ۔ کوٹھیاں۔ ویٹنگ روم وغیرہ چیزیں حرام ہیں یا حلال اگر حلال ہیں تو ان کی آیات واحادیث پیش فرمادیں۔ جن میں ان چیزوں کا جواز مذکور ہو اور اگر ایسی آیت یا حدیث نہ مل سکیں تو تم سرکہ کھجوریں اور جو کی روٹی سادہ غذائیں معمولی لباس استعمال کرو جن کا ذکر قرآن وحدیث میں ہے باقی تمام چیزوں کو حرام کہو کیونکہ تمہارے ہاں ہر چیز اصل میں حرام ہے جس کی اباحت جس کی اباحت کی دلیل ہے وہ ہی حلال ہو گی پھر یہ چیزیں بغیر دلیل اباحت حلال کیسے ہوگئیں۔ کیا ہے کوئی دیو بندی لعل جو ان چیزوں کی اباحت کی آیت وحدیث پیش کرسکے۔ انشاء اللہ قیامت تک نہ پیش کرسکیں گے۔ فاتقوا النار التی۔

دیوبندی تائید

خود علماء دیوبند کا بھی یہ ہی عقیدہ ہے کہ اصل اشیاء میں اباحت ہے کہ جس کو شریعت حرام نہ کرے وہ حلال ہے چنانچہ دیو بندیوں کی مشہور کتاب طریقہ مولود شریف مکتوب محبوب القلوب مصنفہ مولوی اشرف علی صاحب تھانوی دیوبندی اس

Marfat.com

کتاب کے صفحہ ا صفحہ ۱۲ پر ہے۔ اصول شرعیہ میں سے اور نیز قواعد عقلیہ میں سے یہ امر مسلم ہے کہ جو فعل نہ مامور بہ ہو نہ منہی عنہ یعنی نصوص شرعیہ میں نہ اس کے کرنے کی ترغیب ہو اور نہ اس کے کرنے کی ممانعت ایسا امر مباح ہوتا ہے۔

نمبر۲ اسی کتاب کے صفحہ ۱۳ پر ہے کہ عمل مولد شریف بہ ہیئت وقیود مخصوصہ ظاہر ہے کہ نہ کسی دلیل شرعی سے مامور بہ ہے اور نہ کسی دلیل شرعی سے ممنوع ہے تو فی حد ذاتہ مباح ٹھہرا۔ الخ

نمبر۳ اسی کتاب کے صفحہ ۱۵ پر ہے یعنی وہ ان اعمال کو فی حد ذاتہا مکروہ وممنوع نہیں سمجھتے۔ بلکہ ان کو مباح باباحت اصلیہ و مستحسن بحسن عقیدت ونیت جانتے ہیں۔ الخ

نمبر۴ اسی کتاب کے صفحہ ۱۲ پر یہ ہے بعض افعال مباحہ تو ایسے ہوتے ہیں جن میں صراحۃً مصلحت ہی مصلحت ہے اس کے تو مستحسن ہونے میں سب کا اتفاق ہے۔

ان عبارات میں مولوی اشرف علی صاحب نے صاف طور پر مانا ہے کہ اصل اشیاء میں اباحت ہے اور جو چیز نہ شرعا مامور ہو نہ ممنوع وہ مباح وجائز ہے اور اچھی نیت سے کیاجاوے تو مستحب و مستحسن ہے اب دیکھئے مولوی گکھڑوی صاحب مولوی اشرف علی صاحب پر کیا فتوی جڑتے ہیں۔ یہ ان کے گھر کا معاملہ ہے آپس میں طے کریں۔ مصرع

طویلہ میں اگر لیتاؤ کی ٹھہری غضب آیا

بہ ہر حال اصل اشیاء میں اباحت ہونا خود دیو بندیوں کا مانا ہوا مسئلہ ہے یہ تو مولوی گکھڑوی کی بے جاضد ہے جو ایسے واضح مسئلہ کا انکار کرتے ہیں۔

مولوی سرفراز صاحب کی انوکھی دلیل

مولوی صاحب موصوف نے اس مسئلہ کا انکار تو کر دیا کہ اصل اشیاء میں اباحت ہے مگر اس پر انہیں کوئی آیت نہ مل سکی صرف دو حدیثیں پیش کی ہیں اور کچھ علماء کے اقوال مگر حدیث شریف میں ایسا دھوکہ دیا اور ایسی خیانت کی کہ خدا کی پناہ اگر دیوبندیوں کا بس چلے تو قرآن مجید کو بھی مسخ کر ڈالیں مگر کریں کیا کہ قرآن کی حفاظت رب تعالے نے اپنے ذمہ لے لی ہے بیچارے مجبور ہیں حدیث شریف ملاحظہ ہو۔

Marfat.com

قال رسول الله صلى الله عليه وسلم الامر ثلثه امر بين رشده فاتبعه وامر بين غيه فا جتنبه وامر اختلف فيه فكله الى الله عزوجل

جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کام تین قسم کے ہیں ایک وہ جس کا ہدایت ہونا واضح ہے سو اس کی اتباع کرو اور دوسرا وہ کام کہ اس کی گمراہی ظاہر ہو سو اس سے اجتناب کرو اور تیسرا وہ جس میں اشتباہ واقع ہو اس کا معاملہ خدا کے سپرد کرو۔

یہ ترجمہ فاضل دیوبند سرفراز صاحب کا ہے اور اس کا مطلب مولوی صاحب موصوف نے یہ بتایا کہ جن چیزوں میں سکوت ہو قرآن و سنت میں ان کا ذکر نہ ہو ان میں خاموشی اختیار کرو کہ انہیں نہ حرام کہو نہ حلال۔ یہ ترجمہ بھی غلط ہے اور یہ مطلب بھی دھوکہ فریب ہے اولاً'' تو یہاں عقائد کا ذکر ہے جیسا کہ رشدہ اور غیہ سے معلوم ہوا ہدایت وگمراہی عقائد سے ہوتی ہے نہ کہ اعمال سے بے نمازی فاسق ہے گمراہ نہیں دوسرے اس حدیث میں ارشاد ہوا اختلف فیہ یعنی جس میں اختلاف کیا گیا اس کے معنے نہ خاموشی ہیں نہ سکوت بلکہ دلائل یا علماء کا اختلاف مراد ہے یعنی بعض عقائد وہ ہیں جن میں دلائل یا اقوال علماء مختلف ہے جیسے کفار کے فوت شدہ بچوں کا حکم کہ وہ جنتی ہیں یا دوزخی یا آیات متشابہات ان میں ہم کو کوئی فیصلہ نہ کرنا چاہئے حق تعالیٰ کے سپرد کرنا چاہئے کہاں یہ مسئلہ اور کہاں اصل اشیاء میں اباحت کا مسئلہ یہ ہے دیو بندی علم چنانچہ اس کی شرح میں، مرقات میں صفحہ ۲۰۹ پر ہے۔

ویحتمل ان یرادبه اختلاف العماء

یہ بھی احتمال ہے کہ اس سے مراد علماء کے دلائل کا اختلاف ہے۔

کچھ آگے فرماتے ہیں

وقیل المراد مالم یبینه الشرع مثل المتشابهات

کہا گیا ہے کہ اس سے مراد وہ عقائد ہیں جنہیں شریعت نے بیان نہ کیا جیسے آیات متشابہات۔

Marfat.com

کچھ آگے فرماتے ہیں

کتعیین یوم القیامۃ و حکم اطفال المشرکین	جیسے روز قیامت کا مقرر کرنا اور مشرکین کے بچوں کے حکم

اس حدیث کا ترجمہ حضرت شیخ عبدالحق صاحب محدث دہلوی نے اشعۃ اللمعات میں یوں کیا۔

حکمے دیگراست کہ خلاف کردہ شدہ است اشتباہ است در رشد وغی او	دوسرا وہ حکم ہے جس میں اختلاف کیا گیا ہے اور اس کی ہدایت یا گمراہی ہونے میں اشتباہ ہوگیا۔

ان شروح سے وہ ہی بات معلوم ہوئی جو میں نے عرض کی اس سے یہ ہرگز ثابت نہیں ہوتا کہ اصل اشیاء میں اباحت نہیں ورنہ آیات قرآنیہ سے مخالفت لازم آئے گی۔ راہ سنت کے صفحہ ۱۰۱ پر دوسری حدیث مع ترجمہ یوں بیان کی۔

ان اللہ فرض فرائض فلا تضیعوا ھا وحرم حرمات فلا تنتھکواھا وحد حدود افلا تعتدواھا وسکت عن اشیاء من غیر نسیان فلا تبحثو عنھا	اللہ تعالے نے کچھ فرائض متعین فرمائے ہیں سو ان کو مت ضائع کرو اور کچھ چیزوں کو حرام کردیا ہے سو ان کی پردہ دری مت کرو اور کچھ حدود مقرر کئے ہیں سو ان سے تجاوز نہ کرو اور کچھ چیزوں سے سکوت فرمایا بغیر بھول کے پس ان سے بحث نہ کرو اللہ تعالیٰ نے بغیر نسیان کے سکوت کیا ہے اس سے بحث نہ کرو

لیجئے یہ ہے مولوی سرفراز صاحب کی پیش کردہ حدیث اور یہ ہے ان کا ترجمہ اس سے خاں صاحب نے ثابت کیا کہ جن چیزوں سے شریعت میں خاموشی ہے انہیں نہ حرام جانو نہ حلال بلکہ خاموشی اختیار کرو بتاؤ یہ مطلب کس لفظ سے حاصل ہوا لاتبحثو اعنھا یعنی ان سے بحث نہ کرو کا مطلب بالکل واضح وظاہر ہے کہ ایسی خاموشی کی چیزوں میں جھگڑے نہ کرو وہ تو مباح ہیں ان پر بے دھڑک عمل کرو اس کی شرح وہ حدیث ہے جو اسی مشکوٰۃ کے باب الاطعمہ میں مذکور ہے وماسکت عنہ فھو مماعفی عنہ جس سے رب تعالیٰ نے سکوت فرمایا اس کی معافی ہے معافی کے معنے یہ ہی ہیں۔

Marfat.com

نہ ان کے کرنے پر پکڑ ہے اور نہ نہ کرنے پر پکڑ مباح کے یہ ہی معنی ہیں اس معنی کی تائید قرآن کریم کی وہ آیت فرما رہی ہے۔ عفا اللہ عنہا اللہ نے ان چیزوں کی معافی دے دی چنانچہ اس حدیث کی شرح میں ملا علی قاری مرقات میں فرماتے ہیں۔

فلاتبحثو عنها ای لا تفشوا عن تلک الاشیاء دل علی ان الاصل فی الاشیاء الاباحة بقوله تعالی هوالذی خلق لکم ما فی الارض جمیعا

ان چیزوں سے بحث نہ کرنے کے معنی یہ ہیں کہ ان کی کرید نہ کرو۔ یہ حدیث اس پر دلالت کرتی ہے کہ اصل اشیاء میں اباحت ہے کیونکہ رب تعالی فرماتا ہے کہ رب نے تمام چیزیں تمہارے لئے بنائیں

اس حدیث کی شرح میں شیخ عبدالحق اشع ت اللمعات میں فرماتے ہیں

که فراموشی بر وے روانه باشد بلکه رحمت کرد و آسان ساخت کار شما

رب تعالی پر بھول چوک ممکن نہیں بلکہ اس نے تم پر رحم فرمایا تمہارے کام آسان فرمائے

سبحان اللہ فیصلہ فرمادیا کہ قرآن وحدیث میں بعض چیزوں سے خاموشی تم پر رحمت اور تمہارے کاموں کو آسان کرنے کے لئے ہے تاکہ تم بے تامل ایسے کام کئے جاؤ تم پر کوئی روک ٹوک نہ ہو ملا علی قاری نے تو یہ حدیث اصل اشیاء میں اباحت کی دلیل قرار دی۔ فرماؤ سرفراز صاحب یہ حدیث پیش کرتے وقت اور اس سے یہ مسئلہ نکالتے وقت آپ کے دل میں خوف خدا نہ آیا کیا آپ کو مرنا اور خدا کو منہ دکھانا نہیں حدیث رسول ﷺ میں ایسی خیانت اور مسلمانوں کو اس طرح دھوکہ دینا۔ آپ دیو بندیوں نے اسلام اور مسلمانوں پر بہت ظلم کئے اس کا نتیجہ ہے کہ آج تم دنیائے اسلام میں ایسے ذلیل ہو ہر جگہ اپنا مذہب چھپاتے پھرتے ہو یہ ہے تمہارا علم اور یہ ہے تمہاری دیانت جب تم لوگ اللہ رسول کو گالیاں دینے سے نہیں شرماتے تو ان پر جھوٹ باندھنے سے کیا شرماؤ گے۔ ہمارے سرفراز صاحب نے اپنے اس مقصد کے لئے در مختار کی وہ عبارت پیش فرمائی۔

علی ماهو المنصور من ان الاصل فی الاشیاء التوقف

مذہب منصور یہ ہے کہ اصل حالت اشیاء میں توقف ہے

اسی طرح اور چند کتب فقہ کے حوالہ دیئے۔ ان کے متعلق عرض ہے کہ اولا رد المحتار

Marfat.com

نے اس قول کی تردید اسی جگہ کردی جس کے حوالے ابھی گذر گئے نیز فقہاء کرام کا یہ اختلاف کہ اصل اشیاء میں اباحت ہے یا حرمت یاتوقف نزول شریعت سے پہلے کے متعلق ہے کہ اسلام کی تشریف آوری سے پہلے بجز عقیدہ توحید دیگر اشیاء حرام تھیں۔ یا حلال یا ان کے متعلق کچھ نہیں کہا جاسکتا۔ جس کے حوالے پہلے گذر چکے اس میں مذہب حق یہ ہے کہ اصل اباحت ہے۔ وہ فطرت والے لوگ کسی چیز کے کھانے پینے پر مجرم نہ تھے نیز یہ اختلاف ان اموال کے متعلق بھی ہے جن کی اباحت اصلیہ شریعت مطہرہ نے منسوخ فرمادی۔ ان میں حرمت اصل یا اباحت یا توقف جیسے سودی اموال یا چاندی سونے کا استعمال وغیرہ اس اختلاف کو عام چیزوں سے تعلق نہیں چنانچہ تفسیرات احمدیہ میں اس بحث میں صفحہ ۱۱ پر ہے۔

فیمکن ان یستدل بھا علی ان الاصل فی الاشیاء الا باحة کما ھومذھب طائفة بخلاف الجمھور فان عند ھم الاصل ھوالحرمة ولا یظھر ثمرته الافی قوله علیه السلام لا تبیعوا الطعام الاسوا بسواء فان عند نا الاصل ھو اباحة الربواحتی یعفو عنه عدم القدر والجنس وانما تثبت الحرمة اذا وجد جمیع الشرائط وعند الشافعی الاصل ھوالحرمة فی کل حال والمساوات مخلص منھا

ممکن ہے کہ اس آیت سے اس مسئلہ پر دلیل قائم کی جاوے کہ اصل اشیاء میں اباحت ہے جیساکہ یہ ایک گروہ کا مذہب ہے بخلاف جمہور کے کہ ان کے ہاں اصل حرمت ہے اس اختلاف کا نتیجہ صرف حضور کے اس فرمان میں ظاہر ہوگا کہ غلہ نہ بیچو مگر برابر برابر۔ ہمارے ہاں سود میں اصل اباحت ہے حتی کہ معاف ہوتا ہے جنس وزن کے نہ ہونے پر حرمت جب ثابت ہوگی جبکہ سود کے شرائط پائے جاویں اور امام شافعی کے ہاں ان میں اصل حرمت ہے برابری میں اس سے چھٹکارا حاصل کرنے کا ذریعہ۔

فرمایئے مولوی سرفراز صاحب آپ نے تفسیر احمدی کی عبارت پوری نقل کیوں نہ کی آدھی عبارت نقل کرکے مسلمانوں کو دھوکا کیوں دیا کیا یہ مجرمانہ خیانت نہیں ہے اللہ تعالی تم لوگوں کو ہدایت دے اور سنیئے ہدایہ جلد سوم باب الربوا میں ہے۔

Marfat.com

وعند الشافعي الطعم في المطعومات والثمنية في الاثمان والجنسية شرط والمساوات مخلص والاصل هوالحرمة عنده

امام شافعی کے ہاں کھانوں میں مطعومیت اور سونے چاندی میں ثمنیت معتبر ہے اور جنسیت شرط ہے برابری سود سے بچانے والی اور اصل ان میں حرمت ہے امام شافعی کے ہاں

دیکھو سودی مال میں اختلاف یہ ہوا کہ ہمارے ہاں ان میں اصل اباحت ہے اور شوافع کے ہاں اصل حرمت اسی ہدایہ کتاب الکراہتہ میں ہے۔

والتختم بالذهب على الرجال حرام لما روينا وعن علي رضي الله عنه ان النبي صلى الله عليه وسلم نهى عن التختم بالذهب ولان الاصل فيه التحريم التختم والا تموذج وقد اندفعت بالادنى وهو الفضة

سونے کی انگوٹھی پہننا مردوں پر حرام ہے حضرت علیؓ سے روایت ہے کہ حضور نبی ﷺ نے سونے کی انگوٹھی سے منع فرمایا اور اس لئے کہ سونے چاندی میں اصل حرمت ہے اباحت مہر لگانے یا نمونے کے لئے ہے اور وہ تو ادنی یعنی چاندی سے پوری ہوگئی۔

فرمائیے کچھ پتہ لگا کہ اصل حرمت ہونا یا مسکوت ہونا سونے چاندی کے استعمال میں ہے کتب کیا فرما رہی ہیں اور آپ کیا کہہ رہے ہیں۔ خیال رہے کہ اباحت اصلیہ احناف کا ایسا ضروری اصولی مسئلہ ہے جس پر بہت سے شرعی قاعدے مبنی ہیں دیکھو علم اصول کا قاعدہ ہے کہ اگر محرم اور مبیح دلائل میں مقابلہ ہوجائے تو محرم کو ترجیح ہوتی ہے کیوں اس لئے تاکہ نسخ دو بار نہ ماننا پڑے۔ اس طرح کہ دلیل محرم تو اصلی اباحت کو منسوخ کرے اور پھر یہ مبیح دلیل محرم دلیل کو منسوخ کرے اس لئے ترجیح محرم کو دو تاکہ نسخ صرف ایک بار ہی ہو کہ دلیل اباحت تو اباحت اصلیہ کی تائید کرے اور محرم اسے منسوخ فرمائے کہیے اگر اباحت اصلی کوئی چیز ہی نہیں تو یہ قانون شرعی کیونکر درست ہوا۔ نیز علم اصول کا قانون ہے کہ جب کسی کام کی فرضیت منسوع ہوجائے تو وہ اباحت جو فرض کے ضمن میں ہے وہ بھی منسوخ ہوجاتی ہے کیونکہ اباحت جنس ہے اور فرضیت نوع اور ظاہر ہے کہ نوع کے مٹنے سے اس کے سارے اجزاء جنس و فصل مٹ جائینگے۔ زید مرگیا تو اس کی جنس یعنی حیوان اور فصل یعنی ناطق سب ہی فنا

Marfat.com

ہو گئے۔ مگر پھر یہ ہی چیز مباح رہتی ہے کیوں؟ اباحت اصلی کی وجہ سے یعنی جو اباحت فرضیت کے ضمن میں تھی وہ تو فرضیت کے ساتھ گئی مگر اباحت اصلیہ نے پھر اسے مباح کر دیا دیکھو عاشورے کے دن کا روزہ شروع اسلام میں فرض تھا پھر اس کی فرضیت ماہ رمضان کے روزوں سے منسوخ ہو گئی مگر پھر بھی یہ روزہ مباح ہے دیکھو نور الانوار مع حاشیہ۔ کہیئے مولوی صاحب آنکھیں کھلیں۔ اگر اباحت ہر چیز کی اصل نہیں تو ان قواعد کے کیا معنی افسوس ہے کہ دین کے ساتھ علم کا بھی صفایا ہے مصنف بننے سے پہلے کچھ تھوڑا بہت پڑھ لیا ہوتا۔

مولوی سرفراز صاحب کی عجیب منطق!

مولوی صاحب نے راہ سنت میں فرمایا ہے کہ جیسے وجوب فرضیت سنیت شرعی احکام ہیں ایسے ہی اباحت وجواز بھی شرعی حکم ہیں تو جیسے بغیر خاص دلیل کے فرضیت یا وجوب ثابت نہیں ہو سکتا ایسے ہی بغیر خاص دلیل اباحت بھی ثابت نہیں ہوسکتی۔ لہٰذا جب تک کہ حضور انور ﷺ کا قول یا فعل نہ ملے کسی چیز کو مباح نہیں کہہ سکتے دیکھو راہ سنت صفحہ ۱۰۴ و صفحہ ۱۰۵۔ مگر مولوی صاحب اپنا یہ انوکھا نرالہ قاعدہ حرام۔ شرک کفر کے لئے بھول گئے مولوی صاحب اور ان کے سارے دیوبندی پیشوا ہزار ہا مستحبات کو صرف اس لئے حرام کفر شرک کہہ دیتے ہیں۔ کہ زمانہ نبوی میں موجود نہ تھے وہاں یہ نہیں فرماتے کہ جیسے فرضیت کے لئے امر ضروری ہے ایسے ہی حرمت کے لئے نہی یعنی ممانعت لازم ہے ذرا قربان تو جاؤ اس قاعدہ کے کہ اباحت جیسا ہلکا حکم تو بغیر صریحی فرمان یا فعل رسول ﷺ ثابت نہ ہوسکے۔ مگر حرمت شرک کفر جیسے اہم اور انتہائی نازک مسائل صرف مولوی صاحب کے جنبش قلم اور جنبش لب سے ثابت ہو جاتے ہیں پھر جہاں خود ہزار ہا بدعات کرتے ہیں تو وہاں یہ حکم بدل جاتا ہے مردوں کے لئے ختم قرآن کرنا بدعت حرام شرک کفر ہے اس پر پیسہ لینا حرام ہے مگر دیوبند میں مصیبت کے موقعہ پر ختم بخاری کرانا پھر اس پر روپیہ دنیا دیو بندی علماء طلباء کو نہ حرام ہے نہ بدعت نہ کفر نہ شرک ہے یہ ہے ان کی بے قیدی اور خود مختاری۔

Marfat.com

تحقیقی جواب

جناب یہ بالکل درست ہے کہ اباحت وجوب فرضیت حرمت کراہیت شرعی احکام ہیں مگر جیسا حکم ویسی اس کی دلیل فرضیت وجوب ایسے اہم حکم ہیں جن پر کفر وفسق مرتب ہے ان کے لئے بہت مضبوط دلیل چاہئے حتی کہ فرضیت کے لئے دلیل قطعی چاہئے جو قطعی الثبوت بھی ہو قطعی الدلالت بھی اور قطعی الطلب بھی اور وجوب کے لئے ظنی دلیل بھی کافی ہوتی ہے مگر اباحت واستحباب نہایت ہی ہلکے حکم ہیں کہ ان پر نہ کفر مرتب ہے نہ گمراہی نہ فسق نہ عذاب کوئی کرے اچھا نہ کرے کچھ نہیں لہذا اباحت کے لئے صرف اتنا کافی ہے کہ وہ شرعاً ممنوع نہ ہو اور استحباب کیلئے صرف اتنا کافی کہ بزرگان دین اسے اچھا سمجھیں اس کے دلائل جاء الحق میں بہت تفصیل سے مذکور ہیں۔ حتیٰ کہ در مختار میں مستحب کی تعریف میں فرمایا وما احبہ السلف مستحب وہ بھی ہے جسے سلف صالحین اچھا جانیں نیز نور الانوار شریف بحث احکام مشروعہ صفحہ ۱۶۷ میں ہے الا ان المستحب ما احبہ السلف مستحب وہ ہے جسے سلف صالحین اچھا سمجھیں غرض یہ کہ کتب فقہ واصول فقہ سے ثابت ہے کہ مستحب کے لئے مسلمانوں کا اچھا جاننا ہی کافی ہے جیسا حکم ویسی دلیل۔ دیکھو زنا کے لئے چار گواہ درکار عام مالی وسیاسی احکام کے لئے دو کافی اور رمضان کے چاند کے لئے ایک گواہ کی بھی ضرورت نہیں صرف ایک عادل مسلمان کی خبر کافی جبکہ مطلع صاف نہ ہو دیکھو جیسا حکم ویسی اس کی دلیل اس کی مکمل بحث جاء الحق حصہ اول میں موجود ہے مگر مصنف راہ سنت نے اس کتاب کے مطالعہ کی زحمت ہی گوارا نہ فرمائی یا کج بحثی کے لئے یہ سب کچھ فرمارہے ہیں۔

مولوی سرفراز صاحب کا بے نمازیوں پر احسان عظیم

مولوی صاحب کو جاء الحق کی ایک دلیل آفت بن کر سامنے آگئی وہ ہے حدیث صحیح ماراہ المومنون حسنا فھوعنداللہ حسن جسے مسلمان اچھا سمجھیں وہ اللہ کے نزدیک بھی اچھی ہے اس کے متعلق اولا تو مولوی صاحب بہت سٹ پٹائے آخر یہ کہہ کر جان چھڑائی کہ یہاں مومنوں سے مراد صحابہ کرام ہیں اور حدیث کا مطلب یہ ہے کہ جس کام کو صحابہ کرام اچھا سمجھیں وہ اللہ کے نزدیک اچھی ہے چلو

Marfat.com

چھٹی ہوئی اب شرابی بھنگی جواری بے نمازی غرض یہ کہ پانچوں شرعی عیب والے لوگ مولوی صاحب کا شکریہ ادا کریں۔

انہیں نذرانے چڑھاوے پیش فرماویں کہ مولوی صاحب نے بیک جنبش قلم سب لوگوں کو تمام شرعی احکام سے معافی دیدی کیوں کہ قرآن کریم میں جس قدر احکام ہیں ان میں یا تو فرمایا گیا۔ یا ایھا الذین آمنو اے ایمان والو اور یا ارشاد ہوا علی المومنین یعنی مسلمانوں پر یہ لازم یا حرام ہے اب مولوی صاحب کے فتوے سے مومنین اور امنو سے مراد تو صرف صحابہ کرام ہوئے کہ نزول قرآن وحدیث کے وقت وہ ہی لوگ موجود تھے خطاب انہیں سے تھا تو نماز روزہ۔ وغیرہ تمام فرائض اور شراب جواء۔ زنا۔ وغیرہ تمام محرمات صرف ان صحابہ کرام ہی سے متعلق تھے رہے ہم جیسے بعد کے لوگ انہیں کسی اسلام حکم سے کوئی تعلق نہیں ہمارے لئے نہیں بلکہ دیو بندیوں کے لئے چاروں راہ کھلے ہیں جو چاہیں کریں۔ مولوی صاحب ہوش کرو تم اپنے مذہب کو منانے کے لئے قرآن وحدیث کو کیوں بگاڑنے کی کوشش کرتے ہو کتنی ہی کوشش کرو مگر تمہارا دین نجدیت نہ سنبھلا ہے نہ سنبھلے؟

کیا بنے بات جہاں بات بنائے نہ بنے

لطیفہ حضرت قبلہ حکیم الامت مد ظلہ مفتی احمد یار خان صاحب نے ایک عجیب لطیفہ سنایا کہ جب وہ حج بیت اللہ کے لئے پہلی بار مکہ معظمہ حاضر ہوئے تو ایک دن بعد مغرب حرم شریف کا نجدی امام لوگوں کو وعظ سنا رہا تھا۔ وعظ کیا تھا۔ اولیاء اللہ پر غیظ وغضب تھا اسی اثنا میں اس نے کہا لوگ سید احمد بدوی کو پوجنے لگے ہیں اس کی قبر سے منت مانگتے ہیں یہ شرک عظیم ہے۔ ایک یمنی حاجی نے اٹھ کر کہا کہ ہم سید احمد بدوی سے منت نہیں مانگتے بلکہ ان کے وسیلہ سے رب سے مانگتے ہیں وہ اللہ کے ولی ہیں اور اللہ تعالی بوسیلہ اولیاء دعا قبول فرماتا ہے تو نجدی امام کہنے لگے۔ کیف علمت انه ولی الله لا نعلم انه مات علی الایمان او علی کفر هل اوحی الیک تجھے کیا معلوم کہ احمد بدوی ولی اللہ ہے ہم کو تو یہ بھی نہیں معلوم کہ وہ اسلام پر مرا یا کفر پر بیچارہ یمنی حاجی خاموش ہوگیا حضرت حکیم الامت نے فوراً فرمایا علمنا ولایته بشهادة المومنین وقال النبی صلی الله علیه وسلم انتم شهداء الله فی الارض یعنی ہم نے سید احمد بدوی کی ولایت عامتہ المسلمین کی گواہی سے پہچانی

Marfat.com

حضور فرماتے ہیں کہ اے مسلمانو! تم اللہ کے گواہ ہو زمین میں تو جسے مسلمان ولی کہیں وہ اللہ کا ولی ہی ہے اس پر امام صاحب کے چہرے کا رنگ اڑ گیا گھبرا کر بولے کہ یہ فرمان رسول صحابہؓ کے لئے ہے کیونکہ وہاں ہے انتم یعنی تم لوگ اور بعد کے لوگ تو اس وقت تھے ہی نہیں وہ اس خطاب میں داخل نہیں لہٰذا جسے صحابہ کرام ولی یا جنتی کہیں وہی ولی یا جنتی ہوگا نہ کہ ہم لوگ حضرت حکیم الامت نے فرمایا۔ بہت خوب پھر تو ہم لوگوں پرکوئی شرعی حکم نہ رہا کہ تمام احکام قرآنی میں خطاب کے صیغے ہیں۔ ہم اس وقت موجود نہ تھے صرف صحابہ کرام تھے ان پر سارے احکام بھی تھے۔ اس جواب پر فبہت الذی کفر مگر مولوی سرفراز تو ان امام سے بھی دو قدم آگے بڑھ گئے انہوں نے خطاب کا ذکر نہ فرمایا۔ بلکہ المومنون سے مراد صحابہ کرام لئے لہٰذا خطاب ہویا نہ ہو لفظ ایمان والے اور مومن ان تمام الفاظ میں صحابہ ہی داخل مانے۔

گر ہمیں مکتب وہمیں ملا

کار طفلاں تمام خواہد شد

ان ہی دیو بندیوں کے لئے علامہ اقبال فرماتے ہیں ۔ شعر

احکام ترے حق ہیں مگر اپنے مفسر

تاویل سے کر سکتے ہیں قرآن کو پاژند

مگر تاویل شاں در حیرت انداخت

خدا وجبرئیل و مصطفےٰ را

مسلمانو ! خیال رکھو کہ حرام وشرک وکفر تو بڑی سخت چیزیں ہیں۔ صرف کراہت تنزیہی کے لئے بھی دلیل شرعی کی ضرورت ہے کسی چیز کو بغیر دلیل مکروہ تنزیہی بھی نہیں کہہ سکتے۔ یہ قاعدہ خود وہابیوں کے پیشوا بھی مانتے ہیں۔ چنانچہ دیو بندیوں کے پیشوا مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی اپنے فتاوے رشیدیہ جلد دوم ۱۱۶ میں فرماتے ہیں۔

مگر کراہت تنزیہی کے واسطے دوسری دلیل اثبات کراہت کی حاجت ہوتی ہے

فرمائیے سرفراز صاحب آپ تو بغیر کسی دلیل کے حرام وشرک بھی کہہ دیتے ہیں مگر آپ کے پیشوا مولوی رشید احمد صاحب کراہت تنزیہی کے لئے بھی خاص دلیل

Marfat.com

ضروری مانتے ہیں۔ اباحت واستحباب کے لئے کسی خاص دلیل کی ضرورت نہیں صرف صالحین مسلمان جس کام کو اچھا جانیں وہ مستحب ہے۔

بدعت

حضرات دیوبند کے مذہب کا مدار صرف دو چیزوں پر ہے ایک شرک دوسرا بدعت شرک وبدعت کا وظیفہ یہ لوگ ایسا جپتے ہیں کہ پناہ بخدا مگر آج تک یہ لوگ معین نہ کرسکے کہ شرک کیا چیز ہے اور بدعت کیا ان کی تعریفوں میں انہوں نے ایسے غوطے کھائے ہیں کہ حیرت ہوتی ہے۔ سرفراز صاحب نے بھی اپنی کتاب راہ سنت میں اس پر بہت زور دیا ہے چنانچہ انہوں نے صفحہ ۶۷ سے صفحہ ۱۴۰ تک کے اوراق اس کے لئے سیاہ فرمائے ہیں مگر پھر بھی کچھ بنا نہ سکے پہلے تو یہ حضرات کہتے تھے کہ جو کام حضور انور ﷺ کے زمانے کے بعد ایجاد ہو وہ بدعت ہے اور ہر بدعت حرام جب ان سے کہا گیا کہ جمع قرآن اور قرآن مجید میں اعراب یعنی زیر زبر زمانہ نبوی کے بعد کی ایجادات ہیں تو فرمانے لگے کہ تین زمانہ یعنی زمانہ صحابہ زمانہ تابعین وتبع تابعین کے بعد جو شے ایجاد ہو وہ بدعت ہے حالانکہ کسی حدیث یا فرمان صحابہ سے یہ ثابت نہیں کہ ان تین زمانہ کی ہر ایجاد سنت ہے اور بعد کی ہر ایجاد بدعت ہے۔ صرف یاروں کی رائے ہے مگر جب پھر عرض کیا گیا کہ موٹر۔ ریل۔ ہوائی جہاز کی سواریاں بہت بعد کی ایجادات ہیں۔ فرماؤ ان کا استعمال حرام ہے یا حلال تو بولے نہیں صاحب جو کام ان تین زمانوں کے بعد ایجاد ہوں اور دینی کام ہوں دنیاوی نہ ہوں وہ بدعت ہیں۔ اس پر ہمارے سرفراز صاحب نے بہت زور دیا ہے اب عرض ہے کہ دینی مدارس کے نصاب مشائخ کے ایجاد کردہ اعمال جیسے پاس انفاس سلطان الاذکار یا مذہب حنفی۔ شافعی یا طریقت کے سلسلے قادری چشتی۔ نقشبندی بدعت ہیں یا نہیں یہ تو ان تین زمانوں کے بہت بعد کی ایجادات ہیں اور آپ تمام حضرات ان پر کاربند فرماؤ اگر بدعت ہیں تو حرام ہونے چاہئیں تو لگے بغلیں جھانکنے۔ حتی کہ ان کی مشہور کتاب ارواح ثلثہ میں تو لکھ دیا گیا کہ احداث فی الدین اور ہے احداث للدین کچھ اور احداث فی الدین حرام ہیں اور احداث للدین حلال لگے فی الدین اور للدین کا فرق نکالنے ہم اپنے رب کے بھروسہ پر پھر اعلان کرتے ہیں کہ یار لوگ چاہے ہزار ہا قیدیں اپنے گھر سے لگائیں۔ مگر

Marfat.com

ان سے بدعت کی جامع مانع تعریف نہ ہو سکی ہے نہ ہوسکے گی سارے دیو بندی گنگوہی جنگلی کو ہی کو اعلان عام ہے کہ بدعت کی ایسی تعریف فرماویں۔ جس کی زد میں میلاد شریف گیارہویں تو آجاوے مگر مدرسہ دیو بندیہ کا نصاب تعلیم رمضان کی تعطیل دستار بندی' درست رہے ختم قرآن حرام ہو ختم بخاری جائز انشاء اللہ نہ ہو سکی ہے نہ ہو سکے گی ہے کوئی ماں کا لال دیو بندی جو شرک وبدعت کی جامع مانع تعریف کردے۔ ہمیشہ غوطے ہی کھائیں گے۔ یہ ہے مذہب کی بے اصولی ہم بدعت کے متعلق کتاب جاء الحق حصہ اول کا ایک مضمون نقل کئے دیتے ہیں۔ ناظرین بلکہ خود مولوی سرفراز صاحب فیصلہ فرمادیں کہ کیا وہ اس کا شافی جواب دے سکے ہیں ملاحظہ فرماؤ۔

جاء الحق کی عبارت

آؤ ہم آپ کو دکھائیں کہ اسلام کی کوئی عبادت بدعت حسنہ سے خالی نہیں

ایمان مسلمانوں کے بچہ بچہ کو ایمان مجمل ایمان مفصل یاد کرایا جاتا ہے ایمان کی یہ دو قسمیں اور ان کے یہ دو نام بدعت ہیں قرون ثلثہ میں ان کا پتہ نہیں

کلمہ ہر مسلمان چھ کلمے یاد کرتا ہے یہ چھ کلمے ان کی تعداد ان کی یہ ترتیب بدعت ہے جس کا قرون ثلثہ میں پتہ نہ تھا۔

قرآن مجید قرآن شریف کے تیس پارے بنانا اس میں رکوع واعراب لگانا اس پر سنہری روپہلی جلدیں تیار کرنا اسے بلاک وغیرہ پر چھاپنا یہ سب کچھ بدعت ہے قرون ثلثہ میں اس کا پتہ نہیں۔

حدیث شریف احادیث کو کتابی شکل میں جمع کرنا حدیث کی اسنادیں بیان کرنا اسناد پر جرح کرنا حدیث کی قسمیں بنانا۔ صحیح ضعیف مفصل مدلس وغیرہ۔ پھر ان قسموں کی ترتیب کہ اول نمبر حدیث صحیح ہے دوم نمبر حسن۔ سوم نمبر ضعیف۔ پھر ان کے احکام مقرر کرنا کہ حلال وحرام چیزیں حدیث صحیح سے ثابت ہونگی اور فضائل اعمال میں حدیث ضعیف بھی کافی ہے غرض کہ سارا فن حدیث بدعت ہے جس کا ثبوت قرون ثلثہ میں نہیں۔

اصول حدیث یہ فن از اول تا آخر بدعت ہے اس کا تو نام بھی بدعت ہے اس کے تمام قواعد بدعت۔

Marfat.com

فقہ اس پر آج دین کا دار ومدار ہے مگر از اول تا آخر یہ بھی بدعت ہے جس کا قرون ثلثہ میں نام ونشان نہیں۔

اصول فقہ و علم کلام یہ علوم بھی بدعت ہیں ان کے تمام قواعد وضوابط سب بدعت کہ قرون ثلثہ میں ان کا پتہ نہ تھا۔

نماز نماز کی نیت زبان سے کرنا بدعت ہے پھر امامت پر تنخواہ مقرر کرنا غالیچہ وقالین کے مصلوں پر نماز پڑھنا جس پر حرمین طیبین کے نقشے ہوں بدعت ہے اسی طرح گھڑی کے اوقات گھنٹہ ومنٹ سے نماز و جماعت ادا کرنا بدعت ہے۔

روزہ افطار روزہ کے وقت زبان سے دعا کرنا اللھم لک صمت الخ اور سحری کے وقت زبان سے دعا کرنا اللھم بالصوم لک غدنویت پھر اعلیٰ درجے کے پراٹھوں شربت چائے سے روزہ افطار کرنا بدعت ہے۔

زکواۃ زکواۃ میں سکہ رائج الوقت تصویر دار نکالنا بدعت ہے یہ مروجہ سکے قرون ثلثہ میں نہ تھے۔

حج ریل گاڑی۔ لاری۔ موٹر۔ ہوائی جہاز کے ذریعہ سفرحج کرنا پھر عرفات ومنیٰ میں بسوں پر جانا بدعت ہے کہ ان تین زمانوں میں نہ یہ سواریاں تھیں۔ نہ ان کے ذریعہ حج وعمرہ ہوتا تھا۔

طریقت طریقت کے سارے مشاغل اور تصوف کے سارے اعمال بدعت ہیں مراقبے چلے پاس انفاس تصورشیخ وغیرہ۔ ذکر کے اقسام سب بدعت ہیں جن کا ثبوت قرون ثلثہ میں نہیں۔

چار سلسلے شریعت وطریقت کے چار سلسلے یعنی۔ حنفی۔ شافعی مالکی حنبلی۔ یونہی قادری۔ چشتی۔ نقشبندی سہروردی یہ سب بدعت ہیں کوئی صحابی حنفی شافعی یا قادری نقشبندی نہ تھے۔

جہاد موجودہ زمانہ میں جنگی اسلحہ وہ وہ ایجاد ہو چکا ہے جس کا خیر القرون میں پتہ نہ تھا۔ بم۔ راکٹ۔ ہوائی جہاز وغیرہ ان سے جہاد کرنا بدعت ہے

دنیاوی چیزیں آج کل دنیا میں وہ چیزیں ایجاد ہو چکی ہیں جن کا خیر القرون میں نام نہ تھا۔ خط۔ لفافے۔ تار۔ ٹیلی فون۔ ریل۔ موٹر۔ ہوائی جہاز وغیرہ ایجادات اور دوسری

Marfat.com

چیزیں جنہیں تمام دنیا استعمال کرتی ہے اور دیو بندی حضرات ان کے ذریعہ عبادات بھی ادا کرتے ہیں۔ برقی پریسوں میں دینی کتب چھپواتے ہیں ڈاک خانہ سے دینی کتب کا ترسل کرتے ہیں ذرا مہربانی فرماکر سرفراز صاحب ان چیزوں کا ثبوت دیں۔ ان کے متعلق احادیث پیش فرماویں کہ یہ چیزیں قرون ثلثہ میں تھیں۔ سرفراز صاحب آپ کو قسم ہے کہ اپنے سارے اگلے پچھلے زندہ مردہ پیشواؤں کو جمع فرماکر ان مذکورہ چیزوں کا ثبوت خیر القرون سے کرا دیں۔ یہ تو آپ سے کیا ہوسکے گا۔ صرف مدرسہ دیو بند کا نصاب تعلیم۔ ایام تعطیل۔ مولویوں کی تنخواہیں اور دورہ ختم کرنے پر دستار بندی کا ثبوت صحاح ستہ یا کسی حدیث سے پیش فرماویں۔ وادعوشھداء کم ان کنتم صادقین اور اگر ثبوت پیش نہ کرسکیں تو ان سب چیزوں کو اس طرح حرام وشرک کہیں جیسے آپ میلاد شریف وعرس بزرگان کو حرام وشرک کہتے ہو۔ ثبوت دو۔ ثبوت دو۔ ثبوت دو۔ ورنہ توبہ تحریر کرو۔ حضرت آپ کا وجود نا مسعود بھی بدعت ہے اور آپ سراپا چلتے پھرتے بولتے بدعت ہیں کیونکہ بقول خود آپ بے دین نہیں بلکہ دیندار ہیں اور قرون ثلثہ میں موجود نہ تھے آپ دینی چیز بھی ہوئے اور بعد کی پیداوار بھی لہٰذا آپ مجسم بدعت ہیں۔

عجیب لطیفہ

ایک دیو بندی مولوی کسی جگہ نکاح پڑھانے گئے۔ دولہا کے سر پر پھولوں کا سہرا تھا۔ فوراً" فتوی ٹھونک دیا کہ یہ حرام ہے سہرے کا ثبوت خیر القرون میں نہیں نہ کسی کتاب میں ہے چنانچہ سہرا اتار دیا گیا۔ جب نکاح سے فارغ ہوئے تو دولہا کے والد نے مولوی صاحب کو دس روپیہ کا نوٹ نکاح پڑھائی دیا مولوی صاحب نوٹ جیب میں رکھ رہے تھے کو دولہانے ہاتھ پکڑ لیا۔ بولا کہ مولوی صاحب نکاح پڑھا کر دس روپیہ کا نوٹ لینا بدعت ہے خیر القرون میں نہ تھا۔ نہ کسی کتاب سے ثبوت ہے اب مولوی صاحب کی سانس پھول گئی کہ آئی ہوئی نقدی چلدی بولے یہ تو خوشی کی چیز ہے لوگ خوشی سے دیتے ہیں دولہا بولا کہ سہرا بھی خوشی کی چیز ہے لوگ خوشی میں باندھتے ہیں۔ یہ ماتم کے لئے نہیں باندھا جاتا آخر کار مولوی صاحب کے ہاتھوں سہرا بندھوایا گیا۔ تب خیریت سے نوٹ جیب میں پہنچا۔ یہ ہے دیوبندیوں کے شرک وبدعت کی قیمت کہ دس روپیہ میں بدعت سنت بن جاتی ہے ہم کو یقین ہے کہ مولوی سرفراز صاحب بھی نکاح پڑھا کر

Marfat.com

رقم لیتے ہونگے ذرا مہربانی فرما کر اس رقم کا ثبوت خیر القرون سے دیں۔ دیو بندیوں کے ہم مذہب نجدی آج ان حجاج سے سوا روپیہ روزانہ فیس لیتے ہیں۔ جو مدینہ منورہ میں آٹھ دن سے زیادہ ٹھہریں۔ کیا اس فیس کا ثبوت مولوی سرفراز صاحب خیر القرون سے دے سکتے ہیں۔ کہ حضرات صحابہ کرام ؓ نے زائرین مدینہ سے سوا روپیہ روز صرف مدینہ منورہ میں زیادہ ٹھہرنے کا بطور ٹیکس لیا ہو۔ اگر نہیں کرسکتے تو کیا کبھی مولوی صاحب نے اس بدعت کے خلاف قلم اٹھایا ہرگز نہیں یہ تو اپنے گھر کا معاملہ ہے قلم کیسے اٹھائے۔ اب تمام دیوبندیوں کی خیریت اسی میں ہے کہ اپنے اس بے اصولے مذہب سے توبہ کر کے بدعت کی تقسیم مان لیں کہ بعض بدعتیں حسنہ ہوتی ہیں بعض سیئہ حسنہ جائز بلکہ واجب بھی ہوتی ہیں سیئہ ممنوع بلکہ کبھی حرام کبھی کفر بھی بدعت کے متعلق پوری بحث کتاب جاء الحق حصہ اول میں ملاحظہ فرماؤ جسے دیکھ کر بہت سے دیو بندی مسلمان ہوگئے۔ مولوی صاحب نے راہ سنت میں وہ ہی اعتراضات کئے ہیں جن کے جوابات جاء الحق میں تفصیل سے دیدیئے ہیں۔ مولوی صاحب نے راہ سنت کے صفحہ ۹۰ پر ارشاد فرمایا ہے اتباع جیسے فعل وقول میں ہوتی ہے ویسے ہی ترک میں بھی لہٰذا جو کام قرون ثلٰثہ میں نہ کئے گئے ہوں ان کا نہ کرنا ضروری ہے مولوی صاحب نے عدم فعل اور ترک فعل میں فرق ہی نہ کیا عدم فعل عدم محض ہے اور ترک فعل عدم ثابت واقعی ترک فعل میں اتباع ہے عدم فعل میں اتباع نہیں۔ چھوڑ دینا اور ہے نہ کرنا اور اگر نہ کرنا بھی عبادت ہو تو لازم آئے گا کہ ہم کو ہر وقت کروڑوں عبادتوں کا ثواب ملا کرے کہ ہم ہر آن کروڑوں گناہ نہیں کرتے بلکہ لازم آئے گا کہ شرابی شراب پیتے وقت بھی شراب کا تو گنہگار ہو مگر اس وقت زنا نہ کرنے چوری نہ کرنے کا ثواب پاتا رہے۔ بزرگوں کا کلام سمجھنے کے لئے علم وایمان دونوں کی ضرورت ہے جس چیز کی سخت ضرورت ہو اور حضور ﷺ کو وہ مرغوب بھی ہو۔ پھر کبھی نہ کریں یہ ہے ترک۔ اس کا چھوڑنا ضروری ہے جیسے فجر طلوع ہونے کے بعد سوائے سنت فجر اور کوئی نفل حضور نے کبھی نہ پڑھے حالانکہ حضور کو نوافل مرغوب ہیں۔ تو ہم کو بھی نہ پڑھنا چاہئے۔ چنانچہ عنایہ شرح ہدایہ میں ویکرہ النفل بعد طلوع الفجر کے ماتحت ہے یعنی ان الترک مع الحرص علی احراز فضیلۃ النفل دلیل الکراہۃ نیز صحابہ کرام نے بہت ملک فتح کئے جن میں زبانیں فارسی رومی وغیرہ تھیں۔

Marfat.com

ہاں کے لوگ عربی نہ سمجھتے تھے۔ مگر کسی صحابی نے اذان۔ نماز غیر عربی میں ادا نہ کی
ضرورت کے باوجود عربی زبان نہ چھوڑی اس سے معلوم ہوا کہ اذان و نماز غیر عربی میں
جائز نہیں یہ ترک دلیل کراہت ہے۔ خلاصہ یہ ہے کہ ضرورت کے ہوتے ہوئے کبھی
نہ کرنا دلیل کراہت ہے یوں ہی نہ کرنا دلیل کراہت نہیں ورنہ مصیبت آجائے گی
مدرسہ دیو بند کا ختم بخاری بھی ختم ہو جائے گا اور اس کی اجرت بھی ختم ہوجاوے گی
ترک زنا پر ثواب ہے جبکہ اس کے اسباب جمع ہوں نہ کہ عدم زنا پر مولوی سرفراز
صاحب نے راہ سنت کے صفحہ ۹۴ پرجو یہ حوالہ در مختار فتاوی عجیب فتاوی ابراہیم شامی
شرح اوراد سے نقل فرمایا کہ ماہ رمضان میں ختم قرآن کے موقعہ پر دعا مانگنا مکروہ مگر یہ
نہ بتایا کہ یہ مسئلہ ان کتب کے کس باب میں ہے سوا درمختار کے اور باقی جو کتب بیان
فرمائیں وہ سب مجہول ہیں نہ خبر کہ ان کے مصنف کون ہیں کس عقیدے کے ہیں اور
درمختار ہم نے بہت تلاش کی یہ مسئلہ کہیں نہ ملا اولا تو یہ مسئلہ وہاں ہے نہیں اگر ہے
تو اس کے آگے کچھ وجہ یا تردید ضرور ہوگی مولوی صاحب نے اس قسم کی خیانت بہت
کی ہے کہ ناقص عبارات نقل فرمائیں آگے وہاں ہی اس کی تردید موجود ہے مگروہ نقل
نہ کی سرفراز خاں صاحب درمختار کا باب فصل نقل فرماویں جہاں یہ مسئلہ موجود ہو جاء
الحق حصہ اول میں بحوالہ تفسیر روح البیان اور کتاب الاذکار مصنفہ امام نووی سے نقل
کیا گیا ہے کہ ختم قرآن کے وقت جو دعا مانگی جاوے اس پر چار ہزار فرشتے آمین کہتے
ہیں اور اگر ختم قرآن ماہ رمضان میں ہو تو سبحان اللہ کہ قرآن کے ساتھ رمضان کی
برکتیں بھی شامل ہونگی تمام علماء و صلحاء اولیا ان موقعوں پر دعائیں مانگتے ہیں عمل امت
بھی بہت قوی دلیل ہوتی ہے اور در مختار ورد المحتار نے تو دفن میت کی بحث میں
ایصال ثواب پر مستقل بحث کی ہے کہ سورہ فاتحہ اور فلاں فلاں سورت پڑھ کر کہے کہ
الٰہی ان آیات کا ثواب فلاں کو عطا فرما وغیرہ مگر مولوی صاحب کو یہ عبارات نظر نہ
آئیں۔ مولوی صاحب فرماویں کہ ختم قرآن پر دعا کرنا اس لئے منع ہے کہ حضرات
صحابہ کرام سے ثابت نہیں تو ختم بخاری کرانا اور اس ختم پر دعا کرنا کیوں جائز ہے یہ
ختم بخاری صحابہ کرام سے کب ثابت ہے۔ مدرسہ دیو بند میں یہ رواج کیوں ہے اور
فتاوی رشیدیہ میں اس کا حکم کیوں دیا گیا۔ مولوی صاحب نے راہ سنت کے صفحہ ۹۳ پر
فرمایا کہ عید کے دن نماز عید سے پہلے نوافل نہ پڑھے۔ کیوں؟ اس لئے کہ حضور ﷺ

Marfat.com

اور صحابہ کرام نے نہ پڑھے۔ نتیجہ نکالا کہ جو کام وہ حضرات نہ کریں وہ ممنوع ہوتا ہے۔ اس پر ہدایہ کی عبارت نقل فرمائی۔ مگر ہدایہ کی اس عبارت میں حاشیہ پر جو عنایہ نے حاشیہ لکھا وہ نہ پڑھا۔ وہاں یوں ہے۔

وقد ورد النهی والانکار فی ذالک والانکار فی ذالک عن الصحابة کثیر روی عن ابن مسعود وحذیفة انهما قاما نهيا الناس عن الصلواة قبل الامام یوم الفطر

اس بارے میں صحابہ کرام سے انکار و ممانعت بہت ثابت ہے چنانچہ حضرت عبد اللہ ابن مسعود اور حضرت حزیفہ سے ثابت ہے کہ وہ دونوں حضرات کھڑے ہوئے اور لوگوں کو عید الفطر کے دن امام سے پہلے نفل پڑھنے سے منع فرمایا۔

اس سے معلوم ہوا کہ نماز عید سے پہلے نفل کی کراہت عدم فعل کی وجہ سے نہیں بلکہ ترک اور انکار کی وجہ سے ہے ترک اور چیز ہے انکار دوسری چیز عدم فعل دلیل کراہت نہیں ترک فعل دلیل کراہت ہوسکتی ہے۔ فرمایئے اگر کوئی شخص عام حالات میں نماز اشراق وچاشت کے درمیان کوئی نوافل پڑھے۔ رضا الہی کے لئے کیا اسے منع کیاجاوے گا۔ ہرگز نہیں اس ہی راہ سنت کے صفحہ ۹۳ پر ارشاد فرماتے ہیں کہ نماز رغائب جو رجب میں پڑھی جاتی ہے صرف اس لئے ممنوع ہے کہ حضور ﷺ و صحابہ سے ثابت نہیں یہاں بھی مولوی صاحب نے سخت خیانت سے کام لیا نماز رغائب کو فقہاء منع نہیں کرتے۔ بلکہ ان نوافل کو باقاعدہ اہتمام کے ساتھ باجماعت پڑھنے کو ممنوع کہتے ہیں کیونکہ نوافل کے لئے جماعت کا اہتمام ممنوع ہے اس لئے مولوی صاحب نے ممانعت کی عبارت نقل نہ کی بلکہ دلیل نقل فرمائی۔ یہ ہے مجرمانہ خیانت ہم سے اصل عبارت سنئے ردالمحتار بحث نوافل میں احیاء لیلتہ العیدین کے ماتحت فرماتے ہیں۔

Marfat.com

ومن ھمھنا یعلم کراہة الاجتماع علے صلواۃ فی الرغائب اللتی تفعل فی رجب فی اول جمعة منه وانه بدعة وما یحتاله اہل الروم من نذر ھالتخرج من النفل والکراہة فباطل

یہاں سے پتہ لگا کہ نماز رغائب جو رجب کے پہلے جمعہ کو پڑھی جاتی ہے۔ اس کے لئے مجمع کرنا بدعت ہے اور رومی لوگ جو اس کی جماعت کا حیلہ یہ کرتے ہیں کہ اسکی نذر مان لیتے ہیں تاکہ نفل وکراہیت سے بچ جاوے باطل ہے۔

کہیئے کچھ آنکھیں کھلیں دھوکہ دینا بڑی بری بات ہے۔ فقہاء عیدین کی راتوں میں جاگنے نوافل پڑھنے کو منع نہیں کرتے۔ اسی طرح رجبی نماز یعنی نماز رغائب کو کیوں منع فرمائیں۔ ان نوافل کی جماعت کو ممنوع قرار دیتے ہیں کیونکہ سوائے خاص نوافل کے باقی نوافل کے لئے جماعت کا اہتمام مکروہ ہے حتی کہ نماز تہجد بھی باجماعت ادا نہ کرے۔

بڑا بھاری فریب

مولوی صاحب نے عالمگیری کی ایک عبارت راہ سنت کے صفحہ ۹۴ پر نقل کی۔

قراۃ الکافرون الی الاخرمع الجمع مکروہة لانھا بدعة لم ینقل ذالک عن الصحابة والتابعین

سورہ کافرن سے آخر تک مجمع کے ساتھ پڑھنا مکروہ ہے کیونکہ یہ بدعت ہے صحابہ کرام یا تابعین سے منقول نہیں۔

مولوی صاحب نے امت رسول کو دھوکہ دیا کہ جو عام ختم میں قل یا ایھا الکافرون سے الحمد شریف تک پڑھ کر ایصال ثواب کرتے ہو یہ فقہاء کے نزدیک ممنوع ہے مسلمانو! بولو کیسا دھوکا اور دجل وفریب دیا یہاں لفظ بالجمع کو نظر انداز کر دیا عالمگیری میں فرما یہ رہے ہیں کہ تمام لوگوں کا مل کر بہ آواز بلند یہ سورتیں پڑھنا ممنوع ہے حکم قرآنی کے خلاف ہے یا تو ایک شخص پڑھے دوسرے سنیں یا سب اپنے دل میں پڑھیں رب فرماتا ہے۔

Marfat.com

واذ قرء القرآن فاستمعواله وانصتو لعلكم ترحمون	جب قرآن کی تلاوت کی جاوے تو اسے غور سے سنو اور خاموش رہو تاکہ تم پر رحم ہو۔

ورنہ اسی بحث میں یعنی کتاب الکراہتہ میں صفحہ ۳۱۷ پر ہے۔

قوم یجتمعون ویقرون الفاتحة جھرا دعاء لایمنعون عادة والاولی المخافتة	جو قوم مجمع لگا کر دعا کی نیت سے سورہ فاتحہ بلند آواز سے پڑھے انہیں منع نہ کرو لیکن بہتر ہے آہستہ پڑھنا

معلوم ہوا کہ تلاوت قرآن کا حکم اور ہے دعا بالقرآن کا حکم کچھ اور تلاوت تو آہستہ کی جائے سب لوگ بلند آواز سے نہ پڑھیں۔ مگر دعا بالقرآن یا تعلیم قرآن بلند آواز سے جائز ہے۔ ابھی ہم شامی در مختار کی عبارتیں نقل کر چکے کہ وہ حضرات ایصال ثواب کا طریقہ بتا رہے ہیں کہ فلاں فلاں سورت پڑھے پھر کہے خدایا ان کا ثواب فلاں کو پہنچے۔ مولوی صاحب اس طرح دھوکا بازیوں جھوٹ۔ فریب خیانتوں سے دیو بندیت ثابت نہیں ہوسکتی۔ اس لئے تمہارے یہ فتاوی فنا ہوچکے مسلمانوں میں عام رواج ہے ایصال ثواب کا اور انشاء اللہ رہے گا۔ ہاں تمہارے مرے بعد تمہیں کوئی کچھ پڑھ کر نہ بخشے گا دیکھ لو آج تمہارے بزرگوں کو نہ کوئی ایصال ثواب کرتا ہے نہ کوئی یاد کرتا ہے تم خود مسلمانوں کے ایصال ثواب سے محروم رہو گے۔

ایک اور دھوکہ

راہ سنت میں صفحہ ۱۲۲ پر بیان کیا کہ فتاوی قاضی خان میں ہے کہ ذکر بالجہر حرام ہے اس لئے کہ حضرت عبد اللہ ابن مسعودؓ نے ایک جماعت کو دیکھا کہ وہ مسجد میں جمع ہوکر بہ آواز بلند تسبیح تہلیل اور درود شریف پڑھ رہی ہے تو آپ نے فرمایا کہ یہ چیز زمانہ نبوی میں نہ تھی میں تم کو بدعتی سمجھتا ہوں آپ یہ فرماتے رہے یہاں تک کہ انہیں مسجد سے نکلوا دیا۔ اس حدیث سے مولوی سرفراز صاحب نے نتیجہ یہ نکالا کہ ذکر بالجہر وغیرہ اس لئے حرام ہے کہ یہ بدعت ہے لہٰذا میلاد گیارہویں وغیرہ بھی بدعت ہونے کی وجہ سے حرام ہے۔ یہ ہے مولوی سرفراز صاحب کا تفقہ مگر مولوی صاحب نے یہ خیال نہ فرمایا کہ اس دلیل سے تو ان کا مذہب ہی ختم ہوگیا اولا تو اس لئے کہ دیو بندیوں نجدیوں کے ہاں بدعت وہ کام ہے جو قرون ثلثہ زمانہ نبوی۔ زمانہ صحابہ

Marfat.com

تابعین تبع تابعین کے بعد ایجاد ہو ان زمانوں میں سے کسی زمانہ کی ایجادات بدعت نہیں سنت ہے خیر القرون والی حدیث ان کی دلیل ہے جبکہ یہ ذکر بالجہر زمانہ صحابہ میں ہو رہا ہے اور ذکر کرنے والے حضرات صحابہ و تابعین ہیں تو یہ کام بدعت کیونکر ہوا یہ تو سنت صحابہ یا سنت تابعین ہونا چاہئے دوسرے اس لئے کہ جب ذکر بالجہر اور درود شریف مسجدوں میں حرام ہوا تو مسجدوں میں دیو بندیوں کے دینی یا سیاسی جلسے ان جلسوں مین فلاں صاحب زندہ باد کے نعرے لاؤڈ سپیکر پر امامت نماز اور عین فجر کے وقت مسجدوں میں لاوڈسپیکر پر درس قرآن جس کی آواز دو دو میل پہنچے اور تمام شہر کی نمازیں برباد ہوں کہ ہر جگہ نمازیں ہو رہی ہیں مگر دیو بندیوں کی مسجد سے لاؤڈ سپیکر پر درس کے بہانہ شرک اور کفر تقسیم ہو رہا ہے۔ یہ کیونکر جائز ہوا کیا یہ کام کرتے وقت دیو بندی نجدی حضرت ابن مسعود کا یہ قول بھول جاتے ہیں۔ تیسرے اس لئے کہ جاء الحق حصہ اول میں مسلم وبخاری شریف کی احادیث سے ثابت کیا گیا ہے کہ نماز کے بعد ذکر بالجہر زمانہ نبوی و زمانہ صحابہ میں عام مروج تھا۔ نمازوں کے بعد خود حضور انور ﷺ اور تمام صحابہ اتنی اونچی آواز سے ذکر اللہ کرتے تھے۔ کہ تمام محلہ گونج جاتا تھا۔ گھروں کی عورتیں بچے سمجھ جاتے تھے کہ جماعت نماز ختم ہوگئی تو کیا حضرت ابن مسعودؓ کو یہ واقعات بالکل معلوم نہ ہوئے جو آپ نے اس ذکر کو بدعت فرما کر ذاکرین کو مسجد سے نکلوا دیا مولوی صاحب کار خیر کو روکنے کے شوق میں اندھا دھند احادیث پیش نہ کیا کرو۔ آپ نے اپنے باطل زعم میں انکار کی حدیث کو تو بسرو چشم قبول کر لیا ثبوت کی حدیث سے آنکھیں کیوں بند کرلیں اب اپنی پیش کردہ حدیث حضرت ابن مسعود کا جواب سنو یہ جواب میں نہیں دیتا بلکہ علامہ شامی دیتے ہیں علامہ شامی فرماتے ہیں۔

واما رفع الصوت بالذکر فجائزکما فی الاذان والخطبة والجمعة والحج وقد حرر المسئلة فی الخیریة وحمل مافی فتاوی قاضی خاں علی الجهر المضر	اونچی آواز سے ذکر بالکل جائز ہے جیسا کہ اذان وخطبہ وجمعہ وحج میں ہوتا ہے۔ اور یہ مسئلہ فتاوی خیریہ میں صاف کردیا گیا ہے اور فتاوی قاضی خان میں جو ممانعت ہے وہ نقصان دہ جہر پر محمول ہے۔

لیجئے مسئلہ واضح ہوگیا کہ وہ ذکر بالجہر ممنوع ہے جس سے باجماعت نمازیوں کو تکلیف ہو کہ جماعت اولی ہو رہی ہے اور یہ شخص ذکر بالجہر کر رہا ہے۔ جس سے

Marfat.com

لوگوں کی نمازوں میں خلل پڑتا ہے جیسے آج کل نجدی دیوبندیوں کے فجر کے وقت کے لاؤڈ سپیکر پر درس جو تمام شہر کے نمازیوں کی نماز خراب کرتے ہیں یہ ہی حضرت ابن مسعود کی مراد ہے اور آپ نے اسی جہر سے منع فرمایا۔ یہ ہی برا ہے اس قسم کے جہر کو ہم بھی ممنوع کہتے ہیں جیسے کہ جاء الحق میں اس کی تصریح ہے فرماؤ مولوی صاحب آنکھیں کھلیں کیوں مسلمانوں کو دھوکا دیتے ہو۔ خیال رہے کہ حضور ﷺ کے زمانہ کی ایجادات کو بدعت نہیں کہا جاتا۔ کیونکہ وہ زمانہ بدعت کا نہیں اچھی ایجادات کو سنت کہا جاویگا بری ایجادات بری ہیں۔ مگر بدعت نہیں دیکھو۔ مسجد ضرار کعبہ یمانیہ مسیلمہ کذاب کا دعوی نبوت یہ چیزیں حضور کے زمانہ میں ایجاد ہوئیں۔ اگرچہ بری تھیں۔ حضور نے انہیں مٹا دیا مگر انہیں بدعت سئیہ نہ فرمایا۔ اسی طرح اگر زمانہ صحابہ کی ایجادات سنت ہوتیں بدعت نہ ہوتیں تو حضرت ابن مسعود اسے بدعت کبھی نہ فرماتے۔ اس بدعت فرمانے سے دیو بندی مذہب کا بیڑا غرق ہوگیا۔ جیسے زمانہ صحابہ کی بری ایجاد بدعت سیہ ہے ایسے ہی اس زمانہ کی اچھی ایجادات بدعت حسنہ ہیں یہ تقسیم کی بہترین دلیل ہے مولوی سرفراز صاحب مع اپنے نجدی کنبہ کے اس کا جواب دیں انشاء اللہ تا قیامت نہ دے سکیں گے۔

ایک اور فریب

راہ سنت میں مولوی سرفراز صاحب نے ایک روایت نقل کی کہ حضرت علیؓ نے کسی کو عید کے دن نماز عید سے پہلے نفل پڑھتے دیکھا تو اسے منع فرمایا۔ اس شخص نے عرض کیا کہ اللہ تعالیٰ نماز پر عذاب نہیں دیتا۔ تو آپ نے فرمایا کہ جو کام حضور ﷺ نے نہ کیا ہو اللہ اس پر ثواب نہیں دیتا تیری نماز عبث ہے اور عبث کام حرام تو نے نبی ﷺ کی مخالفت کی۔ اس روایت سے مولوی صاحب نے یہ ثابت کیاجو کام حضور انور ﷺ نے نہ کیا ہو وہ حرام ہے کہ بدعت ہے لہٰذا میلاد و فاتحہ وغیرہ بدعت ہے مولوی صاحب نے یہ خیال نہ فرمایا کہ اس حدیث نے ان کا مذہب ختم کر دیا کیونکہ ان کے ہاں بدعت وہ ہے جو خیر القرون یعنی زمانہ صحابہ تابعین و طبع تابعین کے بعد ایجاد ہو اور اس حدیث سے معلوم ہو رہا ہے کہ جو کام حضور ﷺ کے بعد کیا جاوے وہ بھی بدعت ہے اس سے تو ان کے مذہب کی عمارت ہی منہدم ہوگئی کہ ایجادات صحابہ سب بدعت ہوگئیں جس کام کو انہوں نے بغیر انکار کیا وہ بدعت حسنہ ہے اور جس پر

Marfat.com

انہوں نے انکار کر دیا وہ بدعت سیئہ ہے فقہا نماز عید سے پہلے نوافل کو مکروہ کہتے ہیں وجہ ظاہر ہے کہ حضرات صحابہ نے اس کو منع فرمایا ممانعت دلیل کراہت ہے لہٰذا یہ حدیث ہماری دلیل ہے نہ کہ ان دیوبندیوں کی

میلاد شریف

جاء الحق حصہ اول میں میلاد شریف کے استحباب پر بہت قوی دلائل قائم کئے گئے اور ثابت کیا گیا کہ اصل میلاد شریف سنت الہیہ سنت ملائکہ سنت انبیاء سنت رسول اللہ ﷺ سنت صحابہ اور سنت عام مومنین ہے مگر مولوی سرفراز صاحب اس سے بہت چڑتے ہیں خود لاکھوں بدعتیں کرتے ہیں مگر اسے بدعت کہہ کر حرام قرار دیتے ہیں۔ آپ فرماتے ہیں کہ میلاد شریف کا موجد ایک بادشاہ مظفر الدین کو کری اربل والا تھا جو بڑا مسرف اور بے دین تھا۔ ہاں مولوی صاحب اس کی بڑی بے دینی یہ تھی کہ حضور انور ﷺ کے احترام پر مال خرچ کرکے لوگوں کو حضور کے صفات عالیہ سنواتا تھا۔ بھلا حضور ﷺ کا نعت گو اور نعت خواں آپکے ہاں کیونکر گردن زدنی مجرم نہ ہو ہاں آپ کے ہاں محمد ابن عبد الوہاب نجدی بڑا بزرگ وپیشوا ہے جس نے ہزار ہا اہل حرمین کو بلا قصور تہ تیغ کر ڈالا۔ آپ لوگ اس کی بہت تعریفیں کرتے ہیں کیوں نہ کریں وہ دشمن رسول جو تھا جس کو حضور سے عداوت ہو وہ آپ کی آنکھ کا تارا ہے۔

نوریاں مرنوریاں را طالب اند　　　ناریاں مرناریاں راجاذب اند

جناب اگر شاہ اربل مسرف بھی ہو تب بھی اس کا یہ عمل بہت اچھا تھا فرعون کافر تھا مگر اس کی ایجاد کردہ پختہ اینٹ اچھی ہے جس سے آج مساجد مدارس تعمیر ہو رہے ہیں حجاج ابن یوسف اگرچہ ظالم وجابر فاسق وفاجر تھا۔ مگر اس کا بنایا ہوا کعبہ معظمہ اچھا تھا اور اس کے لگائے ہوئے اعراب قرآن اچھے ہیں موجد کے برے ہونے سے ایجادات کا برا ہونا لازم نہیں خصوصا جبکہ میلاد شریف کو عامتہ المسلمین علما فقہاء صوفیاء بہت بابرکت سمجھتے ہیں اور ایک مدت تک آپ کے مولوی اشرف علی صاحب بھی کانپور میں اسے کرتے رہے اور آپ تمام دیوبندیوں کے پیشوا حاجی امداد اللہ صاحب بھی اسے کرتے رہے۔ اسے متبرک جانتے رہے اسّ لطف وبرکت حاصل کرتے رہے۔ اور شاہ ولی اللہ وشاہ عبد العزیز صاحبان بھی اسے اچھا سمجھ کر اس پر عامل

Marfat.com

رہے۔ دیکھئے ہمارے مولوی سرفراز صاحب ان بزرگوں پر کیا فتویٰ جڑتے ہیں یا کہ یہ شرک و کفر و بدعت کی شرینی ہمارے لئے ہی ہے یا اپنے لوگوں پر بھی یہ مہربانی فرماتے ہیں

زیارت قبور

مولوی سرفراز صاحب راہ سنت کے صفحہ ۱۶۲ پر بحوالہ شاہ ولی اللہ صاحب تحریر فرماتے ہیں کہ جو شخص خواجہ اجمیری چشتی کہ قبر پر یا سالار مسعود غازی کی قبر یا ان کی مانند کسی اور قبر پر اس لئے گیا کہ وہاں دعا کرے گا اور اس کی دعا وہاں قبول ہوگی تو اس نے ایسا گناہ کیا جو گناہ قتل اور زنا سے بھی بدترین گناہ ہے۔ مسلمانوں غور کرو کہ دیو بندی فرقے کے نزدیک کسی بزرگ کے مزار پر حاضر ہو کر ان کے توسل سے خدا تعالیٰ سے دعا کرنا بھی قتل و زنا سے زیادہ گناہ ہے اب ہم بتاتے ہیں کہ مولوی سرفراز صاحب کے فتوے کی زد میں کون کون آتے ہیں اس فتوے نے تو قرآن مجید و احادیث صحیح پر ایسی کاری چوٹ ماری کہ غضب ہی ہوگیا۔ قرآن کریم فرماتا ہے۔

ولوانهم اذ ظلموا انفسهم جاء واکٔ فاستغفروالله و استغفر لهم الرسول لوجدو الله توابا رحيما

اگر یہ لوگ جب بھی اپنی جانوں پر ظلم کریں تو تمہارے حضور آجاویں پھر اللہ سے معافی چاہیں اور رسول بھی ان کی سفارش فرماویں تو اللہ تعالیٰ کو توبہ قبول کرنے والا مہربان پائیں گے۔

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ مغفرت کا ذریعہ یہ ہے کہ مجرم اس کے محبوب کے آستانہ پر حاضر ہو کر دعا کرے اور حضور ﷺ اس کی سفارش فرماویں یہ حکم تا قیامت جاری ہے اس لئے فقہا فرماتے ہیں کہ اب بھی زائر روضہ اقدس پر جب حاضر ہو تو یہ آیت کریمہ تلاوت کرے پھر صلوٰۃ وسلام اور عرض و معروض طلب شفاعت وغیرہ کرے اس پر سارے مسلمانوں کا آج بھی عمل ہے مولوی سرفراز کے ہاں تمام حجاج روضہ اقدس پر حاضر ہوتے ہی ظالم قاتل زانی سے بدتر ہوجاتے ہیں رب تعالیٰ فرماتا ہے۔

Marfat.com

ادخلوالباب سجدا وقولوا حطة نغفرلکم خطایاکم وسنزید المحسنین | اے اسرائیلیو! دروازہ شہر میں سجدہ کرتے جاؤ اور کہو معافی دے ہم تمہاری تمام خطائیں بخش دیں گے اور نیکو کاروں کو زیادہ دیں گے۔

بنی اسرائیل کو میدان تیہ سے نکلتے وقت ہدایت دی گئی تھی کہ شہر بیت المقدس میں سجدہ کناں جاؤ اور وہاں توبہ کرو تب معاف کریں گے کیوں اس لئے کہ اس شہر میں قبور انبیاء ہیں مولوی سرفراز صاحب کے فتوے سے رب تعالی نے ان اسرائیلیوں کو ایسی خطا کا حکم دیا جو زنا و قتل سے بدتر ہے ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہؓ سے لوگوں نے بارش نہ ہونے کی شکایت کی تو آپ نے فرمایا میرے حجرے کی یعنی روضہ رسول ﷺ کی چھت کھولدو چھت کھولتے ہی بارش آئی (مشکواۃ شریف باب الکرامات) مولوی سرفراز صاحب کے فتوے سے ام المومنین نے ان حضرات کو ایسے گناہ کا حکم دیا جو قتل وزنا سے بدتر ہے۔ ہم پہلے عرض کرچکے کہ خود دیوبندی فرقہ اپنے مولوی محمد یعقوب نانوتوی کی قبر کی مٹی کو خاک شفا سمجھتا ہے کہ جو ان کی قبر کی مٹی بازو میں باندھتا تھا اسے ملیریا سے شفا ہوجاتی تھی دیکھو دیو بندیوں کی کتاب ارواح ثلثہ فرمایئے مولوی صاحب کیا نانوتہ کے دیو بندی ایسا جرم کرتے تھے۔ جو قتل وزنا سے بدتر ہے مولوی صاحب لاکھ کوشش کرو ہزار فتوے لگاؤ اللہ والوں کی قبور کے میلے مدینہ پاک پر زائرین کی بھیڑ تمہاری کوششوں سے کم نہ ہوگی۔ جب انہیں خدا بڑھائے وہ تمہارے گھٹائے گھٹ سکتے نہیں۔

چراغے راکہ ایزد برفرو زد | کسے کہ تف زند ریشش بسوزد

تم نے تو رب تعالے سے مقابلہ کی ٹھانی ہے۔

عقل ہوتی تو خدا سے نہ لڑائی لیتے | یہ گھٹائیں اسے منظور بڑھانا تیرا

ہاں انشاء اللہ تمہیں مرے بعد کوئی یاد نہ کرے گا نہ تمہاری قبروں پر کوئی فاتحہ پڑھے آج تمہارے مولوی اشرف علی خلیل احمد وغیرہ کو کوئی ایک بار سورہ فاتحہ پڑھ کر بھی نہیں بخشتا عربی مقولہ ہے من حفر لاخیہ وقع فیہ جو دوسروں لئے گڑھا کھودتا ہے خود ہی اس میں گرتا ہے۔ حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جب مجھے

Marfat.com

کوئی حاجت درپیش ہوتی ہے تو میں امام اعظم ابو حنیفہؒ کی قبر انور پر حاضر ہو کر دو رکعت نفل پڑھتا ہوں اور انکی قبر شریف کے پاس اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا ہوں تو میری حاجت بہت جلد پوری ہو جاتی ہے (شامی جلد اول) صفحہ ۵۱) غور کرو کہ امام شافعیؒ قضاء حاجت کی دعا کے لئے فلسطین سے سفر کرکے بغداد شریف حاضر ہوتے ہیں امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے مزار پر انوار پر حاضری دے کر وہاں ہی رب سے دعا کرتے ہیں اور رب تعالے ان کی دعا قبول فرماتا ہے مگر اس زمانہ کے مولوی سرفراز صاحب کے ہاں کسی بزرگ کے مزار پر حاضری دے کر رب تعالے سے دعا کرنا قابل گردن زدنی جرم ہے کیونکہ زنا وقتل سے بدتر ہے کیا مولوی سرفراز صاحب حضرت امام شافعی کو زانی قاتل سے بدتر مجرم قرار دیتے ہیں ذرا ہوش سے جواب دیں۔ مگر مولوی صاحب سے کوئی بعید نہیں کہ وہ حضرت امام شافعی پر بھی فتویٰ جڑ دیں کہ دیوبندیوں کے نزدیک ان کی مٹھی بھر جماعت کے سوا سارے مسلمان مشرک و کافر ہیں ان کے ہاں کفر شرک مولی گاجر سے بھی سستا ہے۔

مسلمانوں کی قبریں ڈھانا

ہمارے خاں صاحب گکھڑوی کو بزرگان دین کے مزارات پختہ اور ان پر قبے بہت ہی برے لگتے ہیں آپ نے اپنی کتاب راہ سنت میں ان کے ڈھادیئے جانے پر بہت ہی زور دیا ہے حتی کہ اس پر صفحہ ۱۷۰ سے صفحہ ۱۸۲ تک صفحات کالے کر ڈالے ہیں اور صفحہ ۱۷۶ پر تو حکم دیا ہے کہ قبروں کے پاس جو مسجدیں تعمیر کردی جاویں۔ ان کا گرا دینا بھی واجب ہے۔ کیونکہ مسجد ضرار بھی آخر مسجد ہی کے نام سے تعمیر کی گئی تھی مگر قرآن پڑھنے والے اس کے حشرے سے آگاہ ہیں یہ ہے فتویٰ ہمارے نجدی مولوی سرفراز صاحب کا اس فتویٰ کا نتیجہ یہ ہے کہ۔

نمبرا روضہ رسول ﷺ کا ڈھا دینا واجب ہے کہ یہ بھی قبر پر قبہ ہے۔

نمبر۲ مسجد نبوی شریف زادہا اللہ شرفا وعظمۃ کا ان کے نزدیک ڈھادینا واجب ہے کہ یہ مسجد بھی قبروں کے پاس ہے یعنی حضور ﷺ حضرت صدیق اکبر واطہر وحضرت فاروق اعظم کے مزار پر انوار کے پاس ہے۔

Marfat.com

نمبر۳ بغداد مقدس اجمیر شریف۔ لاہور۔ پاک پتن۔ کلیر شریف۔ وغیرہ ہم تمام مقامات کے مزارات اور ان مزارات کے پاس کی مساجد ڈھا دینا واجب ہے کہ ان مزارات پر عمارات ہیں اور یہ مسجدیں قبروں کے پاس کی مسجدیں ہیں

نمبر۴ بانی پاکستان قائداعظم کا مزار اور اس کے متصل مسجد ان کے نزدیک واجب الہدم ہے۔

نمبر۵ احتشام الحق صاحب دیو بندی مولوی صاحب کے نزدیک یا کافر و مرتد ہیں یا کم از کم فاسق ملعن کہ انہوں نے قائداعظم کے مزار کا سنگ بنیاد رکھنے کے اجتماع میں شرکت کی اور اس تعمیر کو اچھا کام بتایا اور گذشتہ حکومتوں پر اس لئے عتاب کیا کہ انہوں نے اس کار خیر میں تاخیر کی۔

مولوی سرفراز صاحب کا کھلا دھوکا۔

مولوی صاحب نے اپنی کتاب راہ سنت کے صفحہ ۱۸۰ پر مسلم شریف کی ایک حدیث بروایت ثمامہ ابن شفی رحمتہ اللہ علیہ نقل کی جس کے الفاظ یہ ہیں۔

قال کنامع فضالة ابن عبید بارض الروم بردوس فتوفی صاحب لنافامر فضالة بقبره فسوی ثم قال سمعت رسول الله صلی الله علیه وسلم امربتسوتیها

ہم حضرت فضالہ ابن عبید کے ساتھ روم کی سرزمین بردوس کے مقام پر تھے کہ ہمارا ایک ساتھی فوت ہوگیا۔ حضرت فضالہ نے ان کی قبر کو برابر رکھنے کا حکم دیا اور فرمایا کہ میں نے رسول ﷺ کو سنا کہ آپ نے قبروں کو برابر کرنے کا حکم دیا۔

مولوی صاحب نے اس حدیث سے دھوکہ دیا ہے کہ وہاں ایک قبر اونچی بنا دی گئی تھی تو حضرت فضالہؓ نے اسے ڈھا کر دوسری قبروں کے برابر کردی حالانکہ نہ یہ اس حدیث کا ترجمہ ہے نہ اس سے ماخوذ ہے۔ کیسے ہوسکتا ہے کہ حضرات صحابہ کرام خود ہی اولا" قبر ناجائز بلکہ خلاف سنت بنائیں اور پھر خود ہی ڈھائیں بلکہ یہاں تو فرمایا گیا کہ اول ہی سے وہ قبر مطابق سنت کے رکھی گئی اس کی تصریح بیہقی کی روایت ہے۔ جہاں الفاظ یہ ہیں۔

Marfat.com

کوئی ...	له نافع	میرا چچیرا بھائی فوت ہوگیا جسے نافع ابن عبید
	...ی حفرة	کہا جاتا تھا تب حضرت فضالہؓ ایک گڑھے
	...ففوعنه	میں کھڑے ہوگئے جب ہم ان کو دفن
	...ه صلی الله	کرنے لگے تو آپ نے فرمایا کہ ان کی مٹی
	علیه وسلم ... مرنا بتسوية	کم رکھو۔ نبی ﷺ نے قبور کے برابر رکھنے
	القبور	کا حکم دیا۔

صاف معلوم ہوا کہ یہ قبر اول ہی سے بقدر مسنون رکھی گئی تھی۔ یہ نہ ہوا تھا کہ اولا تو اونچی بنا دی گئی بعد میں ڈھائی گئی مولوی صاحب کا اس حدیث سے قبور ڈھانے جواز بلکہ حکم ثابت کرنا حدیث پر ظلم ہی ہے۔ ہم بھی کہتے ہیں کہ مسلمان کی قبر ایک بالشت رکھی جاوے یہ ہی سنت ہے لیکن ساتھ ہی ہم یہ بھی کہتے ہیں کہ اگر کسی مسلمان کی قبر خلاف سنت اونچی بن گئی ہو تو بعد میں اسے ڈھایا نہ جاوے کہ اب اس ڈھانے میں مومن کی توہین ہے۔ جیسے قرآن شریف اول سے ہی بڑی تقطیع کا چھاپا جاوے۔ لیکن اگر چھوٹی تقطیع پر چھپ گیا ہو تو طبع شدہ حمائل جلائی نہ جاویں کہ اس میں قرآن مجید کی توہین ہے مسلمانو یہ ہے دیوبندیوں کی دھوکا بازی کہ اپنے مذہب باطل کی تائید کرنے کے لئے کیسے کیسے دھوکے جعل سازیاں کرتے ہیں رب کی پناہ افسوس ہے کہ مولوی صاحب نے اس حدیث کے ذریعہ کھینچ تان کر مسلمانوں کی قبریں ڈھانے کا جواز ثابت کیا مگر مولوی صاحب کو بخاری شریف کی حضرت خارجہ کی روایت نظر نہ آئی کہ وہ فرماتے ہیں کہ ہم میں بڑا پہلوان وہ تھا جو حضرت عثمان ابن مظعون کی قبر کو پھلانگ جاتا اور یہ اونچی قبر خود حضور ﷺ ہی نے بنوائی تھی۔ مولوی صاحب ہوش کی پیو ان احادیث سے تو معلوم ہوا کہ عوام کی قبور ایک بالشت سے زیادہ نہ ہوں خواص کے مزارات کچھ اونچے بھی ہو سکتے ہیں۔

لطیفہ

مولوی سرفراز صاحب نے اس بحث میں یہ تو حکم دے دیا کہ مسلمانوں کی پختہ و اونچی قبریں ڈھادی جاویں بلکہ یہاں تک فرما دیا کہ بزرگوں کے مزارات کے پاس جو مسجدیں بنادی گئی ہیں وہ مسجدیں بھی ڈھا کر پیوند زمین کردی جاویں۔ مگر آخر میں ہوش آیا کہ خود مجھ میں تو اس کار خیر کی ہمت نہیں اگر کسی سر پھرے دیو بندی نے میرے

Marfat.com

اس فتوے پر عمل کر لیا اور وہ مسلم قوم کی پکڑ اور قانونی گرفت میں آگیا اور اس نے کچہری میں اپنے اس فعل کی ذمہ داری مجھ پر ڈالی اور میری یہ کتاب پیش کردی تو میں بھی دھر لیا جاؤنگا۔ اس لئے قانون وقومی گرفت سے بچتے ہوئے آخر میں آپ نے یہ عبارت تحریر فرمادی۔

نوٹ ضروری قبروں پر قبوں اور گنبدوں کا گرانا صحیح احادیث اور اقوال فقہا سے ثابت ہے مگر یہ بات اچھی طرح ملحوظ خاطر رہے کہ یہ کام سلطان اسلام اور اسلامی حکومت کا ہے انفرادی طور پر افراد کا یہ کام نہیں ہے اس لئے عوام کو قانون اپنے ہاتھ میں لینے کی ہرگز گنجائش نہیں یہ ہے ان کی ہمت کہ قلم وزبان میں بہت زور ہے مگر بزدلی کا یہ عالم ہے کہ اپنے فتوے پر عمل کرتے ہوئے دل گھٹتا ہے۔ [illegible] آپ کا یہ فرمان کس آیت وحدیث سے مستنبط ہے کہ قبریں حکومت اسلامیہ ڈھائے دوسرا نہ ڈھائے۔ جب یہ کام برا ہے تو ہر مسلمان اسے مٹائے حکومت کی قید کہاں سے لگی اور اگر حکومت کی قید تھی تو ابھی کچھ عرصہ پہلے گوجرانوالہ کے وہابیوں نے مسلمانوں کی قبریں کیوں ڈھادیں تھیں۔ اور آپ کے احتشام الحق جو حکومت میں گھسے ہوئے ہیں قائداعظم کی قبر پر قبہ بنانے کی کیوں تائید کرتے ہیں لما تقولون مالا تفعلون معلوم ہوا کہ آپ کا سارا مذہب صرف باتوں کا ہے عملی نہیں۔

قبروں پر چراغ

مولوی سرفراز صاحب قبروں پر چراغ جلانے کے بڑے ہی مخالف ہیں اور اس بارے میں انہوں نے جس قدر دلائل دیئے وہ سب وہ ہی ہیں جن کے جوابات جاء الحق حصہ اول میں دیئے جاچکے ہیں پرانی لکیر کو پیٹنا عقل مندی نہیں مگر مولوی صاحب نے یہ نہ فرمایا کہ آج کل نجدی حکومت روضہ رسول ﷺ پر جو نہایت شاندار روشنی کراتی ہے مواجہہ شریف میں بہت تیز بلب اور خاص گنبد خضراء شریف اور اس کے متصل منارہ پر گول دائرہ کی شکل میں جو برقی روشنی ہوتی ہے۔ وہ کیسی ہے اور یہ کرانے والے نجدی مشرک ومرتد ہیں یا نہیں ہم کو یقین ہے کہ مولوی صاحب اس فتویٰ کی ہمت کبھی نہ کریں گے ان کی ہمت وجرائت سے ہم واقف ہیں۔

نہ خنجر اٹھے گا نہ تلوار ان سے

یہ بازو مرے آزمائے ہوئے ہیں

Marfat.com

جب ان کے پیشواء مولوی احتشام الحق صاحب قوم وحکومت کا رخ دیکھتے ہوئے خود قائداعظم کے مزار پر قبہ بنواتے ہیں تو مولوی صاحب بیچارے نجدی حکومت کے خلاف کیسے لب کشائی کرسکتے ہیں ہم کو یقین ہے کہ جب قائداعظم کا گنبد مزار تیار ہوگا اور وہاں روشنی کا انتظام ہوگا تو اس روشنی کا افتتاح کرتے ہوئے پہلا سوئچ دبانے والے کوئی دیوبندی ہی ہوں گے ان شاء اللہ مولوی سرفراز صاحب اپنی کتاب راہ سنت کے صفحہ ۱۸۲ پر چراغ قبر کے متعلق جوش میں فرماگئے جس کام پر سردار دو جہاں ﷺ نے لعنت کی ہو وہ کسی وقت اور کسی حیثیت سے جائز اور مستحب نہیں ہوسکتا۔ اور نہ اس کے اندر کوئی فائدہ اور خوبی ہوسکتی ہے۔ اور نہ ضرورت اور غیر ضرورت کے مصنوعی پیوند اس میں لگ سکتے ہیں۔

(انتہی بلفظہ) اس عبارت میں مولوی صاحب نے اندھا دھند ہر قسم کے چراغ قبر کو حرام وباعث لعنت قرار دیا۔ ضروری یا غیرضروری کسی چراغ کا استثنا نہیں فرمایا۔ مگر اسی کتاب میں صرف ۴ صفحہ آگے روشنی قبر کا مضمون ختم کرتے ہوئے صفحہ ۱۸۶ پر نوٹ دیا کہ اگر کسی مجبوری کی وجہ سے کسی میت کو رات کے وقت دفن کرنے کی نوبت آئے اور روشنی کی ضرورت پیش آئے تو کتب حدیث میں آنحضرت ﷺ سے اس کا ثبوت موجود ہے یہ چیز محل نزاع سے بالکل خارج ہے۔ (انتہی بلفظہ)

یہاں مولوی صاحب مان گئے کہ ضرورت میں قبر کا چراغ جائز ہے جیسے رات میں دفن ہم حیران ہیں کہ ابھی چند صفحات پہلے تو ضرورت اور غیر ضرورت ہر موقعہ کا چراغ قبر لعنت کا باعث فرمایا۔ اور اب ضرورت کا چراغ جائز ہوگیا ان میں سے کونسی بات درست ہے ہم کیافیصلہ کریں .... حافظہ نہ باشد والا معاملہ ہے۔

قبروں پر چادریں اور پھول ڈالنا

اس بحث میں مولوی صاحب نے وہ ہی دلائل نقل کئے جس کے جوابات جاء الحق حصہ اول میں بہت شرح وبسط سے دیدیئے گئے ہیں کوئی نئی بات نہ فرمائی صرف ایک بات نئی فرمائی وہ یہ ہے کہ آپ راہ سنت کے صفحہ ۱۹۱ پر فرماتے ہیں کہ مفتی صاحب کی اس تحقیق کی داد دیجئے کہ اولیاء اللہ کے مزارات بھی شعائر اللہ میں داخل ہیں۔ حضرت شاہ ولی اللہ صاحب نے معظم شعائر اللہ تو چار بتائے تھے۔ قرآن۔ کعبہ۔

Marfat.com

نبیؐ۔ اور نماز (حجتہ اللہ البالغہ) مگر افسوس ہے کہ مولوی صاحب نے قرآن عظیم کی دیدہ ودانستہ مخالفت کی قرآن کریم فرماتا ہے۔

ان الصفا والمروۃ من شعائر اللہ — بے شک صفا مروہ پہاڑ اللہ کے شعائر سے ہیں۔

یہاں تو قرآن کریم نے حضرت حاجرہ کے قدم بوس پہاڑوں کو شعائراللہ فرمایا دوسری جگہ فرماتا ہے۔

والبدن جعلنا ھالکم من شعائر اللہ — ہدی کے اونٹ گائے ہم نے تمہارے لئے شعائر اللہ بنائے۔

یہاں قرآن مجید نے کعبہ معظمہ سے نسبت رکھنے والے اور مکہ معظمہ میں ذبح ہونے والے جانوروں کو شعائر اللہ فرمایا مگر آپ اور آپ کے شاہ ولی اللہ صاحب ان چیزوں کو چھوڑ کر اور چیزوں کو شعائر اللہ مان رہے ہیں اور جب صفا مروہ پہاڑ کے پتھر اور کعبہ معظمہ کی طرف جانے والے جانور شعائر اللہ ہوگئے تو اگر قبور اولیاء اللہ جہاں وہ حضرات دائمی آرام فرمارہے ہیں وہ شعائر اللہ ہوں تو آپ اتنے ناراض کیوں ہوتے ہیں۔

مزاروں پر مجاوروں کا رہنا

مولوی سرفراز صاحب نے مجاور بننے کی ممانعت پر کوئی ضعیف سی دلیل بھی نہ دی صرف دوبار العیاذ باللہ ثم العیاذ باللہ کہہ کر بحث ختم کردی مولوی صاحب صرف العیاذ باللہ کہہ دینے سے حرمت یاممانعت ثابت نہیں ہوتی اگر ہمت تھی تو اس کی ممانعت کے لئے کوئی آیت یا حدیث یا فقہی عبارت صریح پیش فرمائی ہوتی مفتی صاحب نے مجاور رہنے کے ثبوت میں مشکواۃ شریف کا وہ حوالہ پیش فرمایا تھا۔ کہ حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہؓ روضہ رسول ﷺ کی منتظمہ صاحب مفتاح تھیں جو کوئی قبر انور کی زیارت کرنا چاہتا وہ آپ سے دروازہ کھلوا کر زیارت کرتا تھا اور مجاور کسے کہتے ہیں یہ حدیث مشکواۃ شریف باب الدفن میں موجود ہے مولوی صاحب نے اس روایت پر صرف یہ اعتراض کیاکہ قبرانور کھلوانے والے حضرت قاسم ابن محمد ہیں جو نو عمر تابعی تھے اور حضرت عائشہ صدیقہ کے بھیتجے انہیں حضور ﷺ اور اپنے دادا حضرت ابوبکر صدیق اور عمرفاروقؓ کے مزارات دیکھنے کا شوق ہوا۔ پھوپھی صاحبہ سے عرض کیا

Marfat.com

پھوپھی صاحبہ نے انہیں وہ تینوں قبریں دکھادیں اس میں نہ تو چابی کا ذکر ہے اور نہ اس کا ذکر ہے کہ مستقل طور پر کھولنے بند کرنے کا انتظام حضرت عائشہ کے سپرد تھا۔

ہم سمجھ نہ سکے کہ مولوی صاحب کہہ کیا رہے ہیں اگر حضور انور کے روضہ مطہرہ کا کوئی منتظم نہ تھا تو ہر شخص دروازہ شریف کھول کر خود زیارت کر لیا کرتا۔ حضرت ام المومنین سے دروازہ کھلوانے کے کیا معنی۔ حضرت ام المومنین روضہ مطہرہ پر ہی رہتی تھیں۔ کیا روضہ پاک کا کھولنا بند کرنا ان کے زیر انتظام نہ تھا؟ ضرور تھا۔ اب بتاؤ مجاور اور کسے کہتے ہیں۔ آج بھی روضہ اطہر پر بیس سے زیادہ مجاور رہتے ہیں۔ جن میں ایک صاحب شیخ الاغوات ہوتے ہیں۔ بلکہ ہر اس جگہ جہاں لوگوں کا اژدہام جانے آنے والوں کا سلسلہ ہو۔ وہاں کوئی منتظم ضرور چاہیے۔ حضور غوث پاک بلکہ حضرت اما اعظم رحمتہ اللہ علیہما کے مزارات پر منتظم مجاورین رہتے ہیں۔ آباد مسجدوں کے لیے متولی مدرسوں کے لیے ناظم مقرر ہوتے ہیں۔ بیت المقدس مسجد کے انتظام وخدمت کے لیے بچے وقف کر دیئے جاتے تھے۔ جس کا ذکر قرآن مجید سورہ ال عمران میں ہے۔ رب انی نذرت لکٔ مافی بطنی محررا"۔ ہماری سمجھ میں نہیں آتا کہ مدرسہ کا مہتمم۔ مسجد کا متولی۔ آج پاکستان میں اوقاف کا ناظم بننا جائز مگر مزارات اولیاء اللہ جہاں ہزاروں نہیں لاکھوں زائرین آتے جاتے رہتے ہیں۔ ان کا مجاور یا منتظم بننا حرام ہو۔ شرک ہو۔ وجہ فرق کیا ہے قبلہ مزارات اولیاء اللہ دیو بندی وہابیوں کی قبروں کی طرح لاوراثی نہیں ہوتے کہ مر گئے مردود نہ فاتحہ نہ درود۔ وہاں اژدہام خلق ہوتا ہے۔ صاحب مشکوۃ حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ کی قبر انور کے متعلق فرماتے ہیں۔

وقبرہ قریب من سورها معروف الی الیوم یستشفون به فیشفون (الاکمال)

ان کی قبر قسطنطنیہ کی فصیل سے قریب ہے۔ لوگ ان کی قبر کی برکت سے شفا لیتے ہیں تو شفا دیئے جاتے ہیں

صاحب مشکوۃ سیدنا ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ کے متعلق فرماتے ہیں۔ کہ ان کی قبر شریف مریضوں کا شفاخانہ ہے۔ لوگ ان کی مٹی سے شفا لیتے ہیں۔ اور شفا پاتے ہیں فرمایئے اگر ایسی متبرک و معظم قبور پر مجاور و منتظم رہیں جو اس ہجوم کا انتظام کریں تو کونسی قباحت ہے مگر چونکہ دیو بندی مذہب میں صالحین کی قبور پر جانا۔ ان سے برکت لینا ان کی مٹی شفا کے لیے استعمال کرنا شرک ہے۔ اور قسطنطینہ بلکہ تمام جہاں

Marfat.com

کے مسلمان ان کے ہاں مشرک ہیں- اس لیے وہ مجاوروں کا بیٹھنا بھی شرک کہتے ہیں-
کتاب جاء الحق حصہ اول میں حضرت والد صاحب نے علماء دیو بند سے سوال کیا کہ اگر ہر بدعت بری اور گمراہی ہے تو آج علماء دیو بند تعلیم قرآن امامت' اذان پر اجرت و تنخواہ کیوں لیتے ہیں- یہ تنخواہ واجرت خیرالقرون میں نہ تھی اس کے جواب میں خاں صاحب گکھڑوی نے راہ سنت کے صفحہ بحوالہ سیرت العمر بن جوزی ایک روایت نقل کی- جو بلفظہ مع ترجمہ درج ذیل ہے-

ان عمر ابن الخطاب وعثمان ابن عفان کانا یرزقان الموذنین والائمة والا لمعلمین	حضرت عمر ابن خطاب اور حضرت عثمان ابن عفان موذنوں اماموں اور معلموں کو وظائف اور تنخواہیں دیا کرتے تھے-

خاں صاحب نے اس سے ثابت کیا کہ مروجہ موذنوں' اماموں' معلموں کی تنخواہ عہد فاروقی وعثمانی میں رائج تھی لہٰذا بدعت نہیں-

جواب:- ہم کو حیرت ہے کہ خاں صاحب کو حافظہ اس قدر کمزور کیوں ہے- جس چیز سے وہ مفتی صاحب کو منع کرتے ہیں کچھ آگے پیچھے اس پر خود ہی عمل کرتے ہیں- اسی کتاب راہ سنت کے صفحہ پر مفتی صاحب کی ایک روایت کے متعلق لکھتے ہیں- "مگر مفتی صاحب کو معلوم ہونا چاہیے کہ ایسی جعلی اور موضوع روایات سے مسائل حل نہیں ہوتے- حدیث جب پیش ہو تو سند کے ساتھ یا معتبر محدثین کرام سے اس کی تصحیح ہونی چاہیے- محض روایات یا حدیث کا نام لینا کفایت نہیں کرتا- (انتہی بلفظہ) یہاں خود مولوی صاحب اپنا یہ قاعدہ کیوں بھول گئے- اس جگہ حدیث مع سند کیوں بیان نہ کی- عبدالرحمٰن ابن جوزی کے نام اور سیرت العمر میں تاریخی کتب کے نام پر کیوں کفایت کی- اولا- تو یہ حدیث درست نہیں- اس کی اسناد معلوم نہیں اور اگر بفرض محال درست مان لی جاوے تو کانا یرزقان سے روزی ہدایہ تحفے- دینا مراد ہو گا نہ کہ باقاعدہ مقرر تنخواہیں ہدیہ اور ہے تنخواہ کچھ اور تنخواہ میں کام- مدت- معاوضہ کی مقدار مقرر ہوتی ہے کہ اتنا کام کرنا ہو گا- جس کے معاوضہ میں ماہوار یہ تنخواہ ملے گی- اس روایت میں ان سے کوئی چیز مذکور نہیں- پھر یہ تنخواہ کیسے بنی- تنخواہ وہ ہوتی ہے جو آپ تین جگہ سے وصول فرماتے ہیں- گکھڑ کی امامت' خطبہ' درس کی علیحدہ- گکھڑ کے اسکول میں تبلیغ کے پچاس روپیہ علیحدہ- گوجرانوالہ کے مدرسہ میں

Marfat.com

علم دین سکھاتے ہیں- اس کی تنخواہ علیحدہ جلسوں وعظوں اور تصنیفات کی اجرت میں جو وصول کیا- وہ علاوہ ماشاء اللہ پانچوں گھی میں اس کا ثبوت براہ مہربانی عنایت کریں- دیکھو حضرات انبیاء کرام تبلیغ پر اجرت نہیں لیتے- قل لا اسئلکم علیہ اجراً مگروہ حضرات بلکہ خود حضور سید عالم ﷺ ہدیہ قبول فرماتے تھے اور اس سے کہیں زیادہ ہدیہ عطا فرماتے تھے پتہ لگا کر ہدیہ اور اجرت میں بڑا فرق ہے بہرحال تعلیم وغیرہ تنخواہ واجرت معینہ کا ثبوت نہ ملا ہے مل سکے- مگر چونکہ یہ خود اپنے پیٹ کا معاملہ ہے اس لیے سب جائز ہے اگر اسے بدعت وحرام کہیں تو کھائیں کہاں سے جائیداد یا مربے تو ہیں نہیں- کیا خاں صاحب گکھڑوی کسی معتبر اسناد و صحیح روایت سے دکھا سکتے ہیں- کہ عہد فاروقی وعثمانی میں مدرسے کہاں کہاں تھے- اور ان مدارس میں معلم کون کون تھے- اور ان مدارس میں نصاب تعلیم کیا مقرر تھے اور کن کتب کو پڑھنے پر دستار بندی ہوتی تھی- اور سند دی جاتی تھی اور سالانہ تعطیل کتنی ہوتی تھی- اور کس مدرس کو ماہوار تنخواہ کیا ملتی تھی اور مروجہ تبلیغی جلسے کہاں کہاں ہوتے تھے- اور ان جلسوں میں مقررین کے گلوں میں ہار پھول کتنے پڑتے تھے- اور مقررین کو کرایہ اور وعظ کی فیس کس قدر دی جاتی تھی- فلاں صاحب زندہ باد کے نعرے کس طرح لگائے جاتے تھے- یہ گیارہویں شریف کے عدد کے مطابق گیارہ سوالات ہیں جو خاں صاحب گکھڑوی کی خدمت میں پیش ہیں- خاں صاحب ان کے جوابات دیئے بغیر دنیا سے نہ چلے جائیں جیسے ان کے اکابر بغیر جوابات دیئے تشریف لے گئے-

کتاب جاء الحق میں سوال کیا گیا ہے کہ قرآن کریم کو کتابی صورت میں جمع کرنا- اس پر اعراب لگانا- اور موجودہ ترتیب سے اس کو چھاپنا بدعت ہے اس کے جواب میں مولانا گکھڑوی نے یہ ثابت کرنے کی کوشش کی ہے کہ جمع قرآن حضور ﷺ نے زمانہ میں ہی ہو چکا تھا- اور اعراب خیر القرون میں لگائے گئے تھے لہٰذا یہ بدعت نہیں-

جواب :- مولوی صاحب کیا آپ یہاں دھوکا دے رہے ہیں- یا دھوکا کھا رہے ہیں- آپنے جاء الحق کے سوال میں لفظ چھاپنا نہ دیکھا- سوال تو یہ ہے کہ یہ اتنی صفات سے قرآن کریم کو چھاپنا بدعت ہے- کیا آپ کسی معتبر اسناد سے ثابت کر سکتے ہیں کہ خیر القرون میں پریس تھے اور ان پریسوں میں قرآن کریم چھپتے تھے- اگر تھے تو ان پریسوں

Marfat.com

کے نام لکھئے۔ جو عہد صحابہ میں تھے اور کاتب خوش نویس حضرات کے نام بھی تحریر فرمادیں کہ فلاں صحابی نے فلاں کاتب سے اتنی اجرت پر قرآن کریم کی کتابت کروائی اور فلاں پریس میں فلاں اجرت پر اتنی تعداد میں چھپوائے پریس اور پریس چھپوائی بدعت ہے۔ جس میں آپ سب گرفتار ہیں۔ اگر یہ بدعت درست ہے۔ تو میلاد شریف کیوں حرام ہے۔ کیا آپ حضرات احکام شرعیہ کے مالک ہیں کہ جہاں چاہا بدعت کو حرام کہہ دیا جہاں چاہا حلال کہہ کر اس پر عمل کر لیا۔ جاء الحق میں سوال کیا گیا تھا کہ اگر ہر بدعت بری ہے تو دینی مدارس اور وہاں کے نصاب تعلیم بھی ناجائز ہونے چاہیے۔ کہ چیزیں بھی زمانہ نبوی ﷺ میں نہ تھیں مگر آپ لوگ ان دونوں کو بڑی مضبوطی سے پکڑے ہوئے ہیں۔

مولوی سرفراز خان نے راہ سنت کے صفحہ پر اس کا جواب دیتے ہوئے فرمایا کہ علم دین کی نشرو اشاعت جیسے بھی ہو۔ جس طرح بھی ہو اور اس کے لئے جوصورت اختیار کی جاوے۔ درست و صحیح ہے۔ اور درس و نصاب تعلیم کے متعلق فرمایا کہ اہل عرب و صحابہ کرام کی مادری زبان عربی تھی۔ انہیں علوم عربیہ حاصل کرنے کی ضرورت نہ تھی۔ دیگر لوگوں کو ان علوم کی ضرورت ہے لہٰذا یہ مروجہ نصاب تعلیم ناجائز نہیں۔

جواب:۔ مولوی صاحب پھر آپ کا قاعدہ ٹوٹ گیا کہ جو کام بھی قرون ثلثہ میں نہ ہو وہ بدعت ہے اور ہر بدعت حرام ہے۔ واجب الترک ہے۔ اسے چھوڑ دینا ضروری ہے آپ کے اس جواب سے معلوم ہوا کہ جن بدعات کی ضرورت ہو وہ درست ہیں۔ غرضیکہ تقسیم بدعت کے آپ بھی قائل ہو گئے اب آپ کا مخالف کہہ سکتا ہے کہ تعظیم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضور کے نام شریف کی اشاعت جس طرح بھی ہو سکے جہاں بھی ہو درست ہے۔ میلاد شریف وغیرہ اسی رفعت ذکر نبوی کے لئے ہے۔ نیز عہد صحابہ میں کوئی کلمہ گو حضور کا بے ادب و گستاخ نہ تھا۔ اب آپ جیسے بے ادب و گستاخ پیدا ہو گئے۔ جنہوں نے حضور ﷺ کے خیال کو نماز میں گدھے و بیل کے خیال سے بدتر بتایا (صراط مستقیم) لہٰذا ایسے گستاخوں کے منہ میں لگام دینے کے لئے ان چیزوں کی ضرورت پیش آئی۔ اس زمانہ پاک میں نہ ایسے منہ پھٹ گستاخ تھے نہ ان امور خیر کی ضرورت تھی۔ بتائیے پھر آپ کیا جواب دیں گے ابھی زمانہ قریب میں آپ کی جماعت برادر دینی یقینی مولوی مودودی صاحب نے پاکستان میں غلاف کعبہ

Marfat.com

تیار کرایا۔ تیار ہونے پر بہت اہتمام سے شہر بہ شہر اس غلاف کے جلوس نکالے۔ ہزاروں بلکہ لاکھوں مسلمانوں کو اعلان عام کر کے جمع کیا۔ مسلمانوں سے چڑھاوے کے ہزاروں روپے وصول کئے حالانکہ ابھی وہ غلاف کعبہ معظمہ پہنچا بھی نہ تھا۔ صرف پہنچنے اور وہاں ڈالے جانے کی امید تھی۔ آپ کی جماعت نے اس جلوس و نذرانے پر نہ شرک و کفر کے فتوے دیئے نہ اس کی شدت سے مخالفت کی۔ فرمائیے اگر بارہویں ربیع الاول شریف کا جلوس عید میلادالنبی ﷺ اس لئے حرام ہے بدعت ہے شرک ہے۔ کہ قرون ثلثہ میں یہ جلوس نہ تھے تو غلاف کعبہ کے یہ جلوس نذرانہ وغیرہ کیوں حرام و شرک نہ ہوئے یہاں آپ کیوں خاموش۔ بلکہ حمایتی رہے۔ صرف اس لئے کہ یہ اپنے گھر کا معاملہ ہے۔ آمدنی کا ذریعہ ہے۔ کیا مولوی صاحب اس کا جواب دیں گے۔ ان انشاء اللہ کبھی نہ دیں گے۔ کیا مودودی صاحب کو اس جلوس کی بنا پر بدعتی۔ کافر۔ مشرک کہیں گے انشاء اللہ کبھی نہ کہیں گے۔ بلکہ کھینچ تان کر کے اس کا جواز ثابت کرنے کی کوشش کریں گے۔ مولوی صاحب اس بے اصولے مذہب سے توبہ کیجئے۔ جس کا نہ کوئی اصول ہے نہ کوئی ضابطہ و قاعدہ:۔ مولوی صاحب! بات صرف اتنی ہے کہ:۔ شعر

ذکر روکے فضل کاٹے نقص کا جویاں رہے

پھر کہے مردک کہ ہوں امت رسول اللہ کی

بلکہ خود آپ کے مودودی صاحب نے اس جلوس کو بدعت سنیہ ماننے سے انکار کر دیا۔

جاء الحق میں سوال کیا گیا تھا کہ اگر ہر بدعت بری ہے۔ یعنی قرون ثلثہ میں جو کام نہ ہوا وہ حرام و شرک ہے۔ تو تنخواہ لے کر علم دین سکھانا اور مصیبت کے وقت ختم بخاری کرانا۔ اس پر اجرت لینا دینا حرام ہونا چاہیے مگر یہ دونوں کام دیوبند میں ہوتے ہیں۔ راہ سنت میں نہایت سادگی سے اس کا جواب دیا گیا کہ علماء متاخرین نے اس تنخواہ کو جائز قرار دیا اور بیماری مصیبت کے وقت قرآن کریم و بخاری شریف کا ختم پڑھ کر اس پر اجرت لینا بھی جائز ہے اسے ایک قسم کا علاج قرار دیا۔ صفحہ

جواب:۔ مولوی صاحب سوال تو یہ ہی ہے کہ علماء متاخرین جنہوں نے اس تعلیم کی اجرت کے جواز پر فتوی دیا وہ آپ کے ہاں بدعتی مشرک ہوئے۔ یا نہیں۔ یہاں آپ

Marfat.com

ان بزرگوں کی آڑ کیوں لیتے ہیں- انہیں بدعتی و مشرک کیوں نہیں کہتے- کیا صرف اس لئے کہ یہاں آپ کے اپنے پیٹ کا معاملہ درپیش ہے- جب یہ قاعدہ مقرر ہو گیا کہ جو کام بھی قرون ثلثہ کے بعد ایجاد ہو وہ حرام ہے- شرک ہے اور اس کا کرنے والا مشرک و کافر ہے تو جو بھی یہ کام کرے وہ مشرک ہونا چاہیے- خواہ صاحب ہدایہ ہوں یا کوئی اور جب بیماری مقدمہ و دیگر مصیبت کے موقعہ پر ختم قرآن بخاری جائز ہوا تو میت کے تیجہ- چالیسویں میں ایصال ثواب کے لئے ختم قرآن کیوں حرام ہے- علاج کا بہانہ بھی خوب فرمایا- مقدمہ و دیگر آفات و بلیات میں ختم بخاری علاج و دوا کے لئے نہیں کرایا جاتا بلکہ مقصد یہ ہوتا ہے- کہ اس ذکر خیر کی برکت سے اللہ تعالیٰ یہ آفت ٹال دے- جب یہ جائز ہوا- تو مصیبت میں ختم خواجگاں- ختم غوثیہ و دیگر ورد وظیفے کیوں حرام ہوئے- ان ختموں میں بھی آیات قرآنیہ بلکہ قرآن مجید کی سورتیں- استغفار توبہ بزرگان دین سے توسل ہی ہوتا ہے- اسے آپ شرک و کفر قرار دیتے ہیں- براہ مہربانی ختم خواجگان اور ختم بخاری میں فرق بیان کریں وہ بھی بدعت حسنہ ہے یہ بھی بدعت حسنہ- اگر وہ ختم بخاری علاج ہے تو ختم غوثیہ و ختم خواجگان بھی علاج ہے- ستم بر ستم یہ ہے کہ مولوی صاحب جھاڑ پھونک تعویذ گنڈے کو شرک کہتے ہیں- اور یہاں راہ سنت صفحہ میں نہایت معصومیت سے فرماتے ہیں- جھاڑ پھونک علاج کی ایک قسم ہے- اور اس پر اجرت لینا جائز ہے بحوالہ عینی- دیکھو راہ سنت صفحہ مولوی صاحب! آپ اور آپ کی جماعت ہمارے مشائخ عظام' پیران کرام پر اس لئے زبان طعن دراز کرتے رہتے ہیں- کہ یہ لوگ دم درود- جھاڑ پھونک- تعویذ گنڈے کرتے اور اس پر اجرت و معاوضہ لیتے ہیں- اب آپ کو کیا ہوگیا کہ بہ یک جنبش قلم سب کچھ جائز ہوگیا- یہ ہے جاء الحق کتاب کی زندہ کرامت- کہ آپ کے ہوش باختہ ہوگئے- اور ان کی کہہ گئے- ابھی کیا ہے- شعر

ابتداء عشق ہے روتا ہے کیا
آگے آگے دیکھئے ہوتا ہے کیا

جاء الحق میں کہا گیا تھا- کہ مروجہ امتحان بدعت ہے- جس پر آپ حضرات بھی عامل ہیں- سہ ماہی- ششماہی- سالانہ- امتحانات آپ کے ہاں بھی لئے جاتے ہیں- پاس فیل کے لئے نمبر دیئے جاتے ہیں- راہ سنت میں اس کا جواب دیتے ہوئے فرمایا کہ ایک

Marfat.com

بار حضور ﷺ نے حضرات صحابہ کرام سے سوال فرمایا کہ بتاؤ وہ کون درخت ہے۔ جس کے پتے نہیں جھڑتے اور وہ مسلم کی مثال ہے۔ دیکھو حضور ﷺ نے حضرات صحابہ کرام کی عقل و درایت کا امتحان لیا ہے۔ لہٰذا مروجہ امتحانات بدعت نہیں سنت ہیں۔ راہ سنت صفحہ

جواب:۔ مولوی صاحب! فیصلہ فرما دیا کہ جس چیز کی اصل مل جاوے اس پر خواہ کتنی یہ زیادتی ہو جائے سب جائز بلکہ ثابت بالسنت ہوگی دیکھو حضور ﷺ نے ایک بار صحابہ کرام سے صرف ایک سوال فرمایا ہے۔ جس سے آپؐ نے ثابت فرمایا کہ تحریری۔ تقریری۔ ماہانہ۔ سہ ماہی۔ ششماہی۔ سالانہ۔ امتحانات ان میں نمبر دینا۔ پاس یا فیل کے لئے نمبروں کی تعداد مقرر کرنا پھر پاس ہونے کے لئے مدارج مقرر کرنا۔ اور فیل شدہ کو دوبارہ پڑھی ہوئی کتابیں ہی پڑھنا آگے نہ بڑھنے دینا وغیرہ سب ثابت کر دیا۔ یہ نہ کہا کہ بدھیات کنائی ان قیود و پابندیوں کا ثبوت حدیث سے نہیں ملتا۔ بس یہ ہی ہم کہتے ہیں۔ کہ حضورؐ ﷺ نے اپنا میلاد پاک خود منبر پر قیام فرما کر پڑھا ہے۔ (مشکوٰۃ شریف باب فضائل سید المرسلین) اور حضور نے خود اپنی امت کی طرف سے قربانی فرما کر ایصال ثواب فرمایا اور حضرت سعد نے اپنی والدہ ماجدہ کے نام شریف پر کنواں کھدوا کر فرمایا ھذا لام سعد جب میلاد شریف اور ایصال ثواب کی اتنی اصل مل گئی تو اب محفل میلاد شریف کے تمام اہتمامات۔ تواریخ مقررہ۔ تقسیم شیرینی ذکر ولادت۔ قیام۔ سلام سب ثابت ہوگیا۔ یوں ہی فاتحہ کی تمام صورتیں۔ سہ ماہی۔ برسی۔ وغیرہ سب درست ہوئیں کہ ان کی اصل ثابت ہے۔ وہاں ہم سے آپ یہ پوچھتے ہیں کہ ان پابندیوں اور قیود کا ثبوت نہیں میلاد شریف کے یہ اہتمامات روشنی جھنڈیاں وغیرہ ثابت نہیں۔ جب آپ نے امتحان وغیرہ کی تمام قیود کے لئے صرف ایک سوال کو اصل مان لیا تو ہم سے ان قیود کا ثبوت ہرگز نہیں مانگ سکتے۔

دیدی کہ خون ناحق پروانہ شمع را
چنداں اماں نہ داد کہ شب راسحر کند

اس کتاب راہ سنت کے صفحہ پر آپ ایصال ثواب کی بحث میں فرماتے ہیں۔ کہ میت کے لئے ایصال ثواب کرنا جائز ہے۔ لیکن ایصال ثواب کے لئے شریعت حقہ نے دنوں۔ تاریخوں کا تعین و تخصیص نہیں کی۔ قبلہ امتحانات کے لئے دنوں۔ تاریخوں۔

Marfat.com

نصاب کی تعین شریعت نے کہاں کی ہے۔ وہ آپ کیوں کرتے ہیں۔ سچ ہے.........
حافظہ نہ باشد۔

اگر دن و تاریخ کا مقرر کرنا حرام ہو تو چاہیے کہ شادی بیاہ کے لئے نہ لڑکا مقرر ہو نہ لڑکی نہ دن نہ جگہ نہ تاریخ۔ بلکہ یوں ہی کہلا بھیجا جاوے کہ ہم کسی دن کسی جگہ آجائیں گے۔ کوئی سا لڑکا لے آئیں گے اور تمہارے ہاں کی کسی لڑکی سے نکاح کر کے لے جائیں گے۔ دیکھو پھر کس شان کا نکاح ہوتا ہے۔ لا حول و لا قوۃ الا باللّٰہ العلی العظیم○

استفتاء

کیا فرماتے ہیں علماء دیوبند خصوصاً" جناب سرفراز صاحب' حسب ذیل مسائل کے بارے میں

نمبرا کسی کے بازو پر امام ضامن کے نام کا روپیہ باندھنا ازروئے شریعت دیوبندیہ شرک ہے یا نہیں۔ اگر شرک ہے تو احتشام الحق صاحب دیوبندی مشرک ہیں یا نہیں۔

نمبر۲ زائرین مدینہ منورہ سے مدینہ پاک میں ٹھہرنے کے عوض فی دن سوا روپیہ وصول کرنا بدعت ہے یا نہیں۔ کیا قرون ثلثہ میں زائرین مدینہ سے یہ ٹیکس وصول کیا جاتا تھا۔ یا اس جرمانہ کا رواج تھا۔ اگر نہیں تھا تو نجدی حکومت اہل بدعت کی حکومت ہے یا نہیں جو زائرین مدینہ سے یہ ٹیکس یا جرمانہ وصول کرتی ہے۔

نمبر۳ مزارات اولیاء کے چڑھاوے۔ نذرانہ کی آمدنی حرام ہے یا حلال اور یہ چڑھاوے چڑھانا سنت ہے یا بدعت اگر بدعت ہے تو اس سے تنخواہ لینی اور محکمہ اوقاف سے مدارس کے لئے وظیفہ لینا۔ بزرگوں کے مزارات پر امامت کرنا ازروئے شریعت دیوبندیہ حرام ہے یا حلال۔ اگر حرام ہے تو وہ دیوبندی علماء جو یہ تنخواہ لے رہے' ان کا کیا حکم ہے۔

نمبر۴ لاؤڈ اسپیکر پر نماز جمعہ خطبہ درس وعظ وغیرہ دینا سنت ہے یا بدعت اگر سنت ہے تو ثبوت دیا جاوے۔ اگر بدعت ہے تو آپ اور آپ کے دیگر ہم عقیدہ دیو بندی جو لاؤڈ اسپیکر پر نماز خطبہ یا درس دیتے ہیں۔ بدعتی ہیں یا نہیں۔

نمبر۵ قبروں پر پختہ عمارات بنانا حرام ہے یا نہیں۔ اگر حرام ہے تو جو اس کی

Marfat.com

تعریف کرے اس کام کرنے والوں کی حمایت کرے۔ جیسے مولوی احتشام الحق صاحب کا وہ کافر و مرتد خارج ازاسلام ہے یا نہیں۔ بینوا توجروا۔

آخری گذارش

مسلمانو! ہوشیار ہوشیار نجدی دیوبندی۔ وہابی علماء سے اپنا دین بچاؤ۔ ان کی چکنی چپڑی باتوں میں نہ آؤ ان کی بہت قرآن خوانی سے دھوکا نہ کھاؤ۔ کتاب راہ سنت مسلک اہل سنت وجماعت کے خلاف ہے۔ اسلام کے خلاف ہے مسلمانوں کے عقیدے کے خلاف ہے۔ فقہاء کے قوال احادیث و قرآن کے ارشادات کے بالکل منافی ہے کوئی سنی اس کتاب سے فریب نہ کھائے یہ کتاب اعتزال۔ خروج لاجدیت ملعونہ کا مجموعہ ہے ہم بطور نمونہ راہ سنت کے چند مسائل دکھا کر بتاتے ہیں۔ کہ یہ کتاب قرآن حدیث شریف۔ عقیدہ مسلمین کے کس قدر منافی ہے۔

کتاب راہ سنت میں ہے۔

قبروں کے پاس جو مسجد بنا دی جاوے اس کا گرا دینا بھی واجب ہے دیکھو راہ سنت صفحہ مگر قرآن کریم میں ہے۔

نمبر قال الذین غلبو علی امرھم لنتخذن علیھم مسجدا ○	وہ بولے جو اس کام میں غالب رہے تھے قسم ہے کہ ہم تو ان پر مسجد بنائیں گے۔

اصحاب کہف کے غار پر تعمیر مسجد کا ثبوت ہوا کہ مسلمانوں نے ان بزرگوں کے قرب کا فیض لینے کے لئے وہاں تعمیر مسجد کی۔ مگر مولوی صاحب کے حکم سے وہ مسجد گرانی چاہیے۔

نمبر سبحان الذی اسریٰ بعبدہ لیلاً من المسجد الحرام الی المسجد الاقصیٰ الذی بارکنا حولہ الخ۔	پاکی ہے اسے جو اپنے بندے کو راتوں رات لے گیا مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ تک جس کے گردا گرد ہم نے برکت رکھی۔

دیکھو یہاں قرآن کریم نے مسجد اقصیٰ کے فضائل میں یہ بات بیان فرمائی کہ ہم

Marfat.com

نے اس کے ارد گرد برکت دے رکھی ہے۔ برکت کیا ہے؟ یہ کہ وہاں ہزارہا حضرات انبیاء کرام کی قبور ہیں۔ مگر مولوی صاحب کے فتوے سے وہ مسجد گرانے کے لائق ہے کہ قبروں کے بیچ میں ہے۔

نمبر لمسجد اسس علی التقوی احق ان تقوم فیہ رجال یحبون ان یتطھروا واللہ یحب المتطھرین○

وہ مسجد جس کی بنیاد تقویٰ پرہیز گاری پر ہے وہ آپ کے قیام کے لائق ہے۔ اس میں وہ حضرات ہیں۔ جو خوب پاکیزگی کو پسند کرتے ہیں اور اللہ خوب پاکوں سے محبت کرتا ہے۔

اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے مسجد قبا کی تعریف میں دو چیزیں بیان فرمائیں ایک تو اس کی تعمیر میں تقویٰ اور اخلاص۔ دوسرے وہاں انصار کی موجودگی ہے لہٰذا وہ مسجد بابرکت ہے انصار خواہ زندگی میں وہاں رہیں یا بعد وفات لہٰذا جس مسجد کے قریب میں متطھرین دائمی نیند سو رہے ہوں وہ مسجد بابرکت ہے۔ فیہ رجال الخ بہت جامع فرمان ہے۔ مگر راہ سنت کے فتوے سے جہاں پاک حضرات کی قبور ہوں۔ ان کی متصل مسجد کا گرا دینا ضروری ہے۔

اور حدیث پاک میں ہے۔

کہ مسجد نبوی شریف میں ایک نیکی کا ثواب پچاس ہزار ہے آخر یہ کیوں؟ اس لیے کہ وہاں حضور ﷺ جلوہ افروز ہیں کہ بعد وفات تا قیامت وہاں ہی آرام فرمائیں۔ مگر راہ سنت کے فتوے سے نعوذ باللہ اس کا گرا دینا واجب ہے کہ وہ مسجد پاک قبر رسول اللہ ﷺ سے متصل ہے۔

عام مسلمانوں کا عمل

یہ ہے کہ عموماً" بزرگان دین کے مزارت پر مسجدیں بناتے ہیں بہ ایں خیال کہ زائرین کو نماز میں آسانی ہو اور بزرگوں کے قرب میں نماز وعبادات زیادہ قبول ہوتی

Marfat.com

ہیں۔ اجمیر شریف۔ کلیر شریف۔ لاہور داتا صاحب رحمۃ اللہ علیہ میاں میر رحمۃ اللہ علیہ بغداد شریف کربلا معلے۔ نجف اشرف۔ مکہ معظمہ۔ مدینہ منورہ۔ غرضیکہ ہر جگہ بزرگوں کے مزارات پر مسجدیں موجود ہیں۔ مگر راہ سنت کے فتوے سے یہ تمام مسجدیں م مسجد ضرار کے حکم میں ہیں۔ ان سب کا گرا دینا لازم ہے۔ شاید راہ سنت والا مسجد حرام کعبۃ اللہ شریف کی مسجد کا گرانا واجب سمجھتا ہو کہ اس مسجد میں بھی حطیم شریف کے اندر میزاب رحمت کے نیچے حضرت اسماعیل وجناب ہاجرہ کے مزارات ہیں۔ وہاں حجاج نماز پڑھنا بہت بہتر سمجھتے ہیں۔

کتاب راہ سنت میں ہے

جو شخص اجمیر میں خواجہ چشتی کی قبر پر یا سالار مسعود غازی کی قبر یا ان کی مانند کسی اور کی قبر پر اس لیے گیا کہ وہاں دعا کرے گا۔ اور اس کی دعا وہاں زیادہ قبول ہو گی تو اس نے ایسا گناہ کیا جو گناہ قتل اور زنا سے بھی بدترین گناہ ہے۔ راہ سنت صفحہ - اس عبارت کا مطلب بالکل واضح ہے کہ اگر بزرگوں کے مزار پر جا کر اللہ تعالیٰ سے ہی دعا کرے۔ یہ سمجھ کر کہ یہاں دعا قبول ہوتی ہے تو وہ شریعت دیوبندیہ میں سولی کے لائق ہے۔ کیونکہ یہ گناہ زنا وقتل سے بھی بدتر ہے اور زنا میں رجم یعنی سنگسار کیا جاتا ہے۔ اور قتل میں قصاص لیا جاتا ہے تو اس جرم میں اس زائر قبر کو سولی دینی چاہیے۔

مگر قرآن کریم فرماتا ہے

ھنالک دعا ذکریا ربہ قال رب ھب لی من لدنک ذریۃ طیبۃ انک لسمیع الدعا	اس ہی جگہ حضرت ذکریا نے اپنے رب سے دعا کی عرض کی اے میرے رب مجھے اپنے پاس سے پاک اولاد دے تو دعا سننے والا ہے۔

[illegible]یا علیہ السلام نے جناب بی بی مریم کے پاس کھڑے ہو کر رب تعالیٰ سے بیٹے [illegible]ن دعا مانگی۔ معلوم ہوا کہ ولی کے قریب کھڑے ہو کر دعا مانگنا سنت نبی ہے اور قرب ولی دعا کی قبولیت کا ذریعہ ہے اور فرماتا ہے۔

Marfat.com

ولو انهم اذ ظلموا انفسهم جاؤک فاستغفروالله واستغفر لهم الرسول لوجد والله توابا رحیماO

اگر یہ لوگ جب کبھی اپنی جانوں پر ظلم کریں تو آپ کے پاس آجاویں پھر اللہ سے معافی مانگیں اور آپ رسول بھی ان کے لیے معافی مانگیں تو اللہ کو توبہ قبول کرنے والا مہربان پائیں۔

اس آیت نے بتایا کہ ہر مجرم حضور ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہو کر توبہ کرے۔ معلوم ہوا کہ آپ کی بارگاہ قبولیت توبہ کی جگہ ہے اور فرماتا ہے۔

نمبر ادخلواالباب سجدا" وقولوا حطة نغفرلکم خطایاکم وسنزید المحسنین۔

اس دروازے میں سجدہ کرتے جاؤ۔ اور کہو معافی دے تو ہم تمہاری خطائیں بخش دیں گے اور نیک کاروں کو زیادہ دیں گے۔

یعنی بنی اسرائیل نے توبہ کرنی چاہی تو فرمایا کہ یہاں نہیں بلکہ بیت المقدس شہر میں باادب سجدہ کرتے جاؤ۔ وہاں جا کر کہو کہ خدایا معافی دے۔ تب معافی دیں گے۔ دیکھو قبول توبہ اور قبول دعا کے لیے بیت المقدس میں حاضری کا حکم دیا گیا۔ کیوں؟ اس لیے کہ وہاں حضرات انبیاء کرام کی قبور ہیں۔ ان قبور کے قرب کی برکت سے توبہ جلد قبول ہو گی۔ معلوم ہوا کہ بزرگوں کے مزارات پر دعا جلد قبول ہوتی ہے۔

اور حدیث شریف میں ہے

کہ ایک بار مدینہ میں بارش نہ ہوئی لوگ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالٰی عنھا کی خدمت میں حاضر ہو کر شاکی ہوئے تو ام المومنین نے فرمایا

انذروا النبی صلی اللہ علیہ وسلم فاجعلوا منه کولی الی السماء حتٰی لایکون بینه وبین السماء سقف ففعلوا فمطروا (مشکوۃ شریف)

نبی کریم ﷺ کی قبر شریف کی زیارت کرو پھر آسمان کی طرف دریچے کھول دو حتیٰ کہ قبر شریف اور آسمان کے درمیان چھت حائل نہ رہے لوگوں نے ایسا کیا تو فورا" بارش ہوئی۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ دعائے بارش کے لیے حضور ﷺ کی قبر انور پر حاضری دینا اور قبر مبارک کے ذریعے اس کے وسیلہ سے رب تعالٰی سے بارش مانگنا

Marfat.com

سنت صحابہ ہے اور محبوبہ محبوب رب العلمین ام مومنین صدیقہ بنت صدیقؓ عائشہ رضی اللہ عنہا کا حکم ہے۔

مسلمانوں کا عمل

کہ مزارات اولیاء اللہ پر حاضری دے کر قبر شریف کے توسل سے دعا کرتے ہیں جو قبول ہوتی ہے بلکہ قبر کے توسل سے شفا نصیب ہوتی ہے۔ چنانچہ صاحب شکوۃ اکمال فی اسماء الرجال میں سیدنا ابو ایوب انصای رضی اللہ عنہ کے حالات میں فرماتے ہیں۔

وقبره قريب من سورها معروف الى اليوم معظم يشفون به فيشفون۔

آپ کی قبر شریف قسطنطنیہ کی فصیل کے قریب ہے اب تک اس کی تعظیم کی جاتی ہے اس کے توسل سے شفاء حاصل کی جاتی ہے لوگ شفاء پاتے ہیں۔

حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا عمل

علامہ شامی ردالمحتار کی جلد اول مقدمہ نمبر۵۱ میں فرماتے ہیں کہ حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

انی لا تبرک بابی حنیفة واجیی الی قبره فاذا عرضت لی حاجت صلیت رکعتین رسالت الله تعالٰی عند قبره فتقضٰی سریعا"۔

میں امام ابو حنیفہ سے برکت حاصل کرتا ہوں ان کی قبر انور پر حاضری دیتا ہوں جب کبھی مجھے کوئی حاجت درپیش ہوتی ہے تو دو رکعتیں پڑھتا ہوں اور انکی قبر شریف کے پاس اللہ تعالٰی سے حاجت مانگتا ہوں۔ تو بہت جلد پوری ہوتی ہے۔

یہ عمل ہے امام مذہب حضرت امام شافعی رضی اللہ عنہ کا کہ حاجت روائی کے لیے فلسطین سے سفر کر کے بغداد شریف حضرت امام اعظم کے مزار پر حاضری دیتے ہیں اور قبر شریف کے پاس رب تعالٰی سے دعا کرتے ہیں۔ مسلمانو! قرآن وحدیث فقہاء کے یہ فرمان دیکھو اور مسلمانوں کے عمل کا مشاہدہ کرو اور گکھڑوی صاحب کا یہ فتوٰی دیکھو کہ قبولیت کے لیے کسی بزرگ کی قبر پر جانا زنا وقتل سے بھی بدتر گناہ ہے کیا سارے

Marfat.com

مسلمان اور امام شافعی ایسے گناہ کرتے ہیں جو قتل وزنا سے بھی بدتر ہیں۔

آیئے ہم آپ کو مولوی سرفراز صاحب گکھڑوی کے گھر کی سیر کرائیں اور ان کا ابلقی دورنگا مذہب دکھائیں۔ دیوبندیوں کی مشہور کتاب ارواح ثلثہ مصنفہ مولوی محمد طیب صاحب دیوبندی محشی مولوی اشرف علی صاحب تھانوی کے نمبر۳۲۲ میں ایک قصہ یوں نقل کیا۔

ایک بار نانوتہ میں جاڑے کے بخار کا زور ہو گیا جو شخص مولانا محمد یعقوب صاحب کی قبر سے مٹی لے جا کر باندھ لیتا اسے ہی آرام ہو جاتا۔ بس اس کثرت سے مٹی لے گئے کہ جب قبر پر مٹی ڈلوا دی تب ہی ختم۔ کئی مرتبہ ڈال چکا پریشان ہو کر ایک دفعہ میں نے مولانا کی قبر جا کر کہا کہ آپ کی تو کرامت ہوئی ہماری مصیبت آ گئی۔ یاد رکھو کہ اگر اب کے کوئی اچھا ہوا تو ہم مٹی' نہ ڈالیں گے۔ ایسے ہی پڑے رہیو۔ لوگ جوتا پہنے تمہارے اوپر ایسے ہی چلیں گے بس اس دن سے پھر کسی کو آرام نہ ہوا۔ انتھی بلفظہ

فرمایئے خاں صاحب اب تو گھر میں ہی آگ لگ گئی مولوی محمد یعقوب صاحب کی قبر کی زیارت۔ انکی قبر کی مٹی سے شفا۔ پھر صاحبزادہ صاحب کا مرے ہوئے اباجی سے عرض کرنا۔ اور اباجی مرحوم کا قبر سے سن لینا پھر اس کرامت کا بند ہو جانا اور مرحوم اباجی کا ڈر کر لوگوں کو شفا دینا بند کر دینا سب کچھ ہی ثابت ہوا۔ فرمایئے نانوتہ کے یہ دیوبندی مشرک۔ کافر اور قتل وزنا سے بدتر گناہ کرنے والے ہوئے۔ یا نہیں؟ اور آج تک آپ نے یا کسی دیو بندی نے ان دیو بندیوں قبر کے بچاریوں کے خلاف فتویٰ کفروشرک دیا یا نہیں۔ اگر نہیں دیا اور واقعی نہیں دیا تو کیوں؟ کیا اس لیے کہ یہ اپنے گھر کا معاملہ ہے دوستو! دیوبندیوں کی یہ کتاب ارواح ثلثہ قابل دید ہے اس کتاب نے ساری تقویتہ الایمان اور سارے دیوبندی مذہب کا خاتمہ کر دیا ہے اس کتاب میں ہے کہ دیو بندی پیروں ومولویوں کو علم غیب ہے وہ حاضر ناظر ہیں وہ مرے بعد حاجت روائی مشکل کشائی کرتے ہیں۔ وہ عورت کے پیٹ کے بچہ کی خبر دے دیتے ہیں کہ لڑکا ہے یا لڑکی۔ وہ ڈوبتا جہاز پار لگا دیتے ہیں کہ جہاز سمند میں ڈوب رہا ہے اور حاجی امداد اللہ صاحبؒ مکہ معظمہ میں ہی وہاں سے جہاز کو کندھا دیا اور پار لگا دیا۔ غرض کہ سارے دیو بندی کفروشرک اس کتاب میں اپنے پیروں مولویوں کے لیے ثابت کیے گئے

Marfat.com

ہیں۔ دیکھئے سرفراز خاں صاب ان دیوبندیوں کے خلاف فتوے دیتے ہیں یا نہیں۔

کتاب راہ سنت میں ہے

اصل اشیاء میں حرمت ہے۔ یعنی جس چیز سے قرآن وحدیث میں خاموشی ہو نہ اسے حلال کہا گیا ہو نہ حرام وہ چیز حرام ہے۔ دیکھو کتاب راہ سنت از صفحہ نمبر۹۹ تا صفحہ نمبر _ غرض مولوی صاحب کے نزدیک اصل اشیاء میں حرمت یا کم از کم توقف ہے۔

مگر قرآن کریم میں ہے

قل لا اجد فیما اوحی الی محرما علی طاعم یطعمه الاالخ

فرمادو اے محبوب ﷺ کہ میں اپنی وحی میں کسی کھانے والے پر کوئی کھانا حرام نہیں پاتا۔ سواء ان کھانوں کے۔

معلوم ہوا کہ کسی چیز کی حرمت کا ذکر نہ ہونا اس کے حلال ہونے کی علامت ہے اور اصل اشیاء میں اباحت ہے۔ اس مسئلہ پر بہت سی آیات قرآن کریم میں موجود ہیں۔ جو ہم نے اس کتاب میں لکھ دی ہیں۔ ملاحظہ فرماؤ۔

اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں

الحلال ما احل اللّٰہ والحرام ماحرم اللّٰہ وماسکت عنه فهو معفو (مشکوۃ شریف)

حلال وہ جسے اللہ تعالیٰ نے حلال فرمادیا حرام وہ ہے جسے اللہ تعالیٰ نے حرام فرمایا جس سے خاموشی فرمائی وہ معاف ہے

فقہاء فرماتے ہیں۔

عام فقہا اہل سنت کا یہ ہی مذہب ہے کہ اصل اشیاء میں اباحت ہے۔ جیسا کہ ہم نے اس کتاب میں مع حوالہ عرض کیا اور جاء الحق میں بھی اس کے بہت حوالے نقل فرمائے گئے۔

Marfat.com

عام مسلمانوں کا عقیدہ

بھی یہ ہی ہے کہ جو چیز شریعت میں حرام نہ کی گئی ہو وہ حلال ہے اس قاعدے سے آم۔ سنگترہ اناس وغیرہ تمام پھل۔ پلاؤ زردہ۔ بریانی وغیرہ تمام غذائیں۔ فلسفہ۔ منطق۔ ریاضی۔ سائنس وغیرہ تمام علوم جدیدہ کی تعلیم صوفیاء کرام کے عام ورد وظیفے۔ چلے ترک حیوانات وغیرہ۔ لٹھا۔ ململ نشہ شنگھائی وغیرہ کپڑے سب حلال ومباح ہیں۔ کہ ان سے ممانعت شریعت میں وارد نہیں۔ شائد مولوی سرفراز صاحب ان تمام چیزوں کو حرام سمجھتے ہوں کہ ان کی حلت نہ قرآن مجید میں ہے نہ حدیث شریف میں مگر ہم کو پتہ ہے کہ مولانا کا قلمی اور زبانی مذہب اور ہے۔ عملی مذہب کچھ اور یہ سب چیزیں رگڑ جاتے ہوں گے وہ قلم ہی کے بہادر ہیں۔

خود دیوبندیوں کا عقیدہ ہے۔

کہ اصل اشیاء میں اباحت ہے۔ جیسا کہ ہم ابھی اس کتاب کے اندر دیوبندیوں کی مشہور کتاب طریقہ مولد شریف مصنفہ مولوی اشرف علی صاحب تھانوی عرض کر چکے ہیں۔

نتیجہ

بطور نمونہ یہ تین مسئلے آپ حضرات کی خدمت میں پیش کئے گئے۔ ان سے ثابت ہوا کہ کتاب راہ سنت قرآن مجید کے خلاف ہے حدیث شریف کے خلاف ہے۔ اسلام کے خلاف ہے۔ مسلمانوں کے عقیدے کے خلاف یہ کتاب اسلام پر ایک کاری ضرب ہے۔ یہ تین مسائل صرف نمونہ کے طور پر پیش کئے گئے ہیں کوئی مسلمان ان کی قرآن اور حدیث دانی کے دعوے سے دھوکا نہ کھائے ورنہ دولت ایمان سے ہاتھ دھو بیٹھے گا۔

آنکھ سے کاجل صاف اڑالیں یاں وہ چور بلا کے ہیں
تیری گٹھڑی تاکی ہے اور تو نے نیند نکالی ہے۔

آخری گذراش

اہل سنت اور مولوی سرفراز خاں صاحب گکھڑوی و دیگر دیوبندیوں کا اصل

Marfat.com

اختلاف ان فروعی مسائل - میلاد شریف فاتحہ - جلوس عید میلاد شریف میں ہی نہیں ہے۔ یہ چیزیں صرف جائز مستحب ہیں۔ جن کاانکار کفر نہیں۔ بلکہ دیو بندی لوگ بھی یہ سب کچھ اور طریقوں سے کر لیتے ہیں۔ مثلاً" ان کے ہاں عید میلاد شریف کا جلوس بدعت و شرک ہے۔ مگر دیوبندی مولویوں کی آمد پر جلوس سیاسی جلوس جائز ہیں۔ جو وہ دن رات کرتے رہتے ہیں۔ میلاد شریف کا جلوس وہاں کی سج دھج کو حرام کہتے ہیں۔ مگر اپنے مذہبی۔ سیاسی جلسے۔ وہاں رو شنی۔ وہاں کی زیبائش۔ جھنڈیاں وغیرہ کو جائز سمجھ کر دن رات کرتے رہتے ہیں۔ یوں ہی یارسول اللہ - یاغوث کے نعروں کو حرام کہتے ہیں۔ مگراپنے مولویوں کے لئے زندہ باد کے نعرے جائز کہتے ہیں۔ جو چیزیں حضور ﷺ کے لئے حرام و شرک کہتے ہیں۔ وہ اپنے مولویوں کے لئے جائز بلکہ مستحب سمجھتے ہیں۔ اولیاء اللہ کے مزارات پر گنبد کی تعمیر کو حرام شرک کہتے ہیں مگر بانی پاکستان محسن قوم قائداعظم کے مزار پر گنبد کے تعمیر کو حلال بلکہ کار خیر کہتے ہیں۔ امام ضامن کے نام کا پیسہ روپیہ خود صدر مملکت کے بازو پر باندھنے کو اچھا سمجھتے ہیں۔ بہ ہر حال عملاً اب دیوبندی حضرات بھی بریلوی بن چکے ہیں۔ غرضکہ ہمارا ان کا اصلی اختلاف ان مسائل میں نہیں بلکہ ہمارا ان کا اصل جھگڑا جس کی وجہ سے عرب و عجم تمام دنیا کے علمائے دیوبندیوں کو مرتد خارج از اسلام قرار دیا ہے۔

وہ حضور ﷺ کی شان اقدس میں توہین و گستاخیاں ہیں جو دیو بندی لوگ دن رات کرتے رہتے ہیں۔ اور انہوں نے اپنی کتب میں لکھ کر چھاپی ہیں۔ مثلاً" مسلمانوں کا عقیدہ ہے کہ خدا تعالیٰ کے بعد درجہ حضور ﷺ کا ہے ان کے قدم شریف کی نعلین بادشاہوں کے تاج سے افضل ہیں۔ان کے مدینہ پاک کا غبار شفاء امراض ہے وہ رسولوں کے سرتاج نبیوں کے شہنشاہ کل خلق کے مالک ومولی ہیں مگر دیوبندیوں کا عقیدہ ہے کہ جیسے گاؤں میں چوہدری نمبردار ایسے ہی قوم میں نبی۔ یعنی نبی کا درجہ تھانیدار کے برابر بھی نہیں۔ دیکھو ان کی مشہور کتاب تقویۃ الایمان صفحہ - یوں ہی مسلمانوں کاعقیدہ ہے کہ کوئی نماز حضور ﷺ کے ادب کے بغیر مکمل نہیں۔ ہر نمازی التحیات میں حضور ﷺ کو سلام کر کے نماز ختم کرتا ہے مگر ان دیوبندیوں کے نزدیک نماز میں حضور ﷺ کا خیال بھی کرنا گدھے وبیل کے خیال سے بدتر ہے دیکھو ان کی مشہور کتاب صراط مستقیم۔ یوں ہی مسلمانوں کا عقیدہ ہے کہ حضور ﷺ کا مرتبہ ماں

Marfat.com

باپ۔ بادشاہ۔ شہنشاہ غرض کہ تمام جہان سے زیادہ ہے مگر دیوبندیوں کا عقیدہ ہے کہ حضور کا درجہ صرف بڑے بھائی کے برابر ہے دیکھو ان کی مشہور کتاب تفویتہ الایمان۔ گویا ان کے نزدیک۔ حضور ﷺ کی ازواج پاک مسلمانوں کی مائیں نہیں بلکہ بھاوجیں ہونی چاہیں۔ کیونکہ بھائی کی بیوی بھاوج ہوتی ہے اور بھی ان کے عقیدے بہت گندے ہیں۔ جو جاء الحق حصہ اول کے آخر میں مع حوالہ بیان کر دیئے گئے ہیں۔

اگر مولوی سرفراز خاں صاحب

ان عقیدوں سے توبہ کر لیں اور ایسی کتابیں لکھنے والوں سے بیزاری کا اعلان فرمادیں تو ہمارا ان کا اصل جھگڑا ختم ہو جاتا ہے کیا مولوی سرفراز خاں صاحب ہمت کر کے غیرت ایمانی کا ثبوت دیں گے۔ کیا وہ ان گستاخ بیدین دیوبندیوں کے خلاف قلم اٹھانے کی جرات کریں گے۔

خاتمہ

ناظرین نے اس کتاب سے یہ معلوم کر لیا. کہ علمائے دیوبند خصوصاً مولوی سرفراز خاں صاحب کے فتوے ہم لوگوں کے لئے اور ہیں. مگر اپنے لوگوں کے لئے کچھ اور - جن چیزوں کو ہمارے لئے شرک وبدعت و کفر کہتے ہیں۔ ان ہی چیزوں کو اپنے لئے حلال ومباح سمجھتے ہیں۔ اس کا تازہ ثبوت یہ ہے کہ ابھی حال میں دیو بندیوں کے برادر دینی یقینی فرقہ اہل حدیث کے بڑے پایہ کے عالم مولوی حافظ عنائت اللہ صاحب نے ایک کتاب لکھی عیون زمزم جس میں انہوں نے آیات قرآنیہ کی کھلے بندوں تحریف کی۔ اسلامی عقائد کاانکار کیا۔ چنانچہ انہوں نے لکھا کہ حضرت عیسی علیہ السلام بغیر باپ پیدانہ ہوئے۔ ان کا باپ تھا جس کا نام یوسف نجار تھا۔اور لکھا۔ کہ عیسی علیہ اسلام نے بچپن میں کلام نہ کیا اور سورة ال عمران و سورة مریم کی آیات کے ایسے باطل معنے کئے کہ خدا کی پناہ میں نے علماء اہل حدیث و علماء دیو بند و غیر ہم سے بطور استفتاء ان کے متعلق سوالات چھاپے کہ فرماؤ حافظ صاحب مذکور اب مسلمان رہے یا کافر ہو گئے۔ دوسرے فرقوں کی طرف سے فتوے کفر و ارتداد وصول ہوئے۔ مگر دیوبندی و اہل حدیث علماء بالکل خاموش رہے۔ یہ حضرات مسلمانوں کو بات بات پر دھڑادھڑ مشرک و کافر کہتے ہیں۔ اب کیوں خاموش ہیں۔ مولوی سرفراز صاحب کو بھی

Marfat.com

یہ اشتہار بھیجا گیا۔ وہ بھی چپ ہو رہے۔ اور حافظ مذکور بدستور ان کا امام و خطیب ہے۔ اس کے پیچھے نمازیں پڑھ رہے ہیں۔ یہ ہے۔ ان ملحدوں کی توحید۔ اللہ رحم فرمادے۔ امین۔

وما توفیقی الا باللہ علیہ توکلت و الیہ انیب۔

محمد اقتدار خان عرف مصطفے میاں
مفتی جامعہ غوثیہ نعیمیہ گجرات پاکستان

حضرت حکیم الامت کی تمام تصانیف اس پتہ سے منگائیے۔

نعیمی کتب خانہ گجرات پاکستان

Marfat.com

مقیاسِ جنّت

بجواب

بابِ جنّت

مصنّف

جاوید اسلم رضوی
گورنمنٹ کالج۔ جھنگ

Marfat.com

Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد اللہ کہ رسالہ رشد ھدایت کا قبالہ مسمی بہ

مقیاس جنت

المعروف

مسلک الجمہور فی مسائل مذکور

تصنیف لطیف : جاوید اسلم رضوی متعلم حال بی۔ اے گورنمنٹ کالج جھنگ جس میں بڑی محنت کر کے یہ بتایا گیا ہے کہ نہ تو راہ سنت جاء الحق کا جواب ہے اور نہ ہی باب جنت راہ جنت کا جواب ہے اور یہ ثابت کیا گیا ہے کہ علمائے دیو بند کا مسلک سلف صالحین کے خلاف ہے۔ فریق مخالف کے مایہ ناز عالم مولوی سرفراز کی دلیلوں کامقام بتایا گیا ہے کہ ان کے دلائل کی وقعت، کیا ہے جنہیں پڑھ کر مخالفین کی اکڑی ہوئی گردنیں جھک جائیں گی اور اہل سنت کے سینے فخر سے پھولیں گے۔ انشاء اللہ

Marfat.com

انتساب

میں اپنی اس کتاب کو رضوی کچھار کے اس شیر کے نام سے منسوب کرتا ہوں جو گجرات میں بیٹھا ناموس رسالت ﷺ کی حفاظت کررہا ہے۔

جس کی دہاڑ سے دشمنوں کا پتہ پانی ہو جاتا ہے۔ جن کا نام نامی اسم گرامی شیخ القرآن حضرت مولانا مفتی احمد یار خان صاحب مدظلہ عالی ہے۔ جن کا قلم دشمنان دین کے سروں پر تیغ برہنہ کی طرح لٹک رہا ہے۔ جن کی روحانی مدد سے یہ کتاب لکھی ہے۔ خداوند کریم اپنے لاڈلے حبیب محمد مصطفےٰ ﷺ کے صدقے میں آپ کی عمر دراز کرے اور آپ کے خاندان کا سایہ تمام اہل سنت والجماعت پر تاقیامت رکھے آمین

Marfat.com

وجہ تالیف

تمام تعریفیں اس ذات باری تعالیٰ کے لیے جو خالق کائنات ہے درود نا محدود اس محبوب رب وددو پر جو وجہ تخلیق کائنات ہے جس کا نام نامی اسم گرامی زمین پر محمد اور عرش پر احمد ہے ﷺ۔ بعد حمد وصلاۃ اور کروڑوں رحمتیں ہوں علماء امت پر جنہوں نے قرآن پاک اور حدیث کا صحیح مطلب سمجھایا کے جاننا چاہیے کہ فی زمانہ امت محمدیہ بہت سے تفرقوں میں بٹ چکی ہے جس کی وجہ سے مسلمانوں کا اتحاد پارہ پارہ ہو چکا ہے اور مسلمان سیاسی طور پر بہت کمزور ہو چکے ہیں جنہیں دیکھ کر علامہ اقبالؒ بھی پکار اٹھتے ہیں کہ

فرقہ بندی ہے کہیں اور کہیں ذاتیں ہیں
کیا زمانے میں پنپنے کی یہی باتیں ہیں

ان فرقہ بندیوں کو تبھی ختم کیا جا سکتا ہے کہ تمام لوگ سلف صالحین کے مسلک کو اپنا لیں۔ لیکن فی زمانہ کچھ لوگ ایسے پیدا ہو چکے ہیں جنہوں نے خود ساختہ معیار شرک وبدعت قائم کیا ہے اور ہر جگہ شرک وبدعت کی قمہ کرتے رہتے ہیں جو خود کو اہل سنت کہلاتے ہیں لیکن محمد بن عبدالوہاب نجدی اور ابن تیمیہ کے مسلک کو اپنائے ہوئے ہیں اور اس کی تعریف میں زمین و آسمان کے قلابے ملاتے ہیں۔ لیکن مسلمانوں کو ورغلانے کے لیے اپنے آپ کو سلفی المشرب کہتے ہیں شیخ محمد ابو زہرہ پروفیسر لاء کالج جامعۃ القاہرہ مصر اپنی کتاب المذاہب الاسلامیہ میں لکھتے ہیں کہ پہلے یہ لوگ چوتھی صدی ہجری میں حنبلہ شہود پر جلوہ گر ہوئے اس کے بعد ساتویں صدی میں ان کو ابن تیمیہ نے حیات نو بخشی۔ پھر بارہویں صدی میں ان کا احیاء محمد بن عبدالوہاب کے ہاتھوں انجام پایا۔ یہ اپنے عقائد وافکار کو امام احمد بن حنبلؒ کی جانب منسوب کرتے ہیں لیکن بعض حنابلہ ان عقائد کی نسبت امام احمدؒ کی طرف درست نہیں سمجھتے تھے اور ان سے جدل آزما رہے تھے اشاعرہ اور ان لوگوں (وہابی پارٹی) کے درمیان اکثر جدل و معرکہ آرائی کا بازار گرم رہتا تھا۔ یہ محمد بن عبدالوہاب کے پیرو اپنے آپ کو سلفی المشرب کہتے تھے لیکن ہم بتاتے ہیں کہ یہ نام نہاد سلفی کیا عقائد رکھتے تھے اور ان کے نام اور

Marfat.com

حقیقت میں کس نوع کا تعلق ہے اس کے بعد علامہ موصوف جدید فرقوں کی فہرست کے تحت افکار وہابیہ لکھتے ہیں کہ انہوں نے مقبروں کو مسمار کر دیا اور جب دیار عرب میں برسراقتدار آئے تو صحابہ کے مقبرے گرا کر ان کو زمین کے برابر کر دیا اور صرف اشارات کو باقی رہنے دیا اس کے بعد لکھتے ہیں کہ ان وہابیوں نے بدعت کے مفہوم میں حیرت انگیز وسعت پیدا کر دی۔ روضہ نبوی کے غلاف لٹکانے کو بدعت قرار دیتے تھے اور بعض لوگوں نے سیدنا محمد ﷺ کے الفاظ کو بدعت قرار دے دیا اس کے علامہ موصوف لکھتے ہیں کہ یہ لوگ ان امور کو بھی بدعت قرار دیتے تھے جن کا عبادات سے کوئی علاقہ نہ تھا۔ اس فرقہ کے علماء اپنے آراء وافکار بر صحت و صواب وورز خطاتصور کرتے ہیں اور دوسروں کے افکار ان کی نگاہ میں مجموعہ اغلاط اور ناقابل صحت ہیں۔ اس سے بڑھ کر یہ ہے کہ وہ یہ کہتے ہیں کہ قبہ سازی صنم پرستی ہے ان کے یہ نظریات افکار خوارج سے ہم آہنگ ہیں۔ تلخیصا" 256 290 294 ہندوستانی مسلمانوں کی بدقسمتی کہ یہاں ایک شخص محمد اسماعیل نامی پیدا ہوا جس نے محمد بن عبدالوہاب نجدی کی کتاب التوحید کے مضامین کو اپنی کتاب تقویۃ الایمان میں سمویا۔ اس طرح ہندوستانی مسلمان جنگ وجدل میں مصروف ہو گئے جس طرح عربی وہابی اپنے افکار کو امام احمد بن حنبل" کی طرف منسوب کرتے تھے لیکن حنبلی المذہب لوگ ان کے افکار کی صاف طور پر تردید کر دیتے ہیں اسی طرح جب ہندوستانی وہابیوں نے دیکھا کہ یہاں لوگ کثرت سے حنفی المشرب میں تو حنفی لبادہ اوڑھ کر وہابی مذہب کی تبلیغ شروع کر دی لیکن علماء احناف نے ان کی پرزور تردید کر دی۔ ان لوگوں نے دیوبند میں مدرسہ کھولا اور خود کو دیوبندی کہلانے لگے لیکن محمد بن عبدالوہاب وابن تیمیہ وغیرہ کو اپنا آقا و مولا سمجھتے ہیں کسی صورت میں ان کی شان میں کوئی لفظ گستاخی نہیں سن سکتے ہیں اور انہیں کے افکار کو اپنایا۔ چنانچہ قبوں وغیرہ کو ڈھانے کا مسلک اختیار کیا اور ان کی طرح بدعت کے مفہوم میں انہوں نے بہت وسعت کر دی لیکن بقول علامہ موصوف یہ عقائد خوارج سے ہم آہنگ ہیں۔ خود اس بات کو مولوی قاسم نانوتوی بانی دارالعلوم دیوبند نے مانا ہے کہ بعض ممالک میں یہ سوال اٹھ کھڑا ہوا تھا کہ مسلک اسلاف پر تنقید کی جائے خصوصا" عرب میں نجد کے علاقے میں محمد بن عبدالوہاب نجدی اس تحریک کے علمبردار تھے یہی پیچ در پیچ تاثیری اسباب تھے کہ سید شہید جس جماعت کہ چھوڑ کر

Marfat.com

احیاء عنذر بھم یرزقون کی قدوسی صف میں شریک ہوئے تھے اس جماعت کے بعض افراد حدود سے تجاوز کرنے لگے سڑے ہوئے گوشت کے ساتھ لذیذ گوشت پر بھی عمل جراحی کرنے لگے اور بدعت کے ساتھ ایسی بے شمار چیزوں کو وہ بدعت ٹھہرانے لگے جن کے بدعت ہونے کی کوئی وجہ نہیں تھی۔ سوانح قاسمی ص 20 تا 21 تلخیصاً" ایسے علماء احناف نے اپنے وقت میں کافی تردید کر دی تھی لیکن جیسا کہ بحوالہ علامہ ازہری مصری کے حوالہ سے گزرا یہ لوگ صرف اپنے افکار کو ہی صحیح سمجھتے ہیں دوسروں کو بالکل غلط۔ اس لئے یہ لوگ ضد پر قائم رہے۔ علماء اہل سنت و الجماعت کے ایک فاضل جلیل حضرت مولانا مفتی احمد یار خان صاحب بدایونی ثم گجراتی نے ہیں پچیس سال پہلے مسائل مختلف فیہ کو ناصحانہ انداز میں سمجھانے کی کوشش کی اور ایک کتاب مسمی بہ جاء الحق لکھی۔ جسے پڑھ کر ایک ادنی سی سمجھ والا انسان بھی حق کی راہ سمجھ سکتا ہے۔ عرصہ دراز کے بعد وہابی حضرات نے یہ سوچا کہ اگر جاء الحق چھپتی رہی تو کہیں ہمارا مذہب ختم ہی نہ ہو جائے اور انہوں نے اس پر بے جا تنقید شروع کر دی جن میں مولوی سرفراز گکھڑوی اول اول ہیں۔ انہوں نے پرانے دلائل کو جن کا رد علماء اہل سنت نے بارہا کر دیا تھا ایک کتاب راہ سنت میں پیش کیا۔ حالانکہ اس کا رد خود جاء الحق میں موجود ہے جیسا کہ مخفی نہیں اس کتاب میں انہوں نے خارجیوں کی ہمنوائی کرتے ہوئے قبہ وغیرہ کو ڈھانے کا حکم دیا۔ جس کا ایک تنقیدی جواب صاحبزادہ مفتی اقتدار احمد صاحب گجراتی نے "راہ جنت" کے ذریعہ دیا۔ مولوی صاحب نے اس کا رد باب جنت میں لکھا۔ لیکن اس میں کوئی نئی بات نہ لکھی بلکہ فقہا احناف کو وھمی بتانا شروع کر دیا دیکھئے باب جنت ص 114 میں نے سوچا کہ اگر اس کا رد نہ لکھا گیا تو ہو سکتا ہے کہ کچھ لوگ غلط راستے پر چلے جائیں اس لئے آپ کی خدمت میں کتاب ھذا پیش کر رہا ہوں۔ یہ کتاب باب جنت کے رد میں ہے لیکن چونکہ باب جنت راہ جنت کے رد میں ہے اور راہ جنت راہ سنت کے رد میں ہے اسے لئے کتاب ھذا میں راہ سنت کا رد بھی موجود ہے۔ اور بعض مسائل میں Ireetly (l) اس کا رد کیا گیا ہے۔ لیکن یہ کتاب میری ذاتی کاوشوں کا نتیجہ نہیں ہے بلکہ یہ سب کچھ جاء الحق اور دیگر تصانیف اہل سنت میں موجود ہے۔ اس کی مثال ایسے ہے جیسے بہت ہی قیمتی موتی وغیرہ جگہ جگہ بکھرے ہوں اور کوئی انہیں یکجا کر کے ہار کی شکل میں مارکیٹ میں لائے۔ اسی طرح

Marfat.com

مذکورہ حوالہ جات مختلف تصانیف میں تھے میں نے انہیں یکجا کر کے کتابی صورت دے دی ہے۔ اللہ تعالیٰ قبول فرمائے۔ (آمین)

احقرالناس جاوید اسلم رضوی متعلم بی _ اے گورنمنٹ کالج جھنگ

Marfat.com

باب نمبر1

بحث قبور اولیاء پر عمارات و گنبد بنانا

قارئین کرام اس سے پہلے کہ اس بحث کو شروع کیا جائے چند باتوں کا خیال رکھنا ازحد ضروری ہے۔ اگر ان باتوں کو پیش نظر رکھا گیا تو انشاء اللہ اس مسئلہ کو سمجھنے میں کوئی بھی دقت پیش نہیں آئے گی مگر انصاف شرط ہے ایک متعصب شخص سے میرا خطاب نہیں ہے

پہلی بات:۔ بلا فائدہ عمارت یا قبہ بنانے کو علماء اہل سنت طبقہ بریلوی بھی منع فرماتے ہیں، البتہ اگر زائرین کے آرام کے لئے یا دوسری ضرورتوں کے لئے عمارت و قبہ بنایا جائے تو جائز ہے اور یہی بات علماء امت کے اقوال سے ثابت ہے دلائل موقعہ پر آئیں گے۔ (انشاء اللہ)

دوسری بات:۔ قبر کے آس پاس یا قبر کے قریب کوئی عمارت عام مسلمانوں کی قبروں پر منع ہے اور علماء فضلاء کی قبروں پر جائز جیسا کہ ابھی ائمہ کرام کی تصریحات سے یہ بات پایہ ثبوت تک پہنچے گی۔ (انشاء اللہ)

اب پہلے مولوی سرفراز گکھڑوی کے اعتراضات پیش کئے جائیں گے اس کے بعد ان کا جواب "جاء الحق" سے دیا جائے گا۔ پھر سرفراز کے جواب کی خامیاں بتائی جائیں گی اس کے بعد صرف اتمام حجت کے لئے اس مسئلہ کے متعلق کچھ اور لکھا جائے گا۔ (انشاء اللہ تعالیٰ)

اعتراض نمبر1:- مولوی سرفراز صاحب باب جنت ص 24 اور راہ سنت ص 171 پر حضرت جابرؓ سے روایت لکھتے ہیں کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے قبروں کو پختہ بنانے اور اس پر عمارت بنانے اور اس پر بیٹھنے سے منع کیا ہے۔ اس کے بعد روح المعانی اور ابن حجر مکیؒ کے حوالہ سے لکھتے ہیں کہ قبروں پر جو قبے بنائے گئے ہیں ان کو ڈھا دینا واجب ہے۔ (محصلہ)

الجواب:۔ میں کہتا ہوں اس نجدی زادہ کو ایک بہت بڑی غلط فہمی لگی ہوئی ہے کہ میں جو ان باتوں کو پیش کر رہا ہوں یہ مری کوئی نرالی تحقیق ہے۔ یا ان کا جوب

Marfat.com

علماء اہل سنت نے نہیں دیا ہے۔ اور یہ غلط فہمی اپنی انتہا تک پہنچی ہوئی ہے۔ یا انہیں اس بات کا یقین ہو گیا ہے کہ میری کتابیں صرف میری جاہل امت ہی پڑھتی ہے۔ آخر کوئی نہ کوئی بات تو ہے ہی جبھی تو راہ سنت کے آخر میں دس (10,000) ہزار روپیہ انعام لکھ کر فھل من مبارز پکارتے ہیں کہ مبلغ دس (10,000) ہزار روپیہ انعام ہر اس شخص کے لئے جو صحیح دلائل سے یہ ثابت کر دے جس کا فیصلہ عدالت عالیہ کے جج صاحبان کریں گے کہ اس کتاب میں جو مسائل درج ہیں وہ اسلام کے خلاف ہیں یا اھل سنت و الجماعت کے مسلک کے منافی ہیں (الخ)

قارئین کرام نہ تو میں (10,000) روپے کا لالچ رکھتا ہوں۔ ہاں البتہ خدا اور اس کے رسول صلے اللہ علیہ وسلم کی خوشنودی حاصل کرنے کا لالچ ہے شاید یہ کتاب ہی میرے لئے کفارہ سیئات بن جائے اس لئے محنت کی ہے۔ فیصلہ کرنے کے لئے عدالت عالیہ کے جج صاحبان کی مجھے ضرورت نہیں ہے۔ میں اس کتاب کو عوام کی عدالت میں پیش کرتا ہوں۔ اور خدا سے دعا کرتا ہوں کہ خداوند کریم تعصب سے بچائے اور صحیح فہم عطا فرمائے۔ البتہ جس کے دل پر خدا مہر لگا دے آنکھوں اور کانوں پر خدا پردہ ڈال دے وہاں مجھ جیسا فقیر بے نوا کیا کر سکتا ہے۔

مفتی احمد یار خان صاحب مدظلہ جاء الحق میں اس حدیث کی تشریح میں رقم طراز ہیں۔

قبر کو پختہ کرنے سے منع ہونے کی تین صورتیں ہیں۔ ایک تو یہ کہ قبر کا اندرونی حصہ جو کہ میت کی طرف ہے اس کو پختہ کیا جائے اس لئے حدیث میں فرمایا گیا ان یجصص القبور۔ یہ نہ فرمایا گیا علی القبور دوسرے یہ کہ عامۃ المسلمین کی قبریں پختہ کی جاویں کیونکہ یہ بے فائدہ ہے تو معنی یہ ہوئے کہ ہر قبر کو پختہ کرنے (بنانے) سے منع فرمایا۔ تیسرے یہ کہ قبر کو سجاوٹ تکلف یا فخر کے لئے پختہ کیا یہ تینوں صورتیں منع ہیں۔ اور اگر نشان باقی رکھنے کے لئے کسی ولی اللہ کی قبر پختہ کی جاوے تو جائز ہے کیونکہ حضور علیہ الصلواۃ والسلام نے عثمان ابن مظعون کی قبر پختہ پتھر کی بنائی جیسا کہ باب اول میں گزرا لمعات میں اسی ان یجصص القبور کے ماتحت ہے۔ لمافیہ من الزینۃ و التکلف۔ کیونکہ اس میں صرف سجاوٹ اور زینت ہے۔ جس سے معلوم ہوا اگر اس لئے نہ ہو تو جائز ہے

Marfat.com

ص 1:- بخاری شریف میں ہے کہ ہم میں بڑا کودنے والا وہ تھا جو کہ عثمان ابن مظعون کی قبر کو پھلانگ جاتا اور مشکواۃ شریف میں ہے کہ جب حضور علیہ السلام نے عثمان ابن مظعون کو دفن فرمایا تو ان کے سرہانے ایک پتھر نصب فرمایا "کہ اعلم بھا قبر اخی و ادفن الیہ من مات من اھلی"۔ ہم اس سے اپنے بھائی کی قبر کا نشان لگائیں گے اور اسی جگہ اپنے اہل بیت کے مردوں کو دفن کریں گے۔ مشکواۃ کی روایت سے معلوم ہوا کہ قبر کے سرہانے پتھر تھا اور بخاری کی روایت سے معلوم ہوا کہ خود قبر عثمان کا تعویز پختہ تھا۔ دونوں روایات اس طرح جمع ہو سکتی ہیں کہ مشکواۃ میں جو آیا کہ قبر کے سرہانے پتھر لگایا اس کے معنی یہ نہیں کہ قبر سے علیحدہ سر کے قریب کھڑا کر دیا بلکہ یہ ہے کہ خود قبر میں ہی سر کی طرف لگا دیا یا مطلب یہ کہ قبر ساری اس پتھر کی تھی مگر سرہانے کا ذکر کیا ان دونوں حدیثوں سے ثابت ہوا کہ اگر کسی خاص قبر کا نشان قائم رکھنے کے لئے قبر کچھ اونچی کر دی جائے یا پتھر وغیرہ سے پختہ کر دی جائے تو جائز ہے تاکہ معلوم ہو یہ کسی بزرگ کی قبر ہے۔ جاء الحق ص 283 " ان یبنی علیہ یعنی قبر پر عمارت بنانا منع فرمایا۔ اس کے بھی چند معنی ہیں اولا" تو یہ کہ خود قبر پر عمارت بنائی جاوے کہ قبر دیوار میں شامل ہو جاوے چنانچہ شامی باب الدفن میں ہے (صرف ترجمہ نقل کیا گیا ہے)

قبر کو ایک ہاتھ سے زیادہ اونچا کرنا منع ہے کیونکہ مسلم میں ہے کہ حضور علیہ السلام نے قبر کو پختہ کرنے اور اس پر کچھ بنانے سے منع فرمایا۔ درمختار اسی باب میں ہے ونکرہ الزیادۃ علیہ من التراب لانہ بمنزلتہا البناء۔ قبر پر مٹی زیادہ کرنا منع ہے کیونکہ یہ عمارت بنانے کے درجہ میں ہے اس سے معلوم ہوا کہ قبر پر بنانا یہ ہے کہ قبر دیوار میں آجاوے اور گنبد بنانا یہ حول القبر ہے یعنی قبر کے ارد گرد بنانا ہے یہ ممنوع نہیں ہے تیسرے یہ کہ اس بنانے کی تفسیر دوسری حدیث نے کر دی جو باب المساجد مشکوۃ شریف میں ہے (صرف ترجمہ پر اکتفا ہے)

اے اللہ میری قبر کو بت نہ بنانا جس کی پوجا کی جاوے اس قوم پر خدا کا سخت غضب ہے جس نے اپنے پیغمبروں کی قبروں کو مسجد بنا لیا۔ (یہ حکم عام مسلمانوں کے لیے ہے خواص کی قبریں ایک بالشت سے بھی اونچی ہو سکتی ہیں۔ رضوی) اس سے معلوم ہوا کہ کسی کی قبر کو مسجد بنانا اس پر عمارت بنا کر اس کی طرف نماز پڑھنا حرام ہے

Marfat.com

یہ ہی اس حدیث سے مراد ہے قبروں پر کیا نہ بناؤ مسجد۔ قبر پر مسجد بنانے کے یہ معنی ہیں کہ اس کی عبادت کی جاوے یا کم از کم اس کو قبلہ بنا کر اس کی طرف سجدہ کیا جائے علامہ ابن حجر عسقلانی فتح الباری شرح بخاری میں فرماتے ہیں (صرف ترجمہ نقل ہے)

بیضاوی نے فرمایا کہ جب کہ یہود ونصاریٰ پیغمبروں کی قبروں کو تعظیماً" سجدہ کرتے تھے اور اس کو قبلہ بنا کر اس کی طرف نماز پڑھتے تھے اور ان قبور کو بت بنا رکھا تھا لہٰذا حضور علیہ السلام نے لعنت فرمائی اور مسلمانوں کو اس سے منع فرمایا۔ یہ حدیث معترض کی پیش کردہ حدیث کی تفسیر ہو گئی معلوم ہو گیا کہ قبہ بنانے سے منع نہیں فرمایا بلکہ قبر کو سجدہ گاہ بنانے سے منع فرمایا۔ چوتھے یہ کہ یہ ممانعت شرعی نہیں ہے بلکہ زہد وتقویٰ کی تعلیم ہے جیسے کہ ہم پہلے باب میں عرض کر چکے ہیں کہ رہنے کے مکانات کو پختہ کرنے سے بھی روکا گیا بلکہ گرا دیے گئے پانچویں یہ کہ جب بنانے والے کا یہ اعتقاد ہو کہ اس عمارت سے میت کو فائدہ پہنچتا ہے تو منع ہے یہ غلط خیال ہے اگر زائرین کی آسائش کے لیے عمارت بنائی جاوے تو جائز ہے۔ ہم نے یہ تو جیہیں اس لیے لکھیں ہیں کہ بہت سے صحابہ کرام نے خاص خاص قبروں پر عمارات بنائی ہیں۔ یہ فعل سنت صحابہ ہے چنانچہ حضرت فاروقؓ نے حضور علیہ السلام کی قبر انور کے گرد عمارت بنائی حسن مثنیٰ کی بیوی نے اپنے شوہر کی قبر پر قبہ ڈالا جس کو بحولہ مشکوۃ باب البکاء سے نقل کر چکے ہیں۔ اس فعل کے ماتحت ملا علی قاریؒ مرقات شرح مشکوۃ باب البکاء میں فرماتے ہیں (اور مولوی سرفراز کے نزدیک ملا علی قاریؒ مستند ہیں) رضوی صرف ترجمہ پر اکتفا ہے) ظاہر ہے یہ قبہ دوستوں اور صحابہ کے جمع ہونے کے لیے تھا تاکہ ذکر اللہ وتلاوت قرآن کریں اور دعائے مغفرت کریں لیکن ان بی بی کے اس کام کو محض بے فائدہ بنانا مکروہ ہے اور اہل بیت کی شان کے خلاف ہے صاف معلوم ہوا کہ بلا فائدہ عمارت بنانا منع اور زائرین کے آرام کے لے جائز ہے نیز حضرت عمرؓ نے زینت بن جحشؓ کی قبر پر بنایا اور حضرت عائشہؓ نے اپنے بھائی عبدالرحمٰن کی قبر پر قبہ بنایا۔ حضرت محمدؒ بن حنفیہ عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنھم کی قبر پر بنایا منتقٰے شرح موطا امام مالک میں ہے (صرف ترجمہ نقل ہے) (حضرت امام حسن ابن حسن ابن علی کا انتقال ہو گیا تو ضربت امرتہ القبہ علٰی قبرہ سنۃ_ ان کی بیوی

Marfat.com

نے ان کی قبر پر ایک سال تک قبہ ڈالے رکھا۔ بخاری کتاب الجنائز و مشکوۃ باب البکاء حضرت عمرؓ نے زینت بنت جحش کی قبر پر قبہ بنایا حضرت عائشہؓ نے اپنے بھائی عبدالرحمٰن کی قبر پر قبہ بنایا۔ محمد ابن حنفیہ (ابن حضرت علی) نے حضرت عباس کی قبر پر قبہ بنایا رضی اللہ تعالیٰ عنھم اور جس نے قبہ بنانا مکروہ کہا تو اس لیے کہا جو اس کو فخر وریا کے لیے بنائے۔

بدائع ضائع جلد اول ص 320 میں ہے (صرف ترجمہ نقل ہے) جب کہ طائف میں ابن عباسؓ کا انتقال ہوا تو ان پر محمد بن حنفیہ نے نماز پڑھی اور ان کی قبر ڈھلوان بنائی اور قبر پر قبہ بنایا۔ عینی شرح بخاری میں ہے ضرب به محمد ابن الحنفیه علےٰ قبر ابن عباس ان صحابہ کرام نے یہ فعل کیے اور ساری امت روضہ رسول علیہ السلام پر جاتی رہی۔ کسی محدث کسی فقیہ کسی عالم نے اس روضہ پر اعتراض نہیں کیا لہذا اس حدیث کی وہ ہی توجیہیں کی جائیں گی جو ہم نے کیں۔

قبر پر بیٹھنے کے معنی ہیں قبر پر چڑھ کر بیٹھنا یہ منع ہے نہ کہ مجاور بننا مجاور بننا تو جائز ہے۔ مجاور اسی کو کہتے ہیں۔ جو قبر کا انتظام رکھے۔ کھولنے بند کرنے کی چابی اپنے پاس رکھے۔ وغیرہ۔ یہ صحابہ کرام سے ثابت ہے۔ حضرت عائشہ صدیقہؓ مسلمانوں کی والدہ حضور علیہ السلام کی قبر انور کی منتظمہ اور چابی والی تھیں جب صحابہ کرام کو زیارت کرنی ہوتی تو ان ہی سے کھلوا کر زیارت کرتے دیکھو مشکوۃ باب الدفن۔ آج تک روضہ مصطفےٰ علیہ الصلوۃ والسلام پر مجاور رہتے ہیں کسی نے ان کو ناجائز نہ کہا۔ ازجاء الحق ص 290 تا ص 293

مندرجہ بالا تحریر پر اعتراضات وجوابات

اعتراض:۔ قارئین کرام آپ دیکھ چکے ہیں کہ مفتی صاحب مدظلہ عالی کی یہ توجیہ جو کہ پیش کی گئی ہے کتنی مدلل اور شستہ ہے۔ اس لیے ایک شستہ مزاج کے لیے اتنا بہت کافی ہے۔ لیکن جس کے دل ودماغ کو بیماری لگی ہو تو اس کے لیے دلائل کا انبار بھی ناکافی ہے۔ اور کچھ یہی بات ہمارے خان صاحب گکھڑوی کے ساتھ ہے۔ چاہیے تو یہ تھا کہ وہ اپنی عاقبت کا فکر کرتے ہوئے مفتی صاحب مدظلہ کی بات مان لیتے اور حق

Marfat.com

کی راہ چلتے لیکن خان صاحب گکھڑوی نے تو دنیا کو عاقبت پر ترجیح دی ہوئی ہے۔ جبھی تو انہوں نے بے تکی ہانکنے کا ٹھیکہ اٹھا رکھا ہے۔ آیئے قارئین دیکھیں مولوی صاحب کیا فرماتے ہیں؟ مولوی سرفراز راہ سنت ص 175 پر یوں رقم طراز ہیں ملاحظہ ہو۔ " مفتی احمد یار خان صاحب وغیرہ کا یہ ارشاد کہ حضرت عمرؓ حضرت عائشہؓ اور حضرت محمد بن حنیفہ سے قبروں پر خیمے لگانے کا ثبوت ہے اور اس پر روایتیں نقل کی ہیں تو اولا" اس کا جواب یہ ہے کہ یہ بے اصل اور بے سند روایتیں ہیں ہرگز قابل قبول نہیں وثانیا" اگر یہ سندا" صحیح بھی ہوں تب بھی نبی کریم ﷺ کی صحیح اور صریح حدیث کے مقابل کوئی پوزیشن ہی نہیں ہے۔

الجواب :- میں تمام قارئین خواہ وہ مخالفین حضرات ہوں یا موافقین سے خدا اور اسکے رسول علیہ السلام کا واسطہ دیکر پوچھتا ہوں کہ وہ مجھے یہ بتائیں کہ مدلل حوالہ جات کے جواب میں بلا دلیل کہہ دینا کہ یہ حوالہ جات بے اصل اور بے سند ہیں۔ کیا جواب ہو گا کیا مولوی سرفراز صاحب کو اپنے اس دعویٰ کی دلیل کہیں سے ملی ہے؟ اگر ملی ہے تو لکھی کیوں نہیں؟ صاف مطلب ہے کہ ان روایات کو کسی نے بھی بے اصل و بے سند نہیں کہا۔ کیا تو مولوی سرفراز نے اور وہ بھی بلا دلیل۔ کیا اسی برتے پر مولوی سرفراز صاحب مفتی صاحب مدظلہ کے منہ لگتے ہیں؟ کیا اسی تحقیق پر محقق بنے بیٹھے ہیں؟ کیا اسی تحقیق پر ھل من مبارز پکارتے ہیں اور صد افسوس ہے ان عقل کے ماروں پر جو ایسی بے سروپا بات پر آنکھیں بند کر کے امنا وصدقنا کہہ دیتے ہیں۔ خود مولوی سرفراز دل پر ہاتھ رکھ کر سوچیں کہ میری عبارت مفتی صاحب کی تحریر کا جواب ہے؟ کیا اسی کو تحقیق کہتے ہیں؟ کیا جواب میں واھی تباہی بکنے کو جواب کہہ دیتے ہیں؟ لیکن مولوی صاحب کو اس سے کیا کام کہ میری بات بلا دلیل ہے کہ نہیں۔ آخر اپنی جماعت میں شیخ الحدیث بھی تو کہلانا ہے۔ اپنی جماعت میں ناک اونچی کر کے بھی تو چلنا ہے۔ اگر مولوی صاحب کے پاس اپنے دعویٰ کی دلیل ہے تو پیش کریں ورنہ خدا ہی بہترین منتقم ہے۔ اور مولوی سرفراز کا یہ کہنا کہ " اگر یہ سندا" صحیح بھی ہوں تب بھی نبی کریم ﷺ کی صحیح اور صریح حدیث کے مقابلہ میں ان کی کوئی پوزیشن ہی نہیں ہے بھی بالکل غلط اور انتہائی لغوبات ہے۔ یہ تو ہٹ اور ضد اور والی بات ہوئی کہ کوئی بات مانی ہیں نہیں چاہے سندا" صحیح بھی ہو۔ مولوی سرفراز کی اس بات پر ایک

Marfat.com

خوب لطیفہ یاد آیا وہ یہ ہے۔

لطیفہ :- ایک دفعہ ایک لڑکا بھاگا بھاگا گھر آیا اور پکارنے لگا کہ امی امی میں نے اپنے ایک دوست سے شرط لگائی ہے کہ خرگوش کی تین ٹانگیں ہوتی ہیں۔ والدہ نے کہا کہ بیٹا تیرا دماغ خراب ہو گیا ہے۔ بھلا خرگوش کی بھی کبھی تین ٹانگیں ہوئی ہیں تو شرط ہار جائے گا۔ بیٹا تنک کر بولا واہ امی میں کیسے شرط ہار جاؤنگا جب کہ میں نے کسی صورت یہ ماننا ہی نہیں کہ خرگوش کی چار ٹانگیں ہوتی ہیں۔

اور کچھ اس لڑکے والی بات مولوی سرفراز نے پکڑ رکھی ہے کہ ماننا ہی نہیں چاہے سندا" صحیح ہی کیوں نہ ہو اور وجہ یہ لکھی کہ نبی ﷺ کی حدیث کے مقابلہ میں ان کی کوئی پوزیشن ہی نہیں ہے۔ میں اس نجدی زادہ سے پوچھتا ہوں۔ کہ کیا تو حدیث کو اپنی عقل ناقص سے سمجھنا چاہتا ہے کہ علماء امت کی تشریح کی مدد سے۔ اگر اپنی عقل سے یہ حدیث سمجھنا چاہتا ہے تو انہیں ان کی لولی لنگڑی عقل مبارک۔ اگر علماء امت سے یہ مسئلہ سمجھنا چاہتا ہے تو لازما" مفتی صاحب مدظلہ کی بات ماننا پڑے گی۔ تمہیں اپنی عقل اور ہمیں ائمہ سلف منظور۔ جہاں وہ جائیں گے وہی جگہ ہمیں بھی منظور۔ میں پوچھتا ہوں کیا ملا علی قاری کا دماغ خراب تھا جو انہوں نے اس حدیث کے ہوتے ہوئے بھی اس فعل کو نا جائز نہ کہا۔ صاحب منتقٰے وصاحب ہدایہ کی عقل ماری گئی تھی جو انہوں نے عمارات وقبہ بنانے کے ثبوت میں لکھا کیا حدیث ان کے پیش نظر نہیں تھی لیکن وہ تو آپ کے نزدیک وہمی تھے معاذ اللہ آپ ہی نے تو راہ سنت ص 224 پر لکھا ہے " یہ ملا علی القاری کا وہم ہے"۔ یہ کیا بات ہوئی جہاں دیکھا کہ یہ قول خلاف نجدی مذہب ہے وہاں ائمہ کرام کو وہمی بتانا شروع کر دیا اور جہاں بظاہر مطابقت کی دلیل ملی جلدی سے زینت کتاب بنا دی آخر یہ کیا بات ہے کہ میٹھا میٹھا ہڑپ اور کڑوا کڑوا تھو۔ قارئین کرام کے دل میں شاید یہ بات آجائے کہ آخر قبے بنانے سے منع کرنے کی عبارات مولوی سرفراز نے بھی تو لکھی ہیں تو اس کا جواب یہ ہے کہ جہاں بھی عمارت وقبہ بنانے کو روکا گیا وہاں حکم عامتہ المسلمین کی قبور کے متعلق ہے یا بے فائدہ عمارت بنانے کو منع کیا گیا جیسا کہ ملا علی قاری نے مرقات شرح مشکوۃ میں فرمایا۔

اما حمل فعلها علی العبث المکروہ۔ الخ

Marfat.com

ترجمہ :- لیکن ان بی بی کے اس کام کو محض بے فائدہ بنانا مکروہ ہے اسے پہلے ملا علی قاری حسن مثنی کی بیوی کے اس فعل کے تحت کہ انہوں نے اپنے شوہر کی قبر پر قبہ ڈالا فرماتے ہیں۔

الظاہر انہ لاجتماع الاحباب للذکر والقراءۃ وحضور الاصحب بالمغفرۃ

ترجمہ :- ظاہر ہے کہ یہ قبہ دوستوں اور صحابہ کے جمع ہونے کے لیے تھا تاکہ ذکر اللہ وتلاوت قرآن کریں اور دعائے مغفرت کریں۔ اس کے بعد ملا علی قاریؒ نے مسئلہ صاف فرما دیا کہ اس میں کراھت جب ہوگی جب یہ کام بے فائدہ ہوگا۔ جیسا کہ ابھی حوالہ گذرا ہے۔ ابو عبد سلیمان رحمۃ اللہ علیہ منتقے شرح موطا امام مالکؒ میں فرماتے ہیں۔

وانما کرھہ لمن ضربہ علٰی وجہ السمعۃ والمباحۃ

ترجمہ :- جس نے قبہ بنانا مکروہ کہا تو اس لیے کہا جو کہ اس کو فخر وریا کے لیے بنائے قارئین کرام اب بخوبی جان چکے ہوں گے کہ اگر بے فائدہ یا ریا و فخر کے لیے قبہ یا عمارت بنائی تو وہ ممنوع ہے۔ اگر یہ بات نہ ہو تو جائز ہے۔ اور یہی بات ان حوالہ جات کے لیے کافی ہے جن میں قبہ وعمارت بنانے کو مکروہ کہا۔

اب یہ بات شاید مولوی سرفراز کی سمجھ میں بھی آ گئی ہوگی کہ اقوال علماء امت بھی برحق اور حدیث بھی برحق۔ دونوں میں کوئی بھی مخالفت نہیں ہے۔ جیسا کہ مولوی سرفراز نے سمجھا ہے۔ مولوی سرفراز صاحب راہ سنت ص 170 پر لکھتے ہیں اگر قبروں کو پختہ بنانے اور ان پر گنبد وغیرہ تعمیر کرنے میں احترام ہوتا اور اس میں کوئی بھی شرعی فائدہ اور دینی مصلحت ہوتی تو سردار دوجہاں رحمتہ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم ہرگز اس سے منع نہ کرتے اگر مولوی احمد رضا خان صاحب اور مولوی عبدالسمیع صاحب آج مولوی محمد عمر صاحب اور مفتی احمد یار خان صاحب وغیرہ کو اس میں دینی مصلحتیں اور شرعی فوائد حاصل ہوئے ہیں جن کی بنا پر وہ سب کچھ جائز کہتے ہیں اور اس کو کار ثواب اور کم از کم مستحب سمجھتے ہیں تو سوال یہ ہے کہ جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں کو اس سے کیوں منع کیا۔ مجھے اس پر چند طرح سے اعتراض ہے اولاً" اگر قبہ وعمارت بنانے میں کوئی فائدہ نہ ہوتا تو ائمہ سلف مثلاً" ملا علی قاریؒ۔ صاحب بدائع وصاحب منتقٰے وغیرہ نے کیوں اس فعل کو جائز ومباح فرمایا کیا ان کو انکار رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا پتہ نہ تھا؟

وثانیاً" بہت سے احکام زمان ومکان سے بدل جاتے ہیں اس لیے احکام سابقہ سے وہاں

Marfat.com

سند لانا نری حماقت ہے جیسا کہ جواہر اخلاطی میں مذکور ہے۔

هو وان كان احداثا فهوبدعة حسنة وكم من شى كان احداثا وهو بدعة حسن وكم من شى يختلف باختلاف الزمان ومكان

ترجمہ:۔ یعنی اگرچہ یہ امر (یعنی عمارت وقبہ بنانا) نو پیدا ہے پھر بھی بدعت حسنہ ہے اور بہت سی چیزیں ہیں کہ نئی پیدا ہیں مگر بدعت حسنہ ہیں اور بہت سے احکام ہیں کہ زمان ومکان سے بدل جاتے ہیں۔ سبحان اللہ مسئلہ ہی صاف ہو گیا یعنی ایسی جگہ احکام سابقہ سے سند لانا حماقت اور بے سود ہے کیونکہ جو حاجت اب پیدا ہوئی ہے اگر اس زمانہ میں ہوتی تو وہ بھی یہی حکم کرتے۔ شیخ عبدالحق محدث دہلوی" شرح سفر السعادت میں فرماتے ہیں

"در آخر زمان بجہت اقتصاد رنظر عوام برظاہر مصلحت در تعمیر و ترویج مشاہد و مقابر و عظماء دیدہ چیز ہا افزودند تا آنجا ہیبت و شوکت اہل اسلام و اہل اصلاح پیدا آید خصوصاً" در دیار ھند کہ اعدائے دین ازہنود کفار بیساراند و ترویج و اعلاء شان ایں مقامات باعث رعب و انقیاد ایشاں است بسیار اعمال وافعال واوضاع کہ در زمان سلف از مکروبات بودہ اندر آخر زمان مستحسنات گشتہ"

ترجمہ:۔ آخر زمان میں چونکہ عام لوگ محض ظاہربین رہ گئے۔ لہٰذا مشائخ اور صلحاء کی قبروں پر عمارت بنانے میں مصلحت دیکھ کر زیادتی کردی تاکہ مسلمانوں اور اولیاء اللہ کی ہیبت ظاہر ہو خاص کر ہندوستان میں کہ یہاں ہندو اور کفار بہت دشمنان دین ہیں ان مقامات کی اعلاء شان کفار کے رعب و طاعت کا ذریعہ ہے اور بہت سے کام پہلے مکروہ تھے اور آخر زمانہ میں مستحب ہو گئے۔

قارئین کرام دیکھا کہ صاحب جواہر اخلاطی و شیخ محقق کیا فرما رہے ہیں اور ہمارے نجدی یاروں کا دماغ کدھر جا رہا ہے۔ شیخ محقق نے تو یہاں تک تصریح کر دی کہ خاص کر ہندوستان میں یہ کام کرنا چاہیے کہ یہاں ہندو اور دوسرے بد مذہب رہتے ہیں۔ مسلمانوں کو اپنا رعب ظاہر کرنے کے لئے قبروں پر عمارت وقبہ بنایا جائے۔ پاکستان میں ہندو تو اتنی تعداد میں رہتے نہیں البتہ ان کی حلوہ پوریاں اور ان کا پسندیدہ جانور کوا کھانے والے ان کے برادر رہتے ہیں اس لئے ان پر رعب ظاہر کرنے کے لئے قبور

Marfat.com

اولیاء پر عمارت وقبہ بنانا مستحب ہے۔ ایک بات جو ہر دو حوالہ جات سے ثابت ہوئی وہ یہ کہ حضور علیہ السلام کے زمانہ میں یہ فعل منع تھے تو اس دلیل سے سند لانا حق کا ثبوت دینا ہے کیونکہ اب جو ضرورت پیش آئی ہے وہ پہلے نہیں تھی۔ اب دیکھئے مولوی سرفراز کیسی یکطرفہ ڈگری دیتے ہیں اور علماء امت کے مقابل اپنا الگ محاذ بناتے ہیں ملاحظہ راہ سنت ص 171 لکھتے ہیں۔

کون ماں کا لال ہے جو آپ کی منع کی ہوئی چیز میں کوئی مصلحت اور فائدہ ثابت کرسکے۔ ہاں جی یہ سب ائمہ کرام کو تو یہ پتہ ہی نہیں تھا کہ حضور علیہ السلام نے اس فعل سے منع کیا تھا۔ وہ تو آپ ہی کے حصہ میں آیا ہے کہ آپ کو پتہ چل گیا کہ یہ کام منع ہے۔ ٹھیک ہے آپ کو اپنی عقل مبارک اور ہمیں علماء امت قبول۔ پسند اپنی اپنی خیال اپنا اپنا۔ اچھا مولوی سرفراز ایک بات بتائیے کہ اگر یہ کام منع ہے تو اگر کوئی جان بوجھ کر وہاں جائے اور چلہ وغیرہ کرے۔ عمارت میں قیام کرے یقیناً" آپ کے نزدیک موجب لعنت اور بدرجہ اولی بدعتی ہوگا۔ آیئے ذرا اپنے گھر کی ایک کہانی سن لیجے۔ سوانح قاسمی جلد دوم ص 30 پر مولوی سید مناظر احسن گیلانی دیوبندی رقم طراز ہیں۔

مولوی قاسم نانوتوی بانی دارالعلوم دیوبند کے متعلق لکھتے ہیں۔

"میں نے اپنے بزرگوں سے سنا ہے کہ کلیر شریف تشریف لے جاتے تو ڑکی سے ننگے پاؤں ہولیتے اور شب کو روضہ میں داخل ہو کر کواڑ بند کر دیتے تھے اور تمام رات حضرت صابر صاحب کے مزار پر تنہائی میں گذارتے۔

اس عبارت کو دیکھ کر مولوی صاحب اور ان کے متبعین کو شرم کرنی چاہیے۔ کمال ہے بانی دیوبند تو روضہ میں جا کر چلہ کاٹیں اور نہ تو اس کی تردید کریں کہ یہ روضہ ناجائز بنا ہے۔ بلکہ شدر حال کرکے جاتے اور اصاغر دیوبند ہیں کہ اپنوں پر ہی وار کر رہے ہیں

قارئین کرام پر بخوبی واضح ہو چکا ہوگا کہ ایک طرف مولوی سرفراز صاحب یا ان کے چند حواری ہیں۔ جو کہ حدیث رسول علیہ السلام سے غلط مطلب اخذ کرتے ہیں۔ دوسری طرف ملا علی قاریؒ علامہ عینی۔ علامہ سلیمان۔ شیخ محقق عبدالحق محدث دہلوی۔ صاحب جواہر اخلاطی اس کے علاوہ اور دوسرے ائمہ سلف میں جو کہتے ہیں کہ اگر ہے

Marfat.com

فائدہ یا فخرو ریا وغیرہ کے لیے عمارت بنائی جائے تو ناجائز ورنہ جائز ہے یہی بات مفتی احمد یار خان صاحب مدظلہ اور ان کے رفقائے کار فرماتے ہیں کہ فقہا کرام نے جہاں عمارات بنانے کہ مکروہ کہا وہاں بے فائدہ یا فخرو ریا کے لیے بنانے پر حکم ہے یا عامتہ المسلمین کی قبور کے لیے حکم ہے۔ اب قارئین کرام خود ہی سوچ لیں کہ کس کا دامن ائمہ کرام سے منسلک ہے اور کون ہوائے نفسانی کی پیروی کر رہا ہے۔

"مفتی صاحب پر سرفراز گکھڑوی کا اتہام"

مولوی سرفراز گکھڑوی راہ سنت ص 175 پر لکھتے ہیں کہ حضرت عثمان بن مظعون ؓ کی قبر کے سرہانے بطور علامات کے ایک پتھر رکھنے سے قبر پر عمارت وقبہ بنانے پر استدلال کرنا یہ صرف مفتی صاحب اور ان کے ہم مشرب رفقاء کا کام ہے آخر مفتی جو ہوئے۔

بلفظہ۔

الجواب :- میں کہتا ہوں اگر سرفراز صاحب مجھے جاء الحق کے کسی صفحہ پر یہ لکھا دکھادیں کہ مفتی صاحب نے حضرت عثمان بن مظعون والی روایت سے عمارت وقبہ کے جواز میں استدلال کیا ہے تو میں ان کا بے دام غلام بننے کو تیار ہوں۔ کیا سرفراز صاحب ایسا کریں گے؟ میں کہتا ہوں قیامت تک نہیں ایسا لکھا دکھا سکتے کیونکہ مفتی صاحب نے اس کے علاوہ کچھ لکھا ہی نہیں ہے کہ "ان دونوں احادیث سے ثابت ہوا کہ اگر کسی خاص قبر کا نشان قائم رکھنے کے لیے قبر کچھ اونچی کر دی جاوے یا پتھر وغیرہ سے پختہ کر دی جائے تو جائز ہے۔ جاء الحق ص 283 مفتی احمد یار خان مدظلہ عالی نے پہلے دونوں روایتیں جو عثمان ابن مظعون ؓ کے متعلق وارد ہوئیں تھیں لکھیں پھر ان میں تطبیق کر کے مندرجہ بالا نتیجہ نکالا۔ اب قارئین ہی دیکھیں کہ مذکورہ حوالہ میں ایسا کون سا لفظ ہے جس سے یہ ثابت ہوتا ہو کہ مفتی صاحب نے اس حوالہ سے عمارت وقبہ بنانے پر استدلال کیا ہے۔ ایسے الزامات لگا کر بنے شیخ الحدیث اور محقق بنے بیٹھے ہیں جناب سرفراز صاحب جس بات کا جاء الحق سے کوئی تعلق نہیں کیا وہ عبارت لکھتے ہوئے تمہارا ہاتھ نہیں کانپا۔ کیا حیا نہیں آیا۔ مگر حیا کہاں سے آئے کیوں کہ الحیاء شعبۃ من الایمان۔ حیا تو ایمان کا حصہ ہے اور رسول ﷺ کا یہ ارشاد تو آپ کو معلوم ہے یطبع المرامع کل خصلۃ الا الکذب والخیانۃ اوکما قال۔ یعنی مومن

Marfat.com

میں اور بری خصلتیں تو ممکن ہیں کہ جمع ہو جائیں مگر جھوٹ اور خیانت کا جمع ہونا ممکن نہیں اور یہاں تو جھوٹ پر جھوٹ خیانت پر خیانت ہے۔ اب فیصلہ قارئین ہی کر لیں کہ حضور ﷺ کا فرمان کیا کہہ رہا ہے اور سرفراز کا کردار کیا ہے میں پوچھتا ہوں کیا کذب گوئی کا نام راہ سنت ہے؟ نہیں ہے اور یقیناً" نہیں ہے تو حیف ہے ان عقل کے اندھوں پر جو کتاب راہ سنت پر اعتماد کیے بیٹھے ہیں اب ہم ان مدلل حوالہ جات کو پیش کرتے ہیں جو اس کے جواز میں ہیں اور یہ تقریباً" تمام حوالہ جات جاء الحق میں بھی موجود ہیں۔ اور یہ صرف اس لیے کر رہا ہوں تاکہ عوام الناس پر یہ واضح ہو جائے کہ مفتی صاحب مدظلہ پہلے ہی اتمام حجت کر چکے ہیں۔ اس کے بعد ان حوالہ جات پر جو اعتراض مولوی سرفراز نے وارد کیا ہے اس کا جواب دونگا انشاء اللہ۔ جیسا کہ میں پہلے بھی قارئین کرام سے عرض کر چکا ہوں کہ قبور پر قبہ بنانا یا عمارت بنانا وغیرہ یا قبر کو پختہ بنانا بے شک ممنوع ہے لیکن یہ حکم عامتہ المسلمین کی قبور کے متعلق ہے اور اسی کا حکم حدیث مسلم و مشکوۃ میں ہے اور جس سے مولوی سرفراز گکھڑوی نے اپنا غلط نظریہ اخذ کرنے کی کوشش کی ہے کیونکہ اس حدیث کے ہوتے ہوئے بھی علمائے کرام اور مشائخ عظام نے اولیاء امت کے مزارات پر عمارت بنانا اور قبہ بنانے وغیرہ کو مباح وجائز کہا ہے تاکہ لوگوں کی نگاہوں میں عزت ہو اور لوگ ولی اللہ پہچان کر ان سے برکت حاصل کریں اس کی مثال بالکل ایسے ہے جیسے سرکاری عمارتیں اونچی اونچی ہوتی ہیں تاکہ لوگ ان کو پہچان لیں۔ چنانچہ مجمع بحارالانوار جلد ثالث میں ہے۔ قد اباح السلف البناء علے قبور الفضلاء والاولیاء والعلماء لیزورھم الناس ویستریحون فیہ۔

بے شک ائمہ سلف نے اولیاء وعلماء اور فضلاء کے مزارات پر عمارت بنانا مباح فرمایا تاکہ لوگ ان کی زیارت کریں اور راحت پائیں۔ حوالہ میں اس بات کی تصریح ہے کہ بے شک ائمہ سلف نے عمارات بنانے کو مباح فرمایا۔ تو دریافت طلب امر یہ ہے کہ یہ ائمہ سلف کیا بریلی سکول سے پڑھ کر گئے تھے یا صاحب مجمع بحارالانوار کے کان میں مفتی صاحب نے پھونک مار دی تھی کہ تم عمارات بنانے کے جواز میں لکھ دینا۔ کیا تمام ائمہ سلف نے حضور ﷺ کی مخالفت کی؟ یا حدیث دانی کا ٹھیکہ صرف آپ نے ہی نے لے رکھا ہے یا صرف مدرسہ دیو بند میں ہی اس حدیث کا مطلب ٹھیک

Marfat.com

سمجھا جاتا ہے برخلاف ائمہ سلف کی تصریحات کے مولوی صاحب آپ کے بے سروپا باتوں پر کون کان دھرتا ہے۔ صرف مفتی احمد یار خان صاحب اور مولانا محمد عمر صاحب وغیرہ ہی نہیں ہیں جو اس کے جواز کے قائل ہیں بلکہ وہ تو ائمہ سلف کے دامن سے منسلک ہیں۔ آپ کا اصل اعتراض ائمہ سلف پر ہے۔ جنہوں نے دین اسلام کی مخالفت کی ہے۔ کیا دین اسلام کی حفاظت کرنے والے حضور ﷺ کی مخالفت کر سکتے ہیں؟ نہیں اور بالکل نہیں تو کیا بات ہے ائمہ سلف کا دامن چھوڑ کر راہ حق سے لوگوں کو بھڑکایا اور ہٹایا جا رہا ہے۔ علامہ شامیؒ بھی یہی بات دھرا رہے ہیں جامع الفتاویٰ سے منقول ہے۔ فرماتے ہیں

قیل لا یکرہ ابناء اذا کان المیت من المشائخ والعلماء والسادات۔

ترجمہ :- کہا گیا ہے کہ مشائخ وسادات وعلماء کی قبور پر عمارت بنانا بلا کراہت جائز ہے۔

بعض لوگوں کے دل میں یہ شک گزرے کہ قیل سے حوالہ شروع ہے اور قیل ضعف کی علامت ہے تو جواب یہ ہے کہ قیل فقہ میں علامت ضعف نہیں ہے کہ شامی میں ہے فتعبیر المصنف بقیل لیس یلزم الضعف ہاں البتہ منطق میں قیل علامت ضعف ہے۔ اور یہ کہنے والے کون ہیں۔ یہ ائمہ سلف ہی تو ہیں جیسا کہ بحوالہ مجمع بحارالانوار میں مذکور ہوا ہے اور خود دوسری جگہ علامہ شامی نے اسے مختار قول مانا ہے ملاحظہ ہو علامہ شامی فرماتے ہیں۔ قیل لا باس بہ وھو المختار

ترجمہ :- کہا گیا ہے اس میں (عمارت وغیرہ بنانے میں) کوئی حرج نہیں اور یہ ہی پسندیدہ بات ہے۔ اسی طرح طحطاوی شریف میں ہے قیل لاباس بہ وھو المختار

ترجمہ :- کہا گیا ہے کہ یہ فعل جائز ہے اور یہی مختار بات ہے۔ ہر دو حنفی فقہوں کی بات سے یہ روز روشن کی طرح واضح ہو گیا کہ قبور اولیاء پر عمارت بنانے میں کوئی حرج نہیں ہے اور انہوں نے ھوالمختار کہہ کر اس قول کو پسندیدہ گردانا ہے۔ اور یہ بات تو سرفراز صاحب ہی بتائیں گے کہ کیا ان فقہا کرام نے حضور محمد ﷺ کی مخالفت کی؟ کس کس سے لڑو گے کس کس جھگڑو گے قرآن کریم میں واضح طور پر فرمایا گیا کہ نماز میں نمازی رب وحدہ لاشریک سے دعا مانگتا ہے کہ مولا ان کے راستے پر چلا جن پر تو نے انعام کیا ان کے راستے پر مت چلا جن پر تیرا غضب ہے دریافت طلب تو امر یہ ہے کہ کیا یہ سب ائمہ کرام صراط مستقیم سے بھٹکے ہوئے تھے؟ یا مولوی سرفراز ان پر غضب

Marfat.com

خدا مانتا ہے جبھی تو ان کے راستے پر نہیں چلتا۔ ورنہ اگر کوئی اور بات ہے تو وہ ہمیں بتا دیں تو مولوی صاحب کی مہربانی۔ اور بات تو یہی ہو سکتی ہے کہ نجدی مذہب میں یہ حوالے ہضم نہیں ہوتے۔ آیئے قارئین کرام ملا علی قاریؒ کی بھی سنتے چلئے جو کہ گیارھویں صدی کے مجدد کہلاتے ہیں۔ مرقات شرح مشکوۃ کتاب الجنائز باب دفن المیت میں فرماتے ہیں۔

قد اباح السلف البناء علے قبور المشائخ والعلماء المشهور دین لیز ورهم الناس ویستر یحوبا الجلوس۔

ترجمہ:- بے شک ائمہ سلف نے قبور پر علماء مشائخ عمارت بنانے کو جائز فرمایا تاکہ لوگ ان کی زیارت کریں اور وہاں بیٹھ کر آرام پائیں۔ اب اتنی گواہوں کے باوجود اس مسئلہ کو جھٹلانا صرف ان لوگوں کا ہی کام ہے جو ہوائے نفس کے پیروکار ہوں۔ جو بھی کہہ رہا ہے ایک ہی بات کہہ رہا ہے کہ یہ فعل درست ہے درست ہے مگر مولوی سرفراز صاحب نے محض ہٹ اور ضد کی وجہ سے اپنا الگ محاذ بنا رکھا ہے اور ''میں نہ مانوں'' کی روش اختیار کر رکھی ہے۔

لطیفہ:- مولوی سرفراز گکھڑوی ایک غلط تاثر دینے کے لیے باب جنت ص 32 پر یوں رقم طراز ہیں کہ مفتی صاحب یہ فرمایئے کہ حضرت امام شافعی اور امام نووی ابن حجر مکیؒ۔ ملا علی القاریؒ۔ علامہ سید محمود آلوسیؒ اور ابن قیم اور ابن تیمیہ وغیرہ کیا سارے دیو بندی ہیں جو قبروں پر عمارت کو مکروہ کہتے ہیں۔ مفتی صاحب آپ کو معلوم ہونا چاہیے کہ دیو بند کی بنیاد تو 15 محرم 1213ھ میں رکھی گئی تھی اور یہ حضرات تو کئی صدیاں پہلے گزر چکے ہیں محصلہ ارے میاں سرفراز خان یہ کس نے کہہ دیا کہ یہ تمام دیو بندی ہیں ہاں یہ بات ضرور ہے کہ تمہاری نجدی طبیعت نے ان حوالہ جات کو سمجھا نہیں کیونکہ جہاں عمارت بنانا مکروہ کہا ہے وہ حکم عامۃ المسلمین کی قبور کے متعلق ہے اور جہاں اباحت کا حکم ہے وہاں قبور اولیاء مراد ہیں اور ابھی ملا علی القاری کا حوالہ گزر چکا ہے کہ وہ اس فعل کو مباح فرماتے ہیں۔ آپ کی ان اصحاب کے بارے میں کیا رائے ہے۔ صاحب درمختار علامہ شامیؒ۔ علامہ طحطاویؒ۔ علامہ عینی علامہ سلیمان صاحب منتقیٰ شرح موطا امام مالک۔ صاحب جواہر اخلاطیؒ شیخ عبدالحق محدث دہلوی صاحب بدائع وضائع اور تمام ائمہ سلف کیا بریلوی ہیں جو قبور اولیاء پر عمارت بنانے کو

Marfat.com

مباح فرماتے ہیں۔

مولوی سرفراز کی بلبلاہٹ

قارئین کرام آپ دیکھ چکے ہیں کہ کس طرح ائمہ سلف قبور اولیاء پر عمارت بنانے کو مباح قرار دیتے ہیں۔ مولوی سرفراز سے اس کا جواب تو کیا بننا تھا۔ لیکن جواب بہرحال لکھنا تھا اس لئے جو کچھ انہوں نے جواب دیا ہے اس پر مخالفین کو رونا چاہیے نہ کہ اکڑنا ہم پہلے مولوی سرفراز کا جواب نقل کرتے ہیں راہ سنت ص 174، 175 پر لکھتے ہیں۔مولی عبد السمیع اور مفتی احمد یار خان صاحب وغیرہ نے شیخ عبدالغنی نابلسیؒ صاحب روح البیان اور امام خصکفیؒ اور طحطاویؒ وغیرہ سے جو یہ نقل کیا ہے کہ مشائخ علماء اور سادات کی قبروں پر عمارت اور گنبد بنانا جائز ہے اور اس کو کم از کم مستحب اور ھوالمختار کہا ہے تو یہ سراسر باطل اور مردود ہے۔ اس کا مختصراور پورا جواب صرف اتنا ہی کافی ہے کہ نہ یہ تو حضرات معصوم ہیں نہ مجتہد پھر نبی معصوم ﷺ اور امام مجتہد کے صریح ارشاد کے مقابلہ میں ان کی بات کون سنتا ہے بلفظہ۔

الجواب :- یہ ہے دلائل کی کائنات جس پر مولوی صاحب ھل من مبازر پکار کر 10000 ہزار روپے کا انعام دیتے ہیں۔ اتنے حوالہ جات کا جواب صرف تین یا چار لائنوں میں بقول شاعر۔

اک تبسم ہزار شکووں کا
کتنا پیارا جواب ہوتا ہے

جو اس عبارت کو جواب کہے میں کہتا ہوں وہ محض نادان اور دین سے بے بہرہ ہے۔ میں پوچھتا ہوں کیا ملا علی قاری۔ علامہ شامی علامہ طحطاویؒ جو کہ حنفی ہیں کیا غلط بات کہہ گئے کیا انہیں امام مجتہد کے قول کا پتہ نہیں تھا۔ چلو مانا کسی ایک نے غلط بات کہہ دی ہو گئی۔ مگر یہ تو پوری پلٹن کی پلٹن ہے کس کس کو جھٹلاؤ گے۔ کیا تم سنت رسول ﷺ کے دشمن تھے؟ معاذ اللہ جن حضرات نے دین اسلامی اتنی خدمت کی ہو ان پر یہ الزام اور یہ کہنا کہ ان کو کون سنتا ہے کتنی سخت گوئی ہے۔ مولوی سرفراز صاحب آپ نہ سنیں کان بند کرلیں۔ لیکن جس طبقہ کو مشائخ امت سے محبت ہے وہ ان کے اقوال

Marfat.com

کو سر آنکھوں پر رکھتا ہے۔ اور اس پر دعویٰ آپکو یہ کہ ہم ائمہ کرام سے منسلک ہیں کیسی بے دلیل بات ہے۔ کیا ایسی گپ شپ ہانک دینا یا نری بکواس کرنا ہی جواب اور معیار تحقیق ہے۔ کیا یہی کچھ دیوبند میں لکھایا جاتا ہے۔صد حیف ہے ان لوگوں پر جو ان پر اعتماد کرتے ہیں۔ کیا انہوں نے مرنا نہیں سوچا ہے۔ کیا خوف خدا ان کے دلوں سے بالکل نکل چکا ہے۔ جو ایسی بے سروپا باتوں پر بغلیں بجاتے ہیں۔ میں بار بار عرض کر چکا ہوں کہ جہاں اس فعل سے انکار ثابت ہے وہاں عام مسلمانوں کے قبور کے متعلق حکم ہے اور جہاں جائز ہے وہاں قبور اولیاء کے متعلق حکم ہے آیئے ذرا اس کی مثال ملاحظہ فرمایئے۔

''پہلی مثال''

علامہ شامی درمختار ص 101 جلد 1 پر فرماتے ہیں۔

اما البناء فلم ار من اختار جوازہ

ترجمہ :- مجھے معلوم نہیں کسی نے عمارت کے جواز کو پسند کیا ہو۔ باب جنت ص 32 و راہ سنت ص 174 کہنے کو تو ہم بھی یہ کہہ سکتے تھے کہ یہ سراسر باطل اور مردود ہے جیساکہ مولوی سرفراز نے کہہ دیا۔ لیکن انہیں یہ حوالہ مردود نہ لگا نہ جانے کیوں۔ لیکن سرفراز کو پتہ ہونا چاہیے کہ علماء اہل سنت و الجماعت طبقہ بریلوی اپنے مدعا پر دلیل رکھتے ہیں۔ بلا دلیل بات کہنا تو آپ کا ہی شیوہ ہے اس حوالہ میں یہ کب تصریح ہے کہ قبور اولیاء پر عمارت بنانا ناپسندیدہ بات یہ حکم تو عامتہ المسلمین کی قبروں کے متلعق ہے کیونکہ خود علامہ شامی فرماتے ہیں جامع الفتاوی سے منقول ہے۔ جلد اول باب الدین میں ہے

وقیل لا یکرہ البناء اذا کان المیت من المشائخ و العلماء و السادات

ترجمہ:- مشائخ اور علماء اور سادات کرام کی قبور پر عمارت بنانا بلا کراہت جائز ہے اسی باب الدفن میں فرماتے ہیں۔ قیل لا باس بہ و ھو المختار۔ یعنی عمارت بنانے میں کوئی حرج نہیں اور یہ بات پسندیدہ ہے۔

اب کوئی سرفراز سے پوچھے کہ علامہ شامی کی ایک بات مطلب کی اڑالی حالانکہ تمارے دعوی سے اسے دور کا تعلق بھی نہیں اور دوسری عبارت چھوڑ دی۔ کیا وجہ ہے۔ اس کا صاف مطلب لوگوں کو دھوکہ میں رکھنا نہیں ہے اور نام کیا رکھا ہے راہ

Marfat.com

سنت - سبحان اللہ اونچی دوکان پھیکا پکوان والی بات ہے۔

قارئین کرام آپ کو پتہ چل گیا ہوگیا کہ علامہ شامی عام مسلمانوں کی قبروں کے متعلق فرماتے ہیں کہ میں نے کسی کو اس کے جواز کو اختیار کرتے نہیں دیکھا اور پھر فرما دیتے ہیں کہ ائمہ سلف نے قبور اولیاء پر عمارت بنانے کو جائز کہا ہے۔ کوئی اشکال ہی باقی نہ رہا۔ مسئلہ ہی صاف ہوگیا۔

"دوسری مثال"

مولوی سرفراز صاحب راہ سنت ص 174 پر ملا علی القاری کے حوالہ سے لکھتے ہیں

و ھی ما انکرہ ائمۃ المسلمین کا النباء علے القبور و تجصیصیھا۔ مرقات

ترجمہ:۔ بدعت ضلالت وہ ہے جس کا ائمہ مسلمین نے انکار کیا ہو جیسے قبروں پر عمارت بنانا اور ان کو پختہ کرنا+ اس کے بعد مولوی صاحب یوں حاشیہ چڑھاتے ہیں کہ اس سے معلوم ہوا کہ ائمہ مسلمین نے قبر پر عمارت بنانے اور ان کو پختہ کرنے سے سختی سے منع کیا ہے اور اس کو بدعت ضلالتہ کہتے ہوئے انکار کیا ہے۔

الجواب:۔ بھلا کوئی اس نجدی زادہ سے پوچھے اس حوالہ سے تجھے کتنے نفلوں کا ثواب ہوا ہے یا تیرے مدعا کو اس سے کیا فائدہ ہوا ہے کیونکہ اس سے مراد یہ ہے کہ عامتہ المسلمین کی قبور پر عمارت نہ بنائی جائے۔ اس حوالہ میں ایسا کونسا لفظ ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ قبور اولیاء پر عمارت بنانا ناجائز ہے۔ ملا علی قاریؒ تو قبور اولیاء پر عمارت بنانے کو مباح فرماتے ہیں۔ ملاحظہ ہو۔ مرقات شرح مشکوٰۃ کتاب الجنائز باب دفن المیت میں فرماتے ہیں۔

قد اباح السلف البناء علے قبور المشائخ و العلماء المشھورین لیز ورھم الناس و یستر یحوبا الجلوس۔

ترجمہ:۔ بے شک ائمہ سلف نے قبور اولیاء اور علماء پر عمارت بنانے کو مباح فرمایا تاکہ لوگ ان کی زیارت کریں اور وہاں بیٹھ کر راحت پائیں

قارئین کرام آپ نے بخوبی جان لیا ہوگا کہ ملا علی قاریؒ کا عقیدہ کیا ہے کیا مولوی صاحب ساری مرقات پر یقین رکھتے ہیں کہ صرف مطلب کی باتوں پر۔ اب جبکہ خود ملا علی قاری اس کو مباح فرما رہے ہیں تو اب مولوی سرفراز کو بھی اس سے انکار

Marfat.com

نہیں ہونا چاہیے۔ لیکن ضد اور ہٹ دھری کو چھوڑنا پڑے گا۔ راہ حق یہی ہے۔ راہ سنت یہی ہے۔ کیونکہ ہمارا یقین ہے کہ ائمہ سلف سنت کے خلاف کوئی بات نہیں کر سکتے ورنہ دین کا تو بیڑا ہی غرق ہوگیا کیونکہ اگر ہمارے سلف ہی اتنے غلط ہوں گے تو دین کا کیا اعتبار جو انہی کی وجہ سے ہم تک آیا ہے۔اب مولوی صاحب کو ایسے حوالہ جات پیش کرنا جن میں عام مسلمانوں کی قبور کے بارے میں حکم ہے۔ بے سود ہے۔ کیونکہ اس کے تو ہم بھی قائل ہیں۔ اس قسم کے حوالہ جات ہمارے لئے کیا خطرناک ہو سکتے ہیں ہاں البتہ ہمارے پیش کردہ حوالہ جات آپ کے لئے مضر ہیں جن کا جواب آپ کے پاس نہیں ہے۔ ہاں گپ شپ سے اپنا اور اپنے حواریوں کا جی بہلاتے رہے۔ کیونکہ جی کا بہل جانا بھی تو بڑی بات ہے+

لطیفہ

ان حوالہ مع چند اور اسی قسم کے حوالوں کے جناب سرفراز صاحب باب جنت میں یوں رقم طراز ہیں۔

قارئین کرام یہ ہیں وہ ٹھوس حوالہ جات جنھوں نے مفتی احمد یار خان صاحب گجراتی کے ہوش و حواس گم کر دیئے پھر لکھتے ہیں ان حوالہ جات کا جواب مفتی صاحب کے ذمہ ہے۔

سبحان اللہ یہ کیسے ٹھوس حوالہ جات ہیں جنھوں نے مفتی صاحب مدظلہ عالی کے ہوش و حواس گم کر دیئے۔ آپ کی اس بات کی حقیقت چنڈو خانے کی گپ سے زیادہ حقیقت نہیں رکھتی۔ جن حضرات نے جاء الحق کا مطالعہ ایمانی نظر سے کیا ہے وہ تو آپکے اس تقدس پر حیران ہوتے ہوں گے ان حوالہ جات کا جواب مفتی صاحب برسوں پہلے لکھ چکے ہیں۔ یہ تو آپ کی بے جا ضد ہے جو اپنے غلط مسلک پر قائم ہیں جو کہ سراسر تصریحات ائمہ کے خلاف ہے۔ ہاں البتہ دل لگتی بات تو یہ ہے کہ مفتی صاحب مدظلہ کی معرکۃ الاراء تصنیف لطیف جاء الحق نے قلعہ دیوبند میں زلزلہ پیدا کر رکھا ہے اور آپ الزامات اور اتہامات مفتی صاحب کے ذمے لگا کر اپنے حواریوں کے دل کو طفل تسلیاں دے رہے ہیں۔ غالباً" یہی وجہ ہے کہ کتاب راہ جنت لکھی تو صاحبزادہ مفتی اقتدار احمد خان صاحب نے اور آپ کو جنھیں خواب و خیال میں مفتی صاحب ہی تصویر نظر آتی ہے اور آپ کے لئے ہوا کی حیثیت رکھتے ہیں۔ کسی صورت یہ ماننے

Marfat.com

کے لئے تیار ہی نہیں کہ یہ کتاب مفتی اقتدار صاحب نے لکھی ہے بلکہ کتاب باب جنت میں مفتی احمد یار خان صاحب مدظلہ عالی کو خطاب کرتے ہیں بتایئے ہوش و حواس تمارے گم ہوئے کہ مفتی صاحب مدظلہ کے۔ آپ کی بے تکی باتوں سے تو مجھ پر جو کہ مفتی صاحب مدظلہ کے پاؤں کی خاک کے برابر بھی نہیں ہے کوئی اثر نہیں ہوا ہے۔ ہوش گم ہونے تو کجا مجھے تو پریشانی بھی نہیں ہوئی۔ البتہ اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ میں آپ کے جواب میں کتاب لکھ رہا ہوں۔ کہیں اسے بھی مفتی صاحب کی تصنیف نہ سمجھ بیٹھنا۔ میاں میں تو یہاں جھنگ صدر میں بیٹھا ہوں اور گجرات کا فاصلہ یہاں سے سینکڑوں میل کا ہے۔ لیکن روحانی فاصلہ چند انچوں کا بھی نہیں۔

قول امام ابو حنیفہ پر بحث

قارئین کرام جیساکہ روز روشن کی طرح واضح ہو چکا ہے کہ قبور اولیاء پر عمارت و قبور بنانا مباح ہے اور حنفی فقہا نے اس بات کی تصریح کر دی ہے کہ ائمہ سلف نے قبر اولیاء پر عمارت بنانے کو مباح فرمایا اور پھر انھوں نے ھو المختار کہا یعنی یہی بات مختار اور پسندیدہ ہے یعنی قبور اولیاء پر عمارت بنانا پسندیدہ بات ہے۔ اس بات کی تائید میں مفتی احمد یار خان صاحب مدظلہ نے امام شعرانیؒ کے حوالہ سے لکھا کہ امام ابو حنیفہؒ نے بھی قبور اولیاء پر عمارت بنانے کو جائز کہا حوالہ کے الفاظ یہ ہیں۔

قول ابی حنیفہ بجوز ذالک الخ یعنی امام ابو حنیفہ فرماتے ہیں کہ قبور اولیاء پر عمارت بنانا جائز ہے

مولوی سرفراز اس پر اعتراض کرتے ہیں کہ یہ دسویں صدی کے ایک صوفی کی بے سروپا بات ہے دیکھئے راہ سنت ص 172 محصلة

ہاں جی یہ تو آپ کو بے سروپا بات لگنی ہوئی آپ کے مذہب کے خلاف جو ہے اور اسکے علاوہ وہ تمام فقہائے حنفیہ کے حوالہ جات جنھوں نے قبور اولیاء پر عمارت بنانے کو مستحب فرمایا ہے کیا انھوں نے مسلک امام ابو حنیفہؓ سے بغاوت کی ہے (معاذ اللہ) نہیں کی اور یقیناً" نہیں کی تو کیا تمام فقہائے احناف جنھوں نے اس فعل کو مباح فرمایا پاگل تھے؟ صرف لفظ بے سروپا لکھنے سے تو جواب نہیں ہو جاتا۔ امام شعرانیؒ کا حوالہ تو ان تمام حوالہ جات کی وجہ سے قوی ہو جاتا ہے۔

اعتراض:۔ حضرت امام محمدؒ کے حوالہ سے مولوی سرفراز لکھتے ہیں ترجمہ ان کا اپنا

Marfat.com

ہی ہے۔ ہم اس کو صحیح نہیں سمجھتے کہ جو مٹی قبر سے نکلی ہے اس سے زیادہ اس پر ڈالی جائے اور ہم مکروہ سمجھتے ہیں کہ قبر پختہ کی جائے یا اس پر لپائی کی جائے (آگے فرمایا) اس لیے نبی کریم ﷺ نے قبر کو مربع بنانے اور اس کو پختہ بنانے سے منع کیا ہے۔ یہی ہمارا مذہب ہے اور یہی حضرت امام ابو حنیفہؒ کا قول ہے بلفظہ

اس کے بعد فرماتے ہیں کہ اگر امام شعرانیؒ کے قول سے جو کہ انہوں نے امام ابو حنیفہؒ کا قول پیش کیا ہے اگر قبروں کے جواز پر رجسٹری ہو گئی تو امام محمد کے قول سے عدم جواز پر رجسٹری نہ ہوئی۔

الجوب:- قبر کو پختہ کرنے کی بحث مکمل پچھلے صفحات میں گذر چکی ہے اعادہ کی ضرورت نہیں ہے۔ لیکن صرف ایک بات مولوی سرفراز سے پوچھنا ہے کہ مذکورہ حوالہ میں کون سا لفظ ہے جس کا یہ معنی ہے کہ امام ابو حنیفہؒ نے قبور اولیاء پر عمارت بنانے سے منع فرمایا۔ کیا قبر کو مربع بنانے کا مطلب یہ ہے کہ امام ابو حنیفہؒ نے قبور اولیاء پر عمارت و قبہ بنانے کو مکروہ کہا ہے؟ آخر کوئی تو بات ہے ہم جبھی تو یوں چھپا رہے ہیں۔ یوں ہی بے تکی ہانکنے کو کیا تحقیق کہتے ہیں؟

اعتراض:- اس کے علاوہ مولوی سرفراز صاحب نے راہ سنت پر کچھ فقہاء احناف کے حوالہ جات نقل کیے ہیں وہ مندرجہ ذیل ہیں (صرف تراجم نقل میں) پہلا حوالہ۔ کبیری کا ہے ترجمہ یہ ہے۔ قبر کو پختہ بنانا اور اس کی لپائی کرنا مکروہ ہے اور یہی تینوں اماموں کا قول ہے (پھر آگے فرمایا) اور امام ابو حنیفہ سے روایت ہے کہ قبر پر مکان یا قبہ یا اس کی مانند کوئی اور عمارت بنانا مکروہ ہے اور یہ مذکورہ حدیث اس کی دلیل ہے دوسرا حوالہ فتاویٰ سراجیہ سے منقول ہے (صرف ترجمہ نقل ہے) قبور پر عمارت بنانا مکروہ ہے۔ تیسرا حوالہ قاضی خان کا ہے (صرف ترجمہ نقل ہے) قبر کو پختہ نہ بنایا جائے اس لیے آنحضرت ﷺ نے قبر کے پختہ بنانے اور چاندی کے پانی سے جڑاؤ کرنے اور کرنے اور قبر پر عمارت بنانے سے منع کیا ہے اس کے علاوہ عالمگیری اور فتح القدیر کا حوالہ لکھا ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ قبر کو مربع بنانا۔ پختہ کرنا اور عمارت بنانا مکروہ ہے راہ سنت ص 173

الجواب:- ان تمام باتوں کا جواب پچھلے صفحات میں مکمل طور پر موجود ہے کہ جہاں

Marfat.com

عمارت بنانے کو مکروہ کہا وہاں حکم عامتہ المسلمین کی قبور کے متعلق ہے اور اس کی دو مثالیں میں پیش کر چکا ہوں کہ انہوں نے عام مسلمانوں کی قبور پر عمارت بنانے اور پختہ بنانے کو مکروہ کہا۔ اور قبور اولیاء پر عمارت بنانے کو مباح فرمایا اور بحوالہ امام شعرانیؒ گزر چکا ہے کہ امام ابو حنیفہؒ نے قبروں پر عمارت بنانے کو جائز فرمایا ہے نہ تو ہم کسی کو بے ایمان کہہ سکتے ہیں اور نہ ہم کسی کے قول کو مردود کہہ سکتے ہیں البتہ خدا نے ہمیں اتنی عقل دی ہے کہ ہم اقوال فقہا میں تطبیق کر سکتے ہیں۔ کہ جہاں امام ابو حنیفہؒ کا قول ہے کہ قبور پر عمارت نہ بنائی جائے وہاں حکم عامتہ المسلمین کی قبور کے متعلق ہے اور جہاں عمارت بنانے کو مباح قرار دینے کا قول ہے وہاں حکم قبور اولیاء کے متعلق ہے اب بھی اگر کس کے ذہن میں کوئی اشکال ہے تو اس کے ذہن کا قصور ہے۔

اعتراض نمبر2:۔ مولوی سرفراز صاحب قبوں کو گرانے کے جواز میں باب جنت ص 27 اور راہ سنت ص 175 پر ایک روایت لکھتے ہیں جو مندرجہ ذیل ہے ترجمہ انہی کا ہے۔ حضرت ابو الھیاج الاسدیؒ فرماتے ہیں "مجھے حضرت علیؓ نے فرمایا کہ کیا تجھے میں اس کام کے لیے نہ بھیجوں جس کے لیے مجھے آنحضرت ﷺ نے بھیجا تھا وہ یہ کہ کوئی فوٹو اور مجسمہ مٹائے بغیر نہ چھوڑنا اور کوئی اونچی قبر نہ چھوڑنا مگر یہ کہ اس کو برابر کر دینا۔

الجواب:۔ اس کا جواب بھی مفتی صاحب مدلل دے چکے ہیں میں زیادہ بہتر سمجھتا ہوں کہ پہلے آپ کا جواب لکھوں اور پھر مولوی سرفراز کا اعتراض پیش کروں اور پھر جواب الجواب لکھ کر حق وفا ادا کروں۔ تو قارئین کرام سے مفتی صاحب فرماتے ہیں۔

جن قبروں کو گرا دینے کا حکم حضرت علیؓ نے دیا تھا وہ کفار کی قبریں تھیں نہ کہ مسلمین کی اس کی چند وجہ ہیں اولاً" تو یہ کہ حضرت علیؓ نے فرمایا کہ میں تمہیں اس کام کے لیے بھیجتا ہوں جس کے لیے مجھے حضور علیہ السلام نے بھیجا حضور علیہ السلام کے زمانے میں جن قبروں کو حضرت علیؓ نے گرایا وہ مسلمانوں کی قبریں نہیں ہو سکتی۔ کیونکہ حضور علیہ السلام ہر صحابی کے دفن میں شرکت فرماتے تھے۔ نیز صحابہ کرام کا کوئی کام بھی حضور علیہ السلام کے مشورہ کے بغیر نہیں ہوتا تھا لہٰذا اس وقت جس قدر قبور مسلمین بنیں وہ یا تو حضور علیہ السلام کی موجودگی میں یا آپ کی اجازت سے بنیں تو وہ کون سے مسلمانوں کی قبریں تھیں جو کہ ناجائز بن گئیں اور ان کو مٹانا پڑا؟ ہاں

Marfat.com

عیسائیوں کی قبور اونچی ہوتی تھیں۔ بخاری شریف ص 41 مسجد نبوی کی تعمیر کے بیان میں ہے۔ امر النبی علیہ السلام بقبر المشرکین فنبشت۔

ترجمہ :- حضور علیہ السلام نے مشرکین کی قبروں کا حکم دیا پس اکھیڑ دی گئیں بخاری شریف جلد اول ص 61 میں ایک باب باندھا۔ ھل ینبش قبور مشرکی الجاھیۃ۔ کیا مشرکین زمانہ جاہلیت کی قبریں اکھاڑ جاویں اس کی شرح میں حافظ ابن حجر فتح الباری شرح بخاری جلد دوم ص 26 میں فرماتے ہیں۔ (صرف ترجمہ نقل ہے)

یعنی ماسوا انبیاء اور ان کے متبعین کے کیونکہ ان کی قبریں ڈھانے میں ان کی اہانت ہے اس حدیث میں اس پر دلیل ہے کہ جو قبرستان ملک میں آگیا اس میں تصرف کرنا جائز ہے اور پرانی قبریں اکھیڑ دی جاویں بشرطیکہ محترم نہ ہوں اس حدیث اور اس کی شرح نے مخالف کی پیش کردہ حدیث علی رضی اللہ عنہ کی تفسیر کر دی کہ مشرکین کی قبریں گرائی جاویں دوسرے اس لیے کہ اس میں قبر کے ساتھ فوٹو کا کیوں ذکر ہے مسلمان کی قبر پر فوٹو کہاں ہوتا ہے؟ معلوم ہوا کفار کی قبریں ہی مراد ہیں۔ کیونکہ ان کی قبروں پر میت کا فوٹو بھی ہوتا ہے۔ تیسرے اس لیے فرماتے ہیں کہ اونچی قبر کو زمین کے برابر کر دو اور مسلمان کی قبر کے لیے سنت ہے کہ زمین سے ایک ہاتھ اونچی رہے۔ اس کو بالکل پیوند زمین کرنا خلاف سنت ہے ماننا پڑے گا کہ یہ قبور کفار تھیں ورنہ تعجب ہے کہ سیدنا علی تو اونچی قبریں اکھڑوائیں اور ان کے فرزند محمد ابن حنفیہ ابن عباسؓ کی قبر پر قبہ بنائیں۔ اگر کسی مسلمان کی قبر اونچی بن بھی گئی تب بھی اس کو اکھیڑ نہیں سکتے کیونکہ اس میں مسلمان کی توہین ہے۔ اولا" اونچی نہ بناؤ مگر جب بن جائے تو نہ مٹاؤ۔ قرآن پاک چھوٹا سائز چھاپنا منع ہے دیکھو شامی کتاب باب الکراہت۔ مگر جب چھپ گیا تو اس کو نہ پھینکو نہ جلاؤ کیونکہ اس میں قرآن کی بے ادبی ہے الخ جاء الحق ص 294

قارئین کرام آپ نے دیکھا کتنی نفیس تقریر ہے لیکن اعتراض کرنے والے تو قرآن کریم پر بھی اعتراض کرتے ہیں اور پھر یہ تو مفتی صاحب کی کتاب جاء الحق ہے لوگ تو خدا کے کلام کو نہیں چھوڑتے۔ آیئے ان اعتراضات کو دیکھتے ہیں جو کہ مندرجہ بالا عبارت پر کیے گئے ہیں۔

Marfat.com

مندرجہ بالا عبارت پر اعتراضات

پہلا اعتراض :- راہ سنت ص 179 پر مولوی سرفراز گکھڑوی لکھتے ہیں یہ سب باتیں مفتی احمد یار خان صاحب کی جہالت اور بے خبری کا نتیجہ ہیں اولا" اس لیے کہ فتح الباری کا مصنف وہ ابن حجر مکی کو قرار دیتے ہیں حالانکہ فتح الباری حافظ ابن حجر عسقلانی کی تصنیف ہے جو ابن حجر مکی سے اقدم بھی ہیں اور اعلم بھی ہیں۔ مگر افسوس یہ ہے کہ اس چودھویں صدی میں ایسے لوگ مفتی بن گئے جن کو فتح الباری جیسی کتاب کے مولف کا صحیح علم نہیں ہے حیرت ہے ایسے مفتی پر۔

الجواب :- سرفراز صاحب شکایت صرف اس بات کی ہے کہ آپ حقیقت کو جھٹلانے میں سب سے دو قدم آگے ہیں۔ تمہارا یہ کہنا کتنی غلط بات ہے کہ مفتی صاحب فتح الباری کے مصنف ابن حجر مکی کو قرار دیتے ہیں حالانکہ مفتی صاحب مدظلہ نے صریح طور پر یہ الفاظ لکھے ہیں۔
"حافظ ابن حجر فتح الباری میں فرماتے ہیں" اس وقت ہمارے پاس اٹھائیسواں ایڈیشن ہے اس میں یہی الفاظ ہیں۔ کیا حافظ ابن حجر اور ابن حجر مکی میں آپ کو کوئی فرق نظر نہیں آتا مگر افسوس چودھویں صدی میں ایسے لوگ شیخ الحدیث بن گئے جنہیں حافظ ابن حجر اور ابن حجر مکی میں کوئی فرق نظر نہیں آتا۔ الزام ان کو دیتا تھا قصور اپنا نکل آیا۔
علماء کرام ابن ہجر مکی کے ساتھ لفظ مکی لکھتے ہیں اور حافظ ابن حجر عسقلانی کے ساتھ لفظ حافظ لکھتے ہیں یا عسقلانی لکھتے ہیں اور مفتی صاحب کی کتاب جاء الحق میں صریح طور پر حافظ کا لفظ موجود ہے۔ اگر نہیں دیکھ سکتے تو نظر کی عینک بھجوا دیتے ہیں؟
قارئین کرام آپ دیکھ چکے ہیں کہ سرفراز صاحب کیسی بے تکی باتیں کرتے ہیں اور پھر اس پر فخر کرتے ہیں۔ ایسے بے سروپا اعتراضات کرنے کا مقصد سوائے اور کیا ہے کہ لوگوں کو مفتی صاحب مدظلہ سے بدظن کیا جائے مگر بقول شاعر

ے مدعی لاکھ برا چاہے تو کیا ہوتا ہے
وہی ہوتا ہے جو منظور خدا ہوتا ہے

دوسرا اعتراض :- اس کے بعد سرفراز صاحب لکھتے ہیں مفتی صاحب کو یہ بھی

Marfat.com

معلوم نہیں کہ نبشں قبور الگ چیز ہے جس کے بارے میں آنحضرت ﷺ نے مشرکین کی قبروں کو اکھاڑنے کا حکم دیا تھا اور مفتی صاحب کے قول کے مطابق شیخ ابن حجر مکی نے فتح الباری میں اس کی شرح کی ہے اور تسویہ قبور اور چیز ہے دونوں میں زمین و آسمان کا فرق ہے۔

الجواب :- میں پوچھتا ہوں کہ کیا اپنی طرف سے دو چار سطروں کے لکھ دینے سے مدلل حوالہ جات کا جواب ہو جاتا ہے۔ صرف یہ کہہ دینے سے کہ دونوں میں زمین و آسمان کا فرق ہے تو جواب نہیں ہو جاتا۔ مفتی صاحب مدظلہ نے اس کی تائید کے لیے جو مدلل بحث کی ہے اس کا جواب دو۔ آیئے میں تم کو بتاتا ہوں کہ جن دلائل کو آپ نے چھوا تک نہیں اور دعویٰ ہے کہ جاء الحق کا جواب دیا ہے۔

پہلی دلیل :- مفتی احمد یار خان صاحب مدظلہ عالی اپنے اس دعویٰ کی تائید میں کہ حضرت علیؓ نے اپنے افسر کو مشرکوں کی قبریں جو تھیں ان کے متعلق حکم دیا تھا نہ کہ مسلمین کی قبروں کے متعلق تھا لکھتے ہیں کہ حضرت علی نے فرمایا میں تمہیں اس کام کے لیے نہ بھیجوں جس کے لیے مجھے آنحضرت ﷺ نے بھیجا تھا۔ تو یہ کیسے ہو سکتا ہے حضرت علی کو قبور مسلمین کے لیے حکم دیا ہو جب کہ حضور علیہ السلام ہر صحابی کے دفن میں شریک ہوتے تھے کیا حضور ﷺ نے خود ہی اونچی قبریں اپنے سامنے بنوائیں اور خود ہی ان کو ڈھانے کا حکم دیا۔ یہ نہیں ہو سکتا۔ بلکہ یہ حکم مشرکوں کی قبور کے متعلق تھا۔ محصلہ۔

دوسری دلیل :- اس کے بعد مفتی صاحب ارشاد فرماتے ہیں کہ صحابہ کرم کا کوئی کام بھی حضور علیہ السلام کے مشورے کے بغیر نہیں ہوتا تھا اس لیے جس قدر قبور مسلمین بنیں وہ یا تو حضور ﷺ کی موجودگی میں بنیں یا حضور علیہ السلام کی اجازت سے تو کون سے مسلمانوں کی قبریں تھیں جو کہ ناجائز بن گئیں اور ان کو مٹانا پڑا۔ ہاں عیسائیوں کی قبور اونچی ہوتی تھیں۔ محصلہ

سرفراز صاحب بتائیں کہ ان دلائل کا جواب راہ سنت کے کون سے صفحے پر ہے۔
اب تو روز روشن کی طرح واضح ہو گیا کہ حکم قبور مشرکین کے متعلق تھا کہ نہ کہ قبور

Marfat.com

مسلمین کے متعلق- ورنہ سرفراز صاحب ہی بتائیں کہ کیا صحابہ کرام حضور علیہ السلام کے خلاف کوئی کام کر سکتے ہیں نہیں اور یقیناً" نہیں تو ماننا پڑے گا کہ مفتی صاحب کا دعویٰ حق ہے اور مدعائے یار باطل محض- صرف دو چار الفاظ اپنی طرف سے گھڑانے سے جواب نہیں بن جاتا صرف اتنا کہتا ہوں کہ

عشق کیا ہے تو مذاق عاشقی پیدا کرو-

اگر منہ مفتی صاحب کے لگے ہو تو کوئی بات مدلل لکھا کرو ورنہ یوں ہی اٹانگ شٹانگ ہانکنے کا نام جواب نہیں ہے- شاید دیوبند میں یہی سکھایا جاتا ہو-

اعتراض نمبر3:- اس کے بعد مولوی سرفراز صاحب اپنے اس دعویٰ کی تائید میں کہ حکم مسلمانوں کی قبور کے متعلق تھا ایک روایت مسلم- نسائی- ابو داؤد کی لکھتے ہیں ترجمہ ان کا اپنا ہی ہے- ہم حضرت فضالہ ابن عبیدؓ (المتوفی 53 ھ) کے ساتھ روم کی سرزمین رودس کے مقام پر تھے کہ ہمارا ایک ساتھی فوت ہو گیا حضرت فضالہ نے ان کی قبروں کو (عام قبروں کے ساتھ) برابر کرنے کا حکم دیا پھر ارشاد فرمایا میں نے نبی کریم ﷺ سے سنا ہے کہ آپ نے قبروں کو برابر کرنے کا حکم دیا تھا-

الجواب:- قارئین کرام اس کا جواب ہم اپنی طرف سے پیش نہیں کرتے بلکہ وہ جواب نقل کرتے ہیں جو کہ صاحبزادہ مفتی اقتدار صاحب نے دیا ہے ملاحظہ ہو فرماتے ہیں-

مولوی صاحب نے اس حدیث سے دھوکہ دیا ہے کہ وہاں ایک قبر اونچی بنا دی گئی تھی تو حضرت فضالہ نے اسے ڈھا کر دوسری قبروں کے برابر کر دی- حالانکہ نہ یہ اس حدیث کا ترجمہ ہے نہ اس سے ماخوذ ہے کیسے ہو سکتا ہے کہ حضرات صحابہ کرام خود ہی اولا" قبر ناجائز بلکہ خلاف سنت بنائیں اور پھر خود ہی ڈھائیں بلکہ یہاں تو فرمایا گیا کہ اول ہی سے وہ قبر مطابق سنت رکھی گئی اس کی تصریح بیہقی کی روایت میں ہے جہاں الفاظ یہ ہیں- فتوفی ابن عم لی یقال لہ نافع ابن عبید فقام فضالہ فی حضرۃ فلما دفناہ- قال حفضوا عنہ التراب فان رسول اللہ ﷺ کان یامرنا بتسویۃ القبور-

Marfat.com

ترجمہ :- میرا چچیرا بھائی فوت ہو گیا جسے نافع ابن عبید کہا جاتا تھا تب فضالہ ایک گڑھے میں کھڑے ہو گئے۔ جب ہم ان کو دفن کرنے لگے تو آپ نے فرمایا ان کی مٹی کم رکھو۔ نبی ﷺ نے قبور کے برابر رکھنے کا حکم دیا ہے۔ صاف معلوم ہوا کہ قبر اول ہی سے بقدر مسنون رکھی گئی تھی یہ نہ ہوا تھا کہ اولاً تو اونچی بنا دی گئی۔ بعد میں ڈھائی گئی۔ مولوی صاحب کا اس حدیث سے قبور ڈھانے کا جواز بلکہ حکم ثابت کرنا حدیث پر ظلم ہی ہے۔ ہم بھی کہتے ہیں مسلمان کی قبر ایک بالشت رکھی جاوے۔ یہی سنت ہے لیکن ساتھ ہی ہم یہ بھی کہتے ہیں کہ اگر کسی مسلمان کی قبر خلاف سنت اونچی بن گئی ہو تو بعد میں اسے ڈھایا نہ جاوے کہ اب اس ڈھانے میں مومن کی توہین ہے جیسے قرآن شریف اول سے ہی بڑی تقطیع پر چھاپا جاوے لیکن اگر چھوٹی تقطیع پر چھپ گیا ہو تو طبع شدہ حمائل جلائی نہ جاویں کہ اس میں قرآن مجید کی توہین ہے۔ مسلمانو! یہ ہے دیوبندیوں کی دھوکا بازی کہ اپنے مذہب باطل کی تائید کرنے کے لیے کیسے کیسے دھوکے۔ جعل سازیاں کرتے ہیں رب کی پناہ۔ افسوس ہے کہ مولوی صاحب نے اس حدیث کے ذریعہ کھینچ تان کر مسلمانوں کی قبریں ڈھانے کا جواز ثابت کیا مگر مولوی صاحب کو بخاری شریف کی حضرت خارجہ کی روایت نظر نہ آئی کہ وہ فرماتے ہیں کہ ہم میں بڑا پہلوان وہ تھا جو حضرت عثمان ابن مظعون کی قبر کو پھلانگ جاتا اور یہ اونچی قبر خود حضور علیہ السلام نے بنوائی تھی مولوی صاحب ہوش کی یہو۔ ان احادیث سے تو معلوم ہوا کہ عوام کی قبور ایک بالشت سے زیادہ نہ ہوں خواص کے مزارات کچھ اونچے بھی ہو سکتے ہیں راہ جنت مصنفہ صاحبزادہ اقتدار احمد خان صاحب صفحہ 86'87 میں مولوی سرفراز سے پوچھتا ہوں کہ باب جنت کے کون سے صفحے پر اس کا مدلل جواب ہے۔ قارئین کرام آپ ان دلائل کا جواب باب جنت میں کہیں نہ پائیں گے اور سرفراز نے جو یہ لکھا کہ الحمد اللہ کہ ہم نے مفتی صاحب کے رسالہ راہ جنت کا کوئی حوالہ نہیں چھوڑا جس کا جواب عرض نہ کر دیا ہو۔ (باب جنت 276) کیسا جھوٹ ہے اس کا مطلب یہ ہوا کہ انہوں نے مان لیا ہے کہ حضرت علیؓ نے قبور مشرکین کے متعلق حکم دیا تھا اور یہ حکم مسلمین کی قبور کے متعلق نہیں تھا ورنہ اگر انہیں اعتراض ہوتا تو کچھ نہ کچھ تو لکھتے لفظ "مردود ہے" ہی لکھ دیتے جیسا کہ ان کی اکثر عادت ہے کہ ٹھوس

Marfat.com

حوالہ جات سے گھبرا کر یہ لفظ جگہ جگہ لکھ دیتے ہیں۔

اعتراض نمبر 4:- اس کے بعد سرفراز صاحب راہ سنت پر لکھتے ہیں کہ مفتی صاحب کی یہ تحقیق بھی قابل داد ہے کہ قبر کے ساتھ فوٹو کا ذکر ہے اور مسلمان کی قبر پر فوٹو کہاں؟ سبحان اللہ گویا مفتی صاحب نے یہ سمجھ رکھا ہے کہ فوٹو اور قبر ایک ساتھ ہوں حالانکہ قبروں کے مٹانے کا حکم الگ ہے اور تصویروں کے مٹانے کا حکم جدا ہے وہ جہاں بھی ہوں ان کو مٹا دینا چاہیے۔ چنانچہ نسائی شریف میں اسی روایت میں یہ الفاظ آئے ہیں وہ صورۃ فی بیت کسی گھر میں کوئی تصویر اور فوٹو نہ چھوڑنا۔

الجواب:- مولوی سرفراز نے اس کے علاوہ جو توجیہیں مفتی صاحب کی ہیں ان کا جواب نہیں دیا جن سے ثابت ہو گیا ہے کہ حکم مشرکین کی قبروں سے متعلق تھا۔ جس کا صاف مطلب یہ ہے کہ خود مولوی سرفراز کا دل بھی اس بات کو مانتا ہے لیکن ملا آں باشد چپ نہ شود پھر بھی چوں چراں کرتے ہیں یہ اعتراض محض لغو ہے کہ قبروں کے متعلق الگ حکم ہے اور تصویروں کے متعلق الگ حکم۔ کیونکہ اسے تو ہم بھی مانتے ہیں تصویر جہاں بھی ہو مٹا دینی چاہیے لیکن حوالہ میں قبر اور فوٹو کا ذکر ہے اس لیے یہاں فوٹو کا ذکر خاص قبر کے ساتھ اس بات کی دلیل ہے کہ یہاں ان تصویروں کے متعلق حکم ہے جو قبور کے ساتھ ہوتیں تھیں اور سوائے مشرکین کے اور کسی کی قبر پر میت کا فوٹو نہیں ہوتا ہے اس لیے بھی مشرکین کی قبور کے متعلق ہی حضرت علیؓ کا حکم ہے اور سرفراز کو بھی اس سے انکار نہیں ہے۔ ان اعتراضات کے علاوہ اور کوئی توجہ طلب اعتراض نہیں ہے جس کا جواب دیا جائے۔

لطیفہ پر لطیفہ

سرفراز صاحب راہ سنت ص 182 پر لکھتے ہیں۔

نوٹ:- قبروں پر قبوں اور گنبدوں کا گرانا صحیح احادیث اور اقوال فقہا سے ثابت ہے۔ مگر یہ بات اچھی طرح ملحوظ خاطر رہے کہ یہ کام سلطان اسلام اور اسلامی حکومت کا ہے انفرادی طور پر افراد کا کام نہیں ہے اس لیے عوام کو قانون اپنے ہاتھ میں لینے کی ہرگز گنجائش نہیں۔

Marfat.com

جناب مفتی اقتدار صاحب راہ جنت ص 88 پر لکھتے ہیں کہ مولانا آپ کا یہ فرمان کس آیت وحدیث سے مستنبط ہے کہ قبے وگنبد وغیرہ حکومت ڈھائے دوسرا نہ ڈھائے۔ حکومت کی قید کہاں سے لگی پھر فرماتے ہیں کہ مولانا کی ہمت قلم وزبان میں تو بہت زور ہے مگر بزدلی کا یہ عالم ہے کہ اپنے فتوے پر عمل کرتے ہوئے دل گھٹتا ہے کہ اگر کسی نے اپنے فعل کی ذمہ داری مجھ پر ڈال دی تو دھر لیا جاؤں گا اور قانونی گرفت سے بچنے کے لیے مندرجہ بالا عبارت تحریر فرمادی۔ محصلہ

جناب سرفراز صاحب جواب میں فرماتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے اپنے وقت میں حضرت علیؓ کو اور پھر حضرت علیؓ نے اپنے ایک افسر کو قبریں ڈھانے کا حکم دیا تھا اس لیے یہ حکومت کا کام ہے۔ پھر مختلف جرم گنوا کر کہتے ہیں کہ مفتی صاحب ہی فرمائیں کہ انہوں نے کتنے مجرموں کو سزا دی ہے پھر فرماتے ہیں کہ اسلام میں مرتد کی سزا قتل ہے تو انہوں نے کتنے مرتدوں کو قتل کر کے ثواب حاصل کیا ہے۔ محصلہ

الجواب :- قارئین کرام یہ پوری طرح ثابت ہو چکا ہے کہ حضرت علیؓ نے اپنے افسر کو مشرکین کی قبریں ڈھانے کے لیے بھیجا تھا نہ کہ مسلمین کی قبروں کے متعلق حکم تھا۔ جس کا جواب سرفراز صاحب کے پاس نہیں ہے۔ قطع نظر اس کے اس روایت میں تو قبریں ڈھانے مجسمہ اور فوٹو مٹانے کا ذکر ہے دیکھئے الفاظ یہ ہیں۔ صرف ترجمہ نقل ہے۔

مجھے حضرت علیؓ نے فرمایا کہ کیا تجھے میں اس کام کے لیے بھیجوں جس کے لیے آنحضرت ﷺ نے مجھے بھیجا تھا۔ وہ یہ کہ کوئی فوٹو اور مجسمہ مٹائے بغیر نہ چھوڑنا اور کوئی اونچی قبر نہ چھوڑنا مگر یہ کہ اس کو برابر کر دینا۔

سرفراز صاحب ہی بتائیں کہ کیا فوٹو اور مجسمہ کا معنی قبہ وگنبد ہے یا اونچی قبر کا مطلب ہے کہ کوئی گنبد یا قبہ نہ چھوڑنا۔ روایت میں تو کوئی ایسا لفظ ایسا نہیں ہے جس سے یہ مطلب نکلتا ہو کہ گنبد وقبہ مٹا دینا اور تمہیں اپنے الفاظ تو یاد ہی ہوں گے وہ یہ ہیں قبروں پر قبے اور گنبدوں کا گرانا صحیح احادث اور اقوال فقہا کرام سے ثابت ہے مگر یہ بات اچھی طرح ملحوظ خاطر رہے کہ یہ کام سلطان اسلام اور اسلامی حکومت کا کام ہے الخ راہ سنت ص 182

Marfat.com

دیکھئے آپ نے تو لکھا ہے قبر پر گنبد و قبے ڈھانا اسلامی حکومت کا کام ہے عملہ لیکن روایت میں کیا آپ کوئی ایسا لفظ دکھا سکتے ہیں جس کا مطلب یہ ہو کہ حضرت علیؓ نے اپنے افسر کو گنبد و قبے مٹانے کے لیے بھیجا ہے اور روایت میں تو صاف طور پر لکھا ہے کہ حضرت علیؓ نے اس لیے بھیجا تھا کہ کوئی فوٹو اور مجسمہ نہ چھوڑنا اور نہ کوئی اونچی قبر چھوڑنا مگر یہ کہ اس کو برابر کر دینا۔ اور یہ تو ثابت ہی ہو چکا ہے کہ یہ حکم قبور مشرکین کے متعلق تھا مجرموں وغیرہ کے لیے صاف حکم ہے کہ یہ حکومت اسلامیہ کا کام ہے۔

تفسیر روح البیان پر اعتراض اور اس کا جواب

قارئین کرام آپ دیکھ چکے ہیں کہ ایک ایسا مسئلہ جس کا اقرار تمام علماء امت کو ہے سرفرا صاحب محض سینہ زوری سے بغیر کسی دلیل کے اس کو ماننے پر تیار نہیں۔ ان کے نزدیک وہ تمام وہمی تھے جس کی مثال گزر چکی کہ کبھی علامہ شامی کو وہمی کہتے ہیں دیکھئے باب جنت اور کبھی ملا علی قاریؒ کو وہمی کہتے ہیں۔ تو ان کے نزدیک تمام آئمہ سلف تو وہمی ہو گئے اور یہ جناب آج چودھویں صدی کی پیداوا ہیں ان کو عقل ان سے زیادہ ہے قول رسول ﷺ کو یہ اچھی طرح سمجھتے ہیں بخلاف جمہور کے۔ لعنت ہے ایسی عقل پر اور تف ہے ایسی ضد پر جو اپنے مشائخ امت کی بات بھی نہیں مانتی۔ جس کا صاف مطلب یہ ہے کہ مولوی صاحب کے نزدیک مشائخ امت نے قرآن وحدیث غلط سمجھا ہے جبھی تو ان کو وہمی بتا رہے ہیں۔ معاذ اللہ۔ مولوی سرفراز عموماً تفسیر روح البیان پر بھی اعتراض کرتے ہیں دیکھئے راہ سنت ص 123 پر لکھتے ہیں۔ کہ صاحب تفسیر روح البیان کا قول سرے سے قابل التفات نہیں اور یہ تو صوفی مزاج مفسر ہیں جنہوں نے رطب ویا بس اپنی تفسیر میں جمع کر دیا ہے میں پوچھتا ہوں کہ سرفراز صاحب تمہارے نزدیک معتبر کون ہے؟ نہ علامی شامیؒ نہ علامہ طحطاویؒ نہ ملا علی قاری وغیرہ تو اور کون ہے جو معتبر ہے۔ دراصل بات یہ ہے کہ آپ کا مذہب ہی ایسا ہے جس کی کوئی بھی تائید نہیں کرتا اور آپ یک قلم تمام آئمہ کرام کے اقوال کو باطل اور مردود کہتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ آپ صاحب تفسیر روح البیان پر اعتراض کرتے ہیں کہ انہوں نے تمہارے نجدی مذہب کے پرخچے آڑائے ہیں۔ آیئے قارئین دیکھتے

Marfat.com

ہیں کہ ایسی کون سی وجہ ہے کہ سرفراز صاحب تفسیر روح البیان سے چڑتے ہیں۔ صاحب تفسیر روح البیان جلد تین میں لکھتے ہیں۔

فبناء قباب علٰی قبور العلماء والا ولیاء والصلحاء امر جائز اذا کان القصد بذالک التعظیم فی اعین العامۃ حتی لا یحتقروا صاحب ھذا القبر

ترجمہ :- علماء اولیاء صالحین کی قبروں پر عمارات بنانا جائز کام ہے جب کہ اس سے مقصود لوگوں کی نگاہوں میں عظمت پیدا کرنا ہو تاکہ لوگ قبر والے کو حقیر نہ جانیں۔

قارئین کرام کو مولوی سرفراز کے صاحب تفسیر روح البیان سے چڑنے کی اصل وجہ سمجھ میں آگئی ہو گی ورنہ اگر کہیں بظاہر بھی انہیں اپنے مذہب کے حق میں کوئی قول صاحب تفسیر روح البیان کا مل جاتا تو پھر یہی امام المفسرین بن جاتے اور یہ بات کوئی صاحب تفسیر روح البیان نے نئی نہیں کی بلکہ فقہا احناف بھی اسے مانتے ہیں جس کی تصریح گزر چکی ہے اس کے بعد تو صاحب تفسیر روح البیان نے کمال ہی کر دیا۔ سورۃ فتح زیر آیت اذیبا یعونک تحت الشجرہ کے تحت فرماتے ہیں کہ بعض مغرور لوگ کہتے ہیں چونکہ آج کل لوگ اولیاء اللہ کی قبروں کی تعظیم کرتے ہیں۔ لہذا ہم ان قبروں کو گرائیں گے تاکہ یہ لوگ دیکھ لیں کہ اولیاء اللہ میں طاقت نہیں ہے ورنہ اپنی قبروں کو بچا لیتے فرماتے ہیں۔

فاعلم ان ھذا الضیع کفر صراح خوذ من قول فرعون ذرونی اقتل موسٰی ولیدع ربہ الخ

ترجمہ :- تو جان لے کہ یہ کام خالص کفر ہے۔ فرعون کے اس قول سے ماخوذ ہے کہ چھوڑ دو مجھ کو میں موسیٰ کو قتل کردوں وہ اپنے خدا کو بلا لے اب مولوی سرفراز اور ان جماعت کانوں میں روئی کیوں نہ دے لے۔ آخر ایسے حوالہ جات ان میں سننے کی طاقت ہے ہی کہاں پھر سرفراز کا لکھنا کہ یہ صوفی مزاج مفسر کی تفسیر ہے۔ تو میں پوچھتا ہوں کیا صوفی ہونا گناہ ہے۔ کیا صوفی بغیر علم ہی بن جاتا ہے کیا صاحب تفسیر روح البیان نے بغیر علم کے تفسیر لکھ دی۔ مشائخ امت پر طعن کرنا تمہیں اور تمہاری جماعت کو مبارک ہو ہم تو ان کے نقش قدم پر چلیں گے کیونکہ ان کا راستہ وہی ہے جو کہ حضور ﷺ نے بتایا ہے۔ آپ اپنی مرضی سے اپنا الگ راستہ بنالیں۔ وہ تمہیں مبارک۔ خود آپ

Marfat.com

کی جماعت کے پیشہ ور مناظر مولوی منظور نے اس بات کو مانا ہے کہ علماء دیوبند کا مسلک سلف وصالحین کے خلاف ہے۔ لکھتے ہیں۔ حضرت علمائے فرنگی محل لکھنؤ حضرت مولانا عین القضاۃ صاحب رحمۃ اللہ علیہ۔ حضرت مولانا معین صاحب اجمیری رحمۃ اللہ علیہ حضرت مولانا سجاد صاحب بہاری مرحوم جیسے بہت سے علمائے کرام اور علمی سلسلوں اور خاندانوں کا نام لیا جا سکتا ہے۔ ان حضرات کا مسلک حضرات علمائے دیو بند سے مختلف تھا۔ فیصلہ کن مناظرہ۔ صاف معلوم ہوا کہ دیو بندیوں کا مسلک سلف وصالحین کے مسلک کے خلاف ہے اور اہل سنت والجماعت طبقہ بریلی حق پر ہیں۔

گنبد خضراء

علماء اہل سنت والجماعت یہ دلیل گنبد وغیرہ کے جواز میں پیش کرتے ہیں کہ حضور علیہ السلام کو حضرت عائشہؓ کے حجرہ میں دفن کیا گیا اور کسی صحابی نے انکار نہ کیا اس سے ثابت ہوا کہ قبور اولیاء پر قبہ وگنبد وغیرہ بنانا نا جائز ہے۔ مولوی سرفراز صاحب اس کے جواب میں موطا امام مالک اور شمائل کے حوالہ سے لکھتے ہیں کہ (صرف ترجمہ نقل ہے)

"بعض لوگوں نے کہا کہ آپ کو منبر کے پاس دفن کیا جائے اور بعض دوسروں نے کہا آپ کو جنت البقیع کے قبرستان میں دفن کیا جائے اتنے میں حضرت ابو بکرؓ تشریف لائے اور انہوں نے فرمایا میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے نبی صرف اسی جگہ دفن کیا جاتا ہے جس میں ان کی وفات ہوتی ہے سو اسی جگہ آپ کی قبر کھو دی گئی۔" بلفظہ

اس کے بعد لکھتے ہیں کہ لہٰذا اس حدیث کی رو سے آپ کو وہیں دفن کیا گیا باقی حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ کو بالتبع وہاں دفن ہونے کا شرف حاصل ہوا۔ اگر وہ کہیں اور دفن ہوتے تو صحابہ ہرگز ان کی قبور پر عمارت تعمیر نہ کرتے۔ کیونکہ ہزاروں صحابہ کرام نے وفات پائی مگر کسی کی قبر پر عمارت نہ تعمیر ہوئی صدیوں بعد ترکوں نے یہ فعل کیا۔ پھر ایک المناک واقعہ پیش آیا جس کے تحت سلطان نورالدین زنگی نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر مبارک کے ارد گرد نہایت گہری دیوار میں سیسہ اور رانگ گلا کر اس اس کو بھر دیا۔ سلطان قلاؤن صالحی نے یہ گنبد سبز بنوایا جو اب تک موجود ہے۔ اس لیے تمام

Marfat.com

قبوں قبروں کی عمارات کو آنحضرت ﷺ کے روضہ مبارک پر قیاس کرنا درست نہیں ہے محصلہ راہ سنت ص 181'182

الجواب:- مجھے سمجھ نہیں آتی کہ لمبی چوڑی عبارت لکھ کر مولوی سرفراز نے کون سا قلعہ فتح کر لیا ہے کیونکہ حوالہ میں تصریح ہے کہ نبی کو اسی جگہ دفن کیا جاتا ہے جہاں ان کی وفات ہو۔ اس میں جگہ کی تخصیص ہے نہ کہ یہ بھی ہے کہ عمارت اگر ہو تو اسے بھی ویسے کا ویسا ہی رہنا چاہیے۔ اس لیے اگر قبر خاص پر عمارت ممنوع ہوتی تو صحابہ کرام حجرہ کو گرا دیتے اور جہاں نبی کریم ﷺ فوت ہوئے تھے وہیں دفن فرما دیتے اور ہمارا یہی اعتراض ہے کہ صحابہ کرام نے اس حجرہ پر کوئی اعتراض نہ کیا اس لیے قبور خاص پر عمارت بنانا ثابت ہے۔ اعتراض کو آپ چھوتے بھی نہیں اور ادھر ادھر کی ہانک کر حواریوں میں یوں اکڑتے ہیں جیسے پتہ نہیں کیا کر دیا ہوا۔ اور اس کا تو آپ کو بھی اقرار ہے کہ پانچویں صدی میں سلطان نورالدین نے خاص مقصد کے تحت اردگرد دیوار بنائی اور چھٹی صدی میں سلطان قلاؤن صالحی نے یہ گنبد سبز بنایا۔ تو اس گنبد پر جب کسی نے اعتراض نہ کیا تو اس سے ثابت ہوا کہ قبور اولیاء پر یہی کام کرنا جائز ہے اور وہ بھی خاص مقصد کے تحت جیسا کہ ائمہ کرام کی تصریحات گزر چکی ہیں کیونکہ گنبد سبز حضور علیہ السلام کے پانچ چھ سو سال بعد بنا تھا اور یہ گنبد عمارت خاص حضور ﷺ سے خاص نہیں کہ حضرت ابوبکرؓ حضرت عمرؓ بھی اسی میں دفن ہیں اور حضرت عیسیٰ بھی یہیں دفن ہوں گے لیکن کسی کی قبر پر قبہ یا عمارت نہ بنائی گئی اس لیے اگر حضرت صدیقؓ و حضرت فاروقؓ کو کہیں اور دفن کیا جاتا تو ہرگز عمارت یا قبہ نہ بنایا جاتا۔ میں کہتا ہوں پیچھے صراحتاً" گزر چکا ہے کہ صحابہ کرام کی قبور پر قبے وغیرہ بنائے گئے۔ منتقٰی شرح موطا امام مالک میں ہے (صرف ترجمہ نقل ہے) حضرت عمرؓ نے زینت بنت جحش کی قبر پر قبہ بنایا یا حضرت عائشہ نے اپنے بھائی عبدالرحمٰن کی قبر پر قبہ بنایا۔ محمد بن حنفیہ ابن حضرت علیؓ نے حضرت عباس کی قبر پر قبہ بنایا الخ۔ ازجاء الحق ص 293

لو اب تو ثابت ہو گیا کہ قبے بنانا جائز ہے اور قارئین کرام سے مخفی نہیں اس روایت کا جواب مولوی سرفراز کے پاس نہیں ہے۔

Marfat.com

ایک شبہ کا ازالہ :- مولوی سرفراز صاحب باب جنت ص 33 پر لکھتے ہیں کہ راہ سنت پر یہ با حوالہ بحث موجود ہے کہ عام قبوں اور گنبدوں پر آنحضرت ﷺ کے گنبد خضراء کا قیاس کر کے ڈھانا درست نہیں اس کی ضروری تشریح راہ سنت میں مذکور ہے لیکن مفتی صاب لکھتے ہیں کہ مولوی سرفراز کے فتویٰ کا نتیجہ ہے کہ روضہ رسول ڈھا دینا واجب ہے کہ یہ بھی قبر پر قبہ ہے۔ اس کے بعد لکھتے ہیں کہ مفتی صاحب کا یہ الزام ہے محصلہ

الجواب :- سرفراز صاحب آپ نے جو تشریح مرقوم کی ہے اس کی خامیاں تو آپ پر واضح ہو چکی ہوں گی مفتی صاحب کا یہ کہنا بالکل ٹھیک ہے کہ اس فتویٰ کا یہ نتیجہ ہے کہ روضہ رسول ﷺ کا ڈھانا درست ہے کیونکہ یہ بھی قبر پر قبہ ہے کیونکہ آپکی جماعت کی کتاب میں یہ مسئلہ مذکور ہے۔ چنانچہ مفتی عزیز الرحمن مفتی دارلعلوم دیوبند سے سوال کیا گیا۔ سوال یہ ہے۔

سوال۔ بعض تمثیلاً" کہتے ہیں کہ جناب رسول اللہ ﷺ اور حضرت امام حسین علیہ السلام اور مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ کے روضے پختہ بنے ہوئے ہیں یہ کیسے درست اور جائز ہے بالتشریح و تفصیل جواب تحریر فرمایئے۔ دیکھئے اس کا جواب کیا ملتا ہے۔

الجواب۔ قبور پر گنبد اور فرش پختہ بنانا ناجائز اور حرام ہے بنانے والے جو اس فعل سے راضی ہوں گناہ گار ہیں الخ۔ بندہ عزیز الرحمن مفتی دارلعلوم دیو بند (فتاویٰ دیوبندی جلد اول ص 14 سطر 5_ ماخوز از رسالہ دیوبندی مذہب۔ سرفراز صاحب اب آپ ہی بتائیں مفتی صاحب ٹھیک کہہ رہے ہیں کہ نہیں۔ آپ میں سے اور مفتی دیو بند میں سے کون سا سچا ہے۔

مرید سادہ تو رو رو کے ہو گیا تائب
خدا کرے کہ ملے شیخ کو بھی یہ توفیق

Marfat.com

باب نمبر2

بحث قبروں پر چراغ روشن کرنا

اس بحث کو شروع کرنے سے پہلے قارئین کرام کو مسلک اہل سنت والجماعت طبقہ بریلوی سمجھ لینا چاہیے تاکہ مسلک الجمہور سمجھنے میں آسانی ہو اور یہ واضح ہو جائے کہ مسلک سلف صالحین کے حق میں کون سی جماعت ہے اور سلف صالحین کے مخالف کون سی جماعت ہے اہل سنت والجماعت کہتے ہیں۔

1- قبروں پر چراغ جلانا مطلقاً" ممنوع وناجائز نہیں۔ ممنوع تو جب ہے کہ قبور عوام پر بے غرض وبے فائدہ روشنی کی جائے

2- یا قبروں پر جلانے سے تعظیم قبور یا زینت قبور مقصود ہو۔

3- اگر کسی مصلحت اور فائدے کے لیے ہو تو جائز مستحسن ہے مثلاً" قبرستان میں کوئی مسجد ہو یا مسجد میں قبریں ہوں کہ نمازیوں کو آرام اور مسجد بھی روشن اور قبروں پر بھی اجالا یا قبریں سر راہ ہوں کہ چراغ جلانے سے روشنی کرنے سے راہ گیروں کو بھی نفع اور اموات کو بھی فائدہ کہ مسلمان قبریں دیکھ کر سلام کریں گے فاتحہ پڑھیں گے یا قبرستان میں کوئی رہتا ہو۔ بیٹھا ہو۔ زیارت قبور وایصال ثواب کے لیے آیا ہو روشنی سے آرام پائے گا۔ قرآن عظیم دیکھ کر پڑھ سکے گا۔ یا قبرستان میں کسی ولی اللہ یا محققین میں سے کسی کا مزار ہو اور اس کے پاس روشنی ہو تاکہ لوگ کسی ولی اللہ کا مزار جان کر اس کی عزت کریں اس کے پاس آکر اللہ سے دعا کریں اس سے تبرک حاصل کریں۔ اس کے پاس کوئی بے ادبی وگستاخی نہ کریں کہ اولیاء کرام کے دربار میں بے ادبی نہ کریں کہ اولیائے کرام کے دربار میں بے ادبی گستاخی نہایت شنیع گناہ ہے۔

از اصلاح بہشتی زیور مصنفہ مولوی حشمت علی بریلوی۔

قارئین کرام یہ ہے ہمارا دعویٰ اور یہی سلف وصالحین کا مسلک ہے۔ انشاء اللہ تعالیٰ ثبوت پیش کا جائے گا۔ سب سے پہلے ایک اعتراض جو عموماً" پیش کیا جاتا ہے اس کا

Marfat.com

جواب کتاب جاء الحق سے دیا جائے گا پھر اس پر جو اعتراضات وارد ہوئے ان کی خامیاں بتائی جائیں گی انشاء اللہ- مولوی سرفراز صاحب راہ سنت ص 182 پر لکھتے ہیں کہ قبو. پر چراغ وقندیل اور موم بتی جلانے کی شریعت اسلامی میں کوئی اصل نہیں ہے اور شریعت حقہ اس قبیح حرکت سے نہایت ہی سخت بیزار ہے چنانچہ حضرت عبد اللہ بن عباسؓ آنحضرت ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ (صرف ترجمہ نقل ہے اور یہ ترجمہ مولوی سرفراز کا ہی ہے) آنحضرت ﷺ نے قبروں کو زیارت کرنے والی عورتوں پر اور قبروں کو سجدہ گاہ بنانے والوں پر اور ان پر چراغ روشن کرنے والوں پر لعنت فرمائی ہے- بلفظہ

الجواب :- مفتی احمد یار خان صاحب گجراتی مدظلہ اس کے جواب میں فرماتے ہیں کہ اس حدیث میں جو قبر پر چراغ جلانے کی ممانعت ہے وہ اسی کی ہے جو بے فائدہ ہو اور چنانچہ حاشیہ مشکوۃ میں اسی حدیث کے ماتحت ہے-

والنھی عن اتخاذ السرج لمافیہ من تضییع المال

ترجمہ :- قبروں پر چراغ جلانے سے اس لیے ممانعت ہے کہ اس میں مال برباد کرنا ہے- اسی طرح مرقات شرح مشکوۃ وغیرہ نے تصریح فرمائی- حدیقہ ندیہ شرح طریقہ محمدیہ جلد دوم صفحہ 429 مصری میں اس حدیث کو ذکر کر کے فرماتے ہیں- ای الذین یوقدون السرج علی قبور عبثا" من غیر فائدہ-

ترجمہ :- ان لوگوں پر لعنت فرمائی جو کہ قبروں پر بے فائدہ عبث چراغ جلاتے ہیں مشکوۃ باب الدفن میں ہے-

ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم دخل لیلا" فاسرج لہ یسراج ترجمہ :- نبی کریم ایک شب دفن میت کے لیے قبر میں تشریف لے گئے تو آپ کے لیے چراغ جلایا گیا- دوم یہ کہ حدیث میں ہے والمتخذین علیھا المسجد والسرج- حضور علیہ السلام نے ان پر لعنت فرمائی جو قبروں پر مسجد بنائیں اور چراغ جلائیں ملا علی قاریؒ اور شیخ عبدالحق محدث دہلوی ودیگر شارحین اسی حدیث کی شرح میں فرماتے ہیں- کہ خود قبر پر مسجد بنانا کہ قبر کی طرف سجدہ ہو یا قبریں فرش مسجد میں آجائے یہ منع ہے لیکن اگر قبرں کے پاس مسجد ہو برکت کے لیے تو جائز ہے یعنی اس جگہ انہوں نے علی

Marfat.com

کو اپنے حقیقی معنی پر رکھا جس سے لازم آیا کہ خود تعویذ قبر پر چراغ جلانا منع ہے۔ لیکن اگر قبر کے ارد گرد ہو تو وہ قبر پر نہیں۔ لہٰذا جائز ہے۔ جیسے ہم گنبد کی بحث میں لکھ چکے ہیں۔ نیز حدیقہ ندیہ میں علامہ نابلسی اس حدیث کی شرح میں لکھتے ہیں۔

المتخذین علیھا ای علی القبور یعنی فوقھا۔ یعنی خاص قبروں کے اوپر اور وجہ اس کی یہ ہے کہ چراغ آگ ہے اور آگ کا قبر پر رکھنا برا ہے اس لیے خاص قبر میں لکڑی کو تختہ لگانے کو فقہا منع فرماتے ہیں کہ اس میں آگ کا اثر ہے۔ لیکن اگر لکڑی قبر کے پاس پڑی ہو وہ منع نہیں تو چراغ کی ممانعت آگ ہونے کی وجہ سے ہے نہ کہ تعظیم قبر کے لیے۔ نیز یہاں ایک ہی علیٰ ہے اور ذکر مسجد کا اور چراغ کا۔ مسجد کے لیے تو آپ علیٰ کے حقیقی معنی مراد لیں یعنی خاص قبر کے اوپر اور چراغ کے لیے مجازی یعنی قبر کے قریب۔ تو حقیقت اور مجاز کا اجتماع لازم ہو گا اور یہ منع ہے۔ لہٰذا دونوں جگہ حقیقی معنی مراد ہیں مرقات میں علامہ علی قاری اس حدیث کے تحت فرماتے ہیں۔

فید علیھا یفید وان اتخاذ المسجد بجنبھا لا باس بہ

ترجمہ :- اوپر کی قید لگائی جس سے معلوم ہوا کہ قبر کے برابر مسجد بنانے میں حرج نہیں۔

لفظ علیٰ سے ثابت کیا کہ قبر کے برابر مسجد جائز۔ اسی طرح لفظ علیٰ سے یہ بھی نکلا کہ قبر کے برابر چراغ جائز۔ نیز یہ کہ ہم گنبد کی بحث میں شامی اور دیگر کتب کے حوالہ سے لکھ چکے ہیں کہ بہت سی باتیں زمانہ صحابہ کرام میں منع تھیں مگر اب مستحب روح البیان پارہ 10 سورہ توبہ زیر آیت۔ انما یعمر مساجد اللہ من امن با اللہ ہے (صرف ترجمہ نقل ہے۔ یعنی احیاء العلوم میں امام غزالی نے فرمایا کہ اس زمانہ کے بہت سے مستحبات صحابہ کرام کے زمانہ میں نا جائز تھے مشکوۃ کتاب الامارۃ باب ما علی الولاۃ میں ہے کہ حضرت عمرؓ نے حکم دیا تھا کہ کوئی مسلمان حاکم خچر پر سوار نہ ہو اور چپاتی روٹی نہ کھائے اور باریک کپڑا نہ پہنے اور دروازہ کو اہل حاجت سے بند نہ کرے اور فرماتے تھے۔ (صرف ترجمہ نقل ہے) اگر تم نے ان میں سے کچھ بھی کیا تو تم کو سزا دی جاوے گی اسی مشکوۃ باب المساجد میں ہے۔ ماامرت بتشیید المساجد۔

Marfat.com

مجھ کو مسجدیں اونچی بنانے کا حکم نہ دیا گیا اس کے حاشیہ میں ہے۔ ای با علاء بناء ھاوتز ینھا یعنی مسجدیں اونچی بنانے اور ان کو آراستہ کرنے کا حکم نہیں اسی مشکوۃ میں ہے صرف ترجمہ نقل ہے عورتوں کو مسجد سے نہ روکو قرآن میں زکوٰۃ کے مصرف آٹھ میں ہیں یعنی مولفۃ القلوب بھی زکوۃ کا مصرف ہے لیکن عہد فاروقی سے صرف سات مصرف رہ گئے۔ مولفہ القلوب کو علیحدہ کر دیا گیا (دیکھو ہدایہ وغیرہ) کہیے اب بھی ان پر عمل ہے؟ اب حکام اگر معمولی حالت میں رہیں۔ ان کا رعایا پر رعب نہیں ہو سکتا اگر کفار کے مکانات اور مندر اونچے ہوں مگر اللہ کا گھر مسجد نیچی اور کچی اور معمولی ہو تو اس میں میں اسلام کی توہین ہے۔ اگر عورتیں مسجد میں جاویں تو صدہا خطرات ہیں۔ کسی کافر کو زکوۃ دینا جائز نہیں یہ احکام کیوں بدلے؟ اس لیے کہ ان کی ملتیں بدل گئیں۔ اس وقت بغیر ظاہری زیب وزینت کے مسلمانوں کے دلوں میں اولیاء اللہ اور مقابر کی عزت وحرمت تھی۔ لہٰذا زندگی موت ہر کام میں سادگی تھی اب دنیا کی آنکھیں ظاہری ٹیپ ٹاپ دیکھتی ہیں۔ لہٰذا اس کو جائز قرار دیا گیا۔ چنانچہ پہلے حکم تھا کہ مزارات پر روشنی نہ کرو اب جائز قرار پایا۔ تفسیر روح البیان میں زیر آیت انما یعمر مساجد اللہ ہے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام نے بیت المقدس کے مینارہ پر ایسی روشنی کی تھی کہ بارہ میل مربع میں عورتیں اس کی روشنی میں چرخہ کاتتی تھیں اور بہت ہی سونے چاندی سے اسے آراستہ کیا تھا۔ ازجاء الحق ص 303' 305

تحریر ھذا پر اعتراضات کا جواب

اعتراض نمبر1:- مولوی سرفراز صاحب راہ سنت ص 182 پر لکھتے ہیں ظاہر ہے جس کام پر سردار دو جہاں ﷺ نے لعنت کی ہو وہ کسی وقت بھی مستحب نہیں ہو سکتا۔ نہ اس کے اندر کوئی فائدہ اور خوبی ہو سکتی ہے اور نہ ضرورت اور غیر ضرورت کا مصنوعی پیوند لگ سکتا ہے۔ یہ الگ بات ہے کہ مفتی احمد یار خان صاحب یا کوئی اور بدعت پسند اس میں خانہ ساز فوائد اور منافع بتانا شروع کر دے محصلہ

الجواب:- سرفراز صاحب ذرا ایمانداری سے بتائیں کیا یہ جواب ان مدلل حوالہ جات کا ہے جو مفتی صاحب نے پیش کئے ہیں میں پہلے بھی عرض کر چکا ہوں کیا حدیث

Marfat.com

کو تم اپنی عقل سے سمجھنا چاہتے ہو یا شارحین حدیث کی مدد سے۔ اگر اپنی عقل سے سمجھنا چاہتے ہو تو تمہیں یہ عقیدہ جو کہ سلف وصالحین کے خلاف ہے مبارک ہو اگر شارحین حدیث کے اقوال کی مدد سے سمجھنا چاہتے ہو تو آیئے سمجھئے۔

ے اثر کرے نہ کرے سن تو لے میری فریاد
نہیں ہے داد کا طالب یہ بندہ آزاد

کیا جاء الحق میں آپ کو علامہ نابلسی کی یہ تشریح لکھی نظر نہ آئی تھی کہ علامہ نابلسی اس حدیث کی شرح میں فرماتے ہیں۔

ای الذین یوقدون السرج علے القبور عبثا من غیر فائدہ

ترجمہ :- ان لوگوں پر لعنت فرمائی جو کہ قبروں پر بے فائدہ عبث چراغ جلاتے ہیں سرفراز صاحب پتہ چلا کہ نہیں کہ آپ کی پیش کردہ حدیث میں جن چراغ جلانے والوں پر لعنت فرمائی وہ وہ لوگ ہیں جو کہ بے فائدہ وعبث چراغ جلاتے ہیں۔ دیکھو شارحین حدیث کیا کہہ رہے ہیں اور تم کدھر جا رہے ہو اس کے بعد علامہ ممدوح کی مزید تشریح بھی سن لیجئے ص 429 حدیقہ ندیہ میں فرماتے ہیں۔

اخراج الشموع الی القبور بدعة واتلاف مال کذافی البزازیه وهذا کله اذاخلا عن فائدة واما اذا کان موضع القبور مسجد لوعلے طریق لوکان هناک احد جالسا لوکان قبرولی من الاولیاء لوعالم من المحققین تعظیما" لدوحه اعلاماللناس انه ولی یترکوبه ویدعوالله تعالےٰ عنده فیستحاب لهم فهوا امر جائز-از جاء الحق ص 300

ترجمہ :- قبروں پر چراغ لے جانا بدعت اور مال کا ضائع کرنا جب ہے جب کہ بے فائدہ ہو اسی طرح بزازیہ میں ہے اور اگر قبر کی جگہ مسجد ہو یا قبر راستہ پر ہو یا وہاں کوئی بیٹھا ہو یا کسی ولی اللہ یا کسی محقق عالم کی قبر ہو تو ان کی روح کی تعظیم کے لیے اور لوگوں بتانے کے لیے کہ یہ ولی کی قبر ہے تاکہ لوگ اس سے برکت حاصل کریں اور وہاں اللہ سے دعائیں کریں تو چراغ جلانا جائز ہے اب کوئی پوچھنے والا ہو تو اس نجدی زادہ سے پوچھے کہ صرف تو ہی حدیث کو سمجھا ہے۔ کیا ملا علی قاریؒ اور علامہ

Marfat.com

نابلسیؒ نے بدعت کو رائج کیا ہے۔ اگر یہ حضرات بدعتی تھے تو آپ کے ساتھ کون رہ گیا مفتی صاحب مدظلہ کوئی گھر سے فائدہ بے فائدہ کی قید نہیں لگا رہے بلکہ سلف صالحین نے یہ قید لگائی ہے اور تم کتنی بے شرمی سے لوگوں کے دلوں میں ڈال رہے ہو کہ مفتی صاحب ایسا فرما رہے ہیں۔ اب مولوی سرفراز کو سمجھ آ گئی ہوگی ہو کہ ضرورت و غیر ضرورت کا پیوند علامہ نابلسیؒ نے لگایا ہے نہ کہ مفتی صاحب مدظلہ نے۔ مفتی صاحب تو محض ناقل ہیں آپ کا اصل اعتراض سلف وصالحین پر ہے نہ کہ مفتی صاحب پر ہے اور قارئین کرام بھی اسے اچھی طرح جان چکے ہوں گے اب مزے دار بات تو جب ہے کہ خود مولوی سرفراز کی ایسی تحریر پیش کر دی جائے جس میں وہ خود ضرورت وغیر ضرورت کے پیوند کو مانتے ہیں۔ تو قارئین کرام سنیئے۔

؎ مدعی لاکھ پہ بھاری ہے گواہی تیری

صاجزادہ مفتی اقتدار احمد صاحب نے مولوی سرفراز سے یہ پوچھا تھا کہ نجدی حکومت جو آج روضہ اقدس پر نہایت شاندار روشنی کرتی ہے کیا وہ مشرک مرتد ہیں □ تو جناب سرفراز صاحب اس کے جواب میں باب جنت ص 253 پر فرماتے ہیں۔

رہا روضہ اقدس پر روشنی کرنا تو ہم بعض مجبوریوں کی وجہ سے ابھی تک حج اور روضہ اقدس کی حاضری کے لیے ترس رہے ہیں اللہ تعالیٰ محض اپنے فضل وکرم سے ہمیں بھی وہاں لے جائے۔ یہ شاندار روشنی اگر تو مسجد نبوی میں نمازیوں کی ضرورت کے لیے ہے تو درست ہے یا رات کو روضہ اقدس پر حاضر ہو کر سلام کرنے والوں کی ضرورت کے لیے ہے تب بھی درست ہے الخ۔

؎ کفر ٹوٹا خدا خدا کر کے

اب مولوی سرفراز صاحب ہی بتائیں کہ جب آپ کے نزدیک علماء اہل سنت وسلف وصالحین ضرورت وغیر ضرورت کا سوال اٹھاتے ہیں تو آپ فوراً پکار اٹھتے ہیں کہ "ظاہر ہے جس کام پر سردار دو جہاں ﷺ نے لعنت کی ہو وہ کسی وقت اور کسی حیثیت سے جائز اور مستحب نہیں ہو سکتا اور نہ اس کے اندر کوئی فائدہ اور خوبی ہو سکتی ہے اور نہ ضرورت غیر ضرورت کے مصنوعی پیوند لگ سکتے ہیں۔ الخ راہ سنت ص 182

Marfat.com

لیکن اب خود ہی ضرورت غیر ضرورت کا پیوند لگایا۔ اپنی دونوں عبارتوں کو دیکھو کہ کتنا زمین و آسمان کا فرق ہے خیر آپ مان تو گئے کہ ضرورت کے وقت روشنی کرنا جائز ہے اور راہ سنت کے اسی صفحہ پر آپ کو اپنی عبارت یاد ہو گی کہ لکھا ہے یہ الگ بات ہے کہ مفتی احمد یار خان صاحب یا کوئی اور بدعت پسند اس میں خانہ ساز فوائد اور منافع بتانا شروع کر دے بلفظہ اب سرفراز صاحب خود ہی بتائیں کہ بقول خود بدعت پسند ہوئے کہ نہیں بقول شاعر

ے ره منزل میں سب گم ہیں مگر افسوس تو یہ ہے
امیر کارواں بھی ہیں انہیں گم کردہ راہوں میں

بحرحال جو نتیجہ اس سے ثابت ہوا وہ ایک حق کی تلاش کرنے والے کے لیے سمجھنا مشکل نہیں۔ ورنہ ضد کا تو کوئی علاج نہیں ہے۔ علماء اہل سنت والجماعت کہتے ہیں کہ قبروں پر بے فائدہ وعبث چراغ جلانا ناجائز وممنوع ہے کسی ضرورت وغیرہ کے لیے جائز ہے اور اسکی متعدد صورتیں بحوالہ علامہ بابلسیؒ گزر چکی ہیں۔

مولوی سرفراز کہتا ہے اگر قبر پر نمازیوں کی ضرورت کے لیے روشنی کی جائے یا زیارت کرنے والوں کی ضرورت کے لیے کی جائے تو جائز ودرست ہے ورنہ نہیں۔ محصلہ حوالہ مذکورہ

اب فیصلہ قارئین کے ہاتھ ہے کہ سمجھ لیں کہ کون سا مکتب فکر حق پر ہے اور کون ہوائے نفسانی کے ہاتھوں تباہی کے گڑھے میں گر رہا ہے۔ بحرحال یہ ثابت ہو گیا کہ جہاں قبور پر روشنی کرنا منع ہے وہاں بے فائدہ وعبث روشنی کرنے کے بارے میں حکم ہے اور جہاں اس کو جائز لکھا ہے وہاں کسی خاص غرض اور فائدے کے بارے میں حکم ہے اور اس سے مولانا سرفراز صاحب کو بھی مجھ سے اتفاق ہے یہ اور بات ہے کہ اپنی ورثہ میں پائی ہوئی ضد پر قائم رہیں۔

اعتراض نمبر2:- مولوی سرفراز صاحب راہ سنت ص 184 پر لکھتے ہیں کہ اگر اولیاء کرام کی تعظیم وتوقیر آنحضرت ﷺ کی حدیث کی خلاف ورزی سے ہوتی ہے اور اگر ان کی محبت لعنت کا کام کرنے سے ہوتی ہے تو ہم ببانگ دھل کہتے ہیں کہ یہ تعظیم

Marfat.com

مفتی احمد یار خان صاحب اور ان کے ساتھیوں کے ہی نصیب ہو۔ ہمارے نزدیک خدا تعالیٰ اور اس کے رسول برحق ﷺ کے آگے سر تسلیم خم کرنے سے ہی اولیاء کرام بزرگان دین کی تعظیم ہوتی ہے بلفظہ۔

الجواب :- سرفراز صاحب یہ عبارت ایک غلطی کا نتیجہ ہے اور وہ دور ہو چکی ہے اور خود آپ نے مانا ہے اس لیے اس عبارت کی حقیقت کچھ بھی نہیں رہتی۔ لیکن بحث کو مکمل کرنے کے لیے اس کا جواب لکھتا ہوں۔ سرفراز صاحب آپ کو مشکوۃ شریف کی وہ روایت تو یاد ہو گئی کہ آنحضرت ﷺ ایک رات قبرستان میں میت کے ساتھ گئے جب آپ قبر میں گئے تو آپ کے لیے چراغ روشن کیا گیا۔ آپ کی حدیث کی یہ حدیث تغییر ہو گئی۔ آپ کی پیش کردہ عبارت کا جواب یہ ہے۔

اگر حضور ﷺ کی تعظیم وتوقیر اولیاء عظام کی دھمی اور بدعتی ثابت کرنے سے ہوتی ہے۔ اور اگر آپ ﷺ کی محبت آپ کی طرف غلط بات منسوب کرنے سے ہوتی ہے جسے تمام علماء امت غلط کہتے ہوں تو ہم بانگ دہل کہتے ہیں کہ ایسی تعظیم مولوی سرفراز اور اس کے نجدی کنبے کو مبارک ہو ہمارے نزدیک علماء امت کی بات قابل قبول ہے کیونکہ اگر وہ ہی بدعتی ہو گئے تو دین تو بدعتوں کی وجہ سے پھیلا اگر ہم ان کی تعظیم کریں گے تو یہی تعظیم رسول ﷺ کی۔

اتنی بھی کاوش نہ کر میری اسیری کے لیے
تو کہیں میرا گرفتار نہ سمجھا جائے

اعتراض نمبر3:- مولوی سرفراز راہ سنت ص 183 پر لکھتے ہیں کہ پھر یہ کہنا کے علیٰ کے معنی اوپر کے ہیں لہٰذا قبر کے اوپر چراغ چلانا درست نہیں اگر پاس ہو تو جائز ہے۔ یہ بھی نری جہالت ہے۔ علیٰ کے معنی میں یہ دونوں مفہوم داخل ہیں لوکالذی مر علیٰ قریۃ کا معنی کیا مفتی احمد یار خان صاحب یہ کریں گے کہ حضرت عزیر علیہ الصلوۃ والسلام اس بستی میں لوگوں کے مکانوں کی چھتوں پر چڑھتے ہوئے گزرے تھے حدیث معراج میں آتا ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا فمررت علیٰ موسیٰ۔ میرا گزر حضرت موسیٰ پر ہوا۔ الغرض لفظ علیٰ اردگرد اور آس پاس کو بھی شامل ہے۔

Marfat.com

اس کے بعد ایک دو حوالہ جات اس کی تائید میں ہے کہ علیٰ کے معنی اردگرد وغیرہ ہیں۔

الجواب :- مولوی سرفراز کا یہ اعتراض محض جہالت ہے۔ یا صرف ضد کا نتیجہ ہے۔ علیٰ کے معنی جو آپ نے لکھے کہ اردگرد ہے تو اس سے کون انکار کرتا ہے لیکن یہ معنی مجازی ہیں اور اعلیٰ کے حقیقی معنی اوپر کے ہی ہیں آپ کو بھی اقرار ہے دیکھئے اعتراض میں آپ لکھتے کہ "علیٰ کے معنی میں یہ دونوں مفہوم داخل ہیں" بلفظہ راہ سنت۔ کیا آپ کسی مفسر یا شارح حدیث کا حوالہ دکھا سکتے ہیں کہ آپ کی پیش کردہ حدیث یا آیت کا مطلب بتائے ہوئے علیٰ کا حقیقی معنی مراد لیا ہے؟ حالانکہ مفتی صاحب مدظلہ نے حوالہ جات لکھے ہیں کہ آپ کی پیش کردہ حدیث میں علیٰ کے لفظ کو مفسرین نے حقیقی معنوں میں رکھ کر انکار کیا ہے اور مجازی معنی بتا کر اس کی تشریح کر دی۔ مگر آپ کو کیا۔ آپ نے تو اعتراض کرنا ہے۔ سنیے مفتی صاحب مدظلہ فرماتے ہیں۔ " حضور علیہ السلام نے ان لوگوں پر لعنت فرمائی جو قبروں پر مسجدیں بنائیں اور چراغ جلائیں۔ ملا علی قاری اور شیخ عبدالحق محدث دہلوی ودیگر شارحین اس حدیث کی شرح میں فرماتے ہیں کہ خود قبر پر مسجد بنانا کہ قبر کی طرف سجدہ ہو یا قبر فرش مسجد میں آ جائے یہ منع ہے لیکن اگر قبر کے پاس مسجد ہو کر برکت لیے تو جائز ہے یعنی اس جگہ انہوں علیٰ کو اپنے حقیقی معنی پر رکھا جس سے لازم آیا کہ خود تعویذ قبر پر چراغ جلانا منع ہے۔ لیکن اگر قبر کے اردگرد ہو تو جائز ہے۔ ص 304 اس کے بعد مفتی صاحب نے حدیقہ ندیہ کا حوالہ لکھا ہے کہ علامہ نابلسی فرماتے ہیں کہ المتخذین علیھا ای علی القبور یعنی فوقھا

یعنی حضور علیہ الصلوۃ والسلام نے قبروں پر جو چراغ جلانے و مسجد بنانے پر لعنت کی ہے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ قبروں کے اوپر چراغ جلانے اور مسجدیں بنانے والوں پر لعنت فرمائی۔ دوسرا حوالہ مفتی صاحب لکھتے ہیں۔ مرقات میں ملا علی قاری اس حدیث کے تحت فرماتے ہیں۔

فید علیھا یفید ان تخاذ المسجد بجنبھا لا باس بہ

ترجمہ :- اوپر کی قید لگائی جس سے معلوم ہوا قبر کے برابر مسجد بنانے میں حرج نہیں

Marfat.com

لفظ علیٰ سے ثابت کیا کہ قبر کے برابر مسجد جائز- اسی طرح لفظ علیٰ سے قبروں کے برابر چراغ جائز- سرفراز صاحب بتائیں آپ کو تو دعویٰ ہے کہ راہ سنت جاء الحق کا جواب ہے- مجھے بتائیں ان حوالہ جات کا جواب کہاں اور کس صفحے پر ہے- مفتی صاحب مدظلہ عالی نے بات بے دلیل تو نہیں کی تھیں- شارحین حدیث ہی جب یہ کہتے ہیں کہ یہاں علیٰ اپنے حقیقی معنی پر مستعمل ہے تو آپ کون ہوتے ہیں اس پر اعتراض کرنے والے مگر کیا کریں آخر حواریوں کو بھی تو کوئی جواب دینا ہے- آپ کے اعتراض کا مطلب تو یہ ہے-

کہ جب ملا قاریؒ وشیخ عبدالحق محدث دہلویؒ نے کہا ہے کہ علیٰ کے معنی ہیں اوپر جائز اور برابر مسجد جائز تو ملا علی قاری وشیخ محقق اور علامہ نابلسیؒ جنہوں نے لفظ فوقہا سے صاف تشریح کر دی ہے کہ علیٰ اپنے حقیقی معنی پر مستعمل ہے تو وہ اس آیت کا معنی اوکا الذی مد علی قریۃ اور اس حدیث کا معنی مررت علی موسیٰ کا معنی کیا کریں گے کیا وہ یہ مطلب کریں گے حضرت عزیز علیہ السلام مکان کی چھتوں پر سے گزرے- کتنی بیوقوفانہ بات ہے کہ شارحین حدیث لاکھ کہتے ہیں کہ یہاں علیٰ کا معنی فوقہا یعنی اوپر ہے لیکن سرفراز صاحب ہیں کہ شارحین حدیث یہ چوٹ کرتے ہیں- مگر کیا کریں آخر یہ نہ کریں تو اور کیا کریں آخر شیخ الحدیث دیوبند ہوئے- سرفراز صاحب سمجھ آگئی ہو گی کہ آپ کے پیش کردہ اعتراض میں لفظ علیٰ اپنے مجازی معنی میں مستعمل ہے اور اس حدیث میں لفظ علیٰ حقیقی معنی میں مستعمل ہے-

Marfat.com

العطایا الاحمدیہ

فی

فتاویٰ نعیمیہ

○

چار جلد

فقہ حنفی کا مشہور اور مستند ترین فتاویٰ

○

مصنّف

صاحبزادہ مفتی اقتدار احمد خان

Marfat.com

سرزمین سپین کا ایک تاریخی واقعہ

ازبلا

ردِ عیسائیت پر منفرد کتاب جو کہ ایک ناول کی طرز پر لکھی گئی ہے جس میں بائبل اور عیسائی نظریات کا بہت مدلل رد کیا گیا ہے۔

مصنف

صاحبزادہ مفتی اقتدار احمد خان

Marfat.com

دَرُودِ تاج

پر اعتراضات

اور اس کے جوابات

مصنّف

صاحبزادہ مفتی اقتدار احمد خان

Marfat.com

مصادر عربیہ

طلباء کے لئے انتہائی مفید کتاب

جس میں عربی زبان کے تقریباً چار ہزار

مصادر مع اُن کے مشتقات جمع کر دیئے

گئے ہیں۔

نیز نحوی اصولوں کی بہت سہل انداز میں راہنمائی

کی گئی ہے۔

از

صاحبزادہ مفتی اقتدار احمد خان

Marfat.com

Marfat.com

Marfat.com

Marfat.com

Marfat.com